



NEW ERA MAGAZINE
Novels|Articles|Books|Poetry|Interviews

ساختن نجات

از قلم تهمینه فردوس

www.neweramagazine.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(مکمل ناول)

داغ ندامت

از تہمینہ فردوس

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین



عشق و بال ہے "

عشق کرتا تباہ ذات ہے "

میں اس کے وہم ~ گمان میں بھی نہیں،،

اور وہ مجھے حرف حرف یاد ہے "

~ ~ ~

بالاج آفندی زندہ باد

NEW ERA MAGAZINE
پاکستان زندہ باد۔۔
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کراچی ایئرپورٹ کے باہر نعرے لگانے والوں کا جم غفیر تھا۔

بہت کم عرصے میں ہی بالاج پاکستان کی قومی کرکٹ ٹیم میں نہ صرف اپنی جگہ بنانے
میں کامیاب ہو گیا تھا بلکہ اپنی اعلیٰ کارکردگی کے باعث لاکھوں دلوں کی دھڑکن بھی
بن گیا تھا۔

ویسے تو وہ آل راونڈر تھا مگر بیٹنگ میں جارحانہ انداز ہی اس کی پہنچان بنتا چلا گیا۔
جیسے ہی وہ بیٹ پکڑے میدان میں اترتا تو پورے اسٹیڈیم میں آگیا بالاج اچھا گیا بالاج

کے نعرے لگنے لگتے۔

"سر۔۔

سر۔۔

سر میڈیا سے بات تو کرتے جائیں۔ "عوام کی مڈ بھیر میں کھڑا اک صحافی مائیک سنبھالتا
بالاج کے قریب پہنچ کر ریویسٹ کرنے لگا۔

"جی فرمائیں۔" مغرور سا بالاج اپنے گھسنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا بولا۔

"سر آپ ہمیشہ کی طرح اس بار بھی مین آف دی سیریز رہے کیسا محسوس ہو رہا
ہے؟" ایک اور صحافی دھکم پیل میں گرتا پڑتا اپنا مائیک بالاج کے سامنے کرتا ہوا بولا۔

"آپ بتائیں کیسا محسوس ہو رہا ہوگا اتنے کم وقت میں لاکھوں مداح بنانے والے
کو؟" بالاج نے الٹا اسی صحافی سے سوال کر ڈالا۔

میں۔۔

میں کیا کیا بتاؤں سر؟

ظاہری سی بات ہے اپنے کیرئیر کا آغاز ہی کامیابیوں کے ساتھ کرنے والا انسان خوش ہی ہوگا، اور آپ تو گزشتہ ایک سال سے دنیائے کرکٹ پر چھائے ہوئے ہیں۔ "صحافی نجات آمیز لہجے میں گویا ہوا۔

"جب آپ کو سب معلوم ہے تو مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہیں۔" بالاج کے آبرو اچکا کر استفسار کرنے پر صحافی نجل سا ہوتا پیچھے ہٹ گیا۔

"اوبھائی خوش وہ ہوتا ہے جسے پہلی بار کامیابی ملی ہو۔

اور یہ رئیس زادہ تو پیدا ہی کامیابیوں کے لئے ہوا ہے۔

کامیابی بالاج آفندی کے در کی باندھی ہے۔

اسی لئے بالاج کو ان چھوٹی موٹی کامیابیوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ "ساتھ ہی کھڑے

دوسرے صحافی نے اس صحافی کے کان میں سرگوشی کی۔

بالاج میڈیا کو نظر انداز کرتا اپنے گارڈز کے ہمراہ تیزی سے آگے بڑھ گیا اور صحافی حضرات چلاتے رہ گئے۔

چال میں تمکنت لئے

کالے لباس میں ملبوس لمبے اونچے پرائیویٹ گارڈز کے ہمراہ وہ اپنی لیموزین تک پہنچ کر شان بے نیازی سے مڑا اور بایاں ہاتھ کوٹ کی جیب سے نکال کر عوام کی جانب دیکھ کر ہلاتا ہوا گاڑی میں بیٹھ گیا۔

بالاج آفندی کو کرکٹ کی دنیا میں قدم رکھے

لگ بھگ ایک سال ہو چکا تھا۔

اس ایک سال میں پہلے میچ سے لے کر اب تک کامیابی اس کے قدم چومتی آئی تھی۔

بلکہ یوں کہنا زیادہ مناسب ہو گا کہ اس کی موجودگی پاکستانی ٹیم میں کامیابی کی ضمانت

سمجھی جانے لگی تھی۔

اسے گراونڈ میں اترتا دیکھ کر شائقینِ بالاج آگیا اور چھا گیا کے نعرے بلند کرتے نہ
تھکتے تھے۔

کہا جاتا تھا کہ اک بار جب بلا اس کے ہاتھ میں آ جاتا تو اچھے سے اچھے باولر کی درگت بن
جاتی تھی۔

بہت کم عرصے میں ہی بالاج نے پاکستانی ٹیم کو آسمان کی بلندیوں تک پہنچا دیا تھا۔

بالاج کی موجودگی مخالف ٹیم کے کھلاڑی بھی انجوائے کیا کرتے تھے۔

بالاج اوپن کیا کرتا تھا اور اپنی انگلیز کے اختتام تک باولرز کو دھوتا رہتا تھا۔

اور اگر کبھی کبھار وہ جلدی آوٹ ہو بھی جاتا تو اتنے رنز تو بنا ہی جاتا تھا کہ اگلے بیٹسمین

کو کچھ خاص رز بنانے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی تھی اور وہ آرام سے انگلز کے اختتام تک کریز پر انجوائے کرتا رہتا،

کیونکہ بالاج اتنے رز بنا جاتا تھا کہ پاکستان ٹیم آرام سے جیت جاتی اور حریف سر توڑ کوشش کے باوجود بھی ہدف تک پہنچ نہ پاتا۔

جہاں بیٹنگ میں اس کا کوئی دور دور تک ثانی دکھائی نہیں دیتا تھا،

وہیں وجاہت میں بھی اس کا مقابل دنیائے کرکٹ میں تلاشنا ممکن نظر آتا تھا۔

اس کی شکل و صورت اور وجاہت فینز میں موضوع بحث بنی رہتی تھی۔

کہتے ہیں کچھ صورتوں کو دیکھ کر گمان ہوتا ہے کہ فرصت میں بنی ہیں۔

بس بالاج آفندی کا شمار بھی انہیں صورتوں میں ہوتا تھا۔

"سر چھوڑیں مجھے۔۔"

میں کہتی ہوں چھوڑیں مجھے۔۔

میں ایسی لڑکی نہیں ہوں چھوڑیں مجھے۔ "وہ ماہی بے آب کی مانند اس درندے کی
باہوں میں تڑپ رہی تھی۔"

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ایسی نہیں تو پھر کیسی ہو؟" وہ چہرے پر خباثت لئے بولا۔

"میں شریف لڑکی ہوں۔" وہ مسلسل خود کو چھڑانے کی سعی کرتی ہلکان ہو رہی تھی۔

ہاہاہا۔۔

ہاہاہاہا۔۔

"شریف لڑکی!!"

بہت دیکھی ہیں تمہارے جیسی شریف لڑکیاں۔

اتنی ہی شریف ہو تو بلاناغہ چار، چار بار میرے آفس کے چکر کیوں لگاتی ہو؟
وہ بھی اتنا بن ٹھن کر۔ "وہ اس کی آنکھوں میں لگے مٹے مٹے کا جل پر چوٹ کر رہا تھا۔

"گھٹیا انسان میں تو تنخواہ لینے کے لئے آتی ہوں۔



ایک ماہ پانچ دن ہو گئے تم نے اب تک میری تنخواہ روک رکھی ہے، وہی لینے آتی
ہوں۔ "وہ اس کے غلیظ الزام پر تڑپ کر رہ گئی۔

"ہاں تو میری جان میں دے رہا ہوں نا تنخواہ۔"

نہ صرف تنخواہ بلکہ یہ سونے کی چین بھی۔۔

بس اک بار مان جاو پھر دیکھنا کیسے تم پیسوں میں کھیلتی ہو۔

اتنا پیسہ دوں گا کہ عیش کرو گی عیش۔۔ "وہ سونے کی چین اس کی آنکھوں کے سامنے
لہراتا ہوا بولا۔

"بکو اس بند کرو بڈھے۔۔

تمہاری اپنی بھی سیٹیاں ہیں دوسروں کی بہن بیٹیوں پر گندی نظر رکھتے تمہیں شرم
نہیں آتی؟" وہ مسلسل خود کو آزاد کرانے کی سعی کرتی حلق کے بل چلائی۔

"نہیں آتی شرم۔۔

اور یہ جو تم شرافت کا لبادہ اوڑھ کر نخرے دکھا رہی ہونا۔

سب جانتا ہوں میں پیسہ بڑھانے کی خاطر کر رہی ہو۔

ڈبل پیسے دوں گا اب خوش؟

کوئی ہے؟"

قریب تھا کہ وہ شخص اک بار پھر اسے دبوچ لیتا اسی لمحے پر نسیل آفس میں داخل ہوئی

اور سامنے کا

منظر دیکھ کر ششدر رہ گئی۔

"میڈم۔۔"

میڈم مجھے بچائیں اس شخص سے!

یہ میرے ساتھ زبردستی کر رہا تھا۔ "منہل ہچکیوں سے روتی پر نسیل کے عقب میں کسی ننھی بچی کی مانند جا چھپی۔

"یہ شخص زبردستی کر رہا تھا یا تم خود اپنا حسن پیش کر رہی تھی؟" پر نسیل نے ایڑھیوں

کے بل گھوم کر اک سلگتی نگاہ اپنے عقب میں چھپی منہل پر ڈالی۔

"م میڈم!

یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں؟" منہل میڈم کی ہرزہ سرائی پر ششدر تھی۔

"بکواس بند کرو گھٹیا لڑکی۔"

بہت دن سے تمہاری حرکات پر نظر ہے میری۔

یہ جو تم کئی دن سے میرے شوہر کے آگے پیچھے پھر رہی ہونا!

کچھ بھی میری نظر سے پوشیدہ نہیں۔"

"تم جیسی دو ٹکے کی لڑکیاں پیسے کے لئے اپنے باپ کی عمر کے انسان تک کو بھی نہیں
چھوڑتیں۔"

ارے میں نے تو یتیم بچی سمجھ کے اپنے سکول میں ٹیچر رکھ لیا تھا ورنہ تمہاری تعلیمی
قابلیت تو ماسی لگنے کے قابل بھی نہیں تھی۔

اور تم نے میری نیکی کا صلہ میرے ہی شوہر کو پھانس کر دیا؟" پر نسیل حلق کے بل
چلائی۔

اس شور شرابے کو سن کے پورا اسٹاف
آفس کے باہر جمع ہو چکا تھا۔

"میڈم میری بات کا یقین کریں۔

میں نے کچھ غلط نہیں کیا۔

آپ کے شوہر نے مجھے آفس میں بلا کر زبردستی کرنے کی کوشش کی ہے۔ "آنسوؤں کو
پچھے دھکیلتی منسل اپنی صفائی پیش کر رہی تھی۔

"اوووا چھا۔"

یعنی میرے شوہر نے تمہیں بلایا اور تم ننھی بچی اس کے بلانے پر فوراً بھاگی چلی آئی۔

اوبی بی اپنی یہ جھوٹی کہانی کسی اور کو سنانا جا کر،

ابھی نکلو میرے سکول سے،

اور اگر دوبارہ کبھی میرے سکول یا شوہر کے آس پاس بھی دکھائی دی تو تمہاری وہ

حالت کروں گی کہ اپنی صورت تک پہنچان نہ پاؤ گی۔"

پرنسپل اس کا بازو دبوچ کر اسے سکول کے گیٹ تک لائی اور باہر کی جانب دھکیلتی گیٹ

بند کر گئی اور منہل اس اچانک افتاد پر ششدر سی گیٹ کو گھورتی رہ گئی۔

اپنے وجود کو گھسیٹتی وہ اپنے گھر کے قریب پہنچی تو اک اور مصیبت اس کی منتظر تھی۔

مالک مکان چند افراد کے ساتھ مل کر اس کا سامان اٹھوا کر گھر سے باہر پھینک رہا تھا۔

"یہ آپ کیا کر رہے ہیں اسلم بھائی؟" منہل کو اپنی آواز کسی گہری کھائی سے آتی

معلوم ہوئی۔

"کیا مطلب کیا کر رہا ہوں؟"

اے بی بی اپنا مکان خالی کرو اور ہاہوں دکھائی نہیں دیتا؟" اسلم درشتی سے کہتا رخ موڑ گیا۔

"ارے آپ مکان خالی کرو الیس گے تو میں کہاں جاؤں گی؟" منسل ششدر سی بولی۔



"میری بلا سے بھاڑ میں جاو،

بس میری جان چھوڑ دو۔" مکان مالک اسلم جھنجھلا کر کہتا پھر سے ان افراد کی جانب متوجہ ہو گیا جو منسل کا سامان اٹھا کر گھر سے باہر پھینک رہے تھے۔

"اسلم بھائی خدا کے لئے ایسا ظلم نہ کریں۔

میں وعدہ کرتی ہوں بہت جلد گزشتہ مہینوں کا کرایہ بھی دے دوں گی۔ "منسل منت
آمیز لہجے میں گویا ہوئی۔

اے لڑکی پچھلے سو سال سے تو کرائے کے نام پر اک پھوٹی کوڑی نہیں دے سکی تم
اب اچانک کونسا قارون کا خزانہ ہاتھ لگ
رہا ہے جو بہت جلد کرایہ چکتا کر دو گی!!

اور ویسے بھی تمہارے آگے پیچھے تو کوئی ہے نہیں جس کی ضمانت تم دے سکو، اس لئے
اس سے پہلے کہ میرا دماغ خراب ہو اور میں تمہیں جیل کی سیر کرواوں برائے کرم اپنا
سامان اٹھاؤ اور چلتی بنو۔ "مکان مالک کاٹ دار لہجے میں کہتا آگے بڑھ گیا جبکہ منسل
وہیں کھڑی حسرت بھری نگاہوں سے اپنا آخری سہارا، اپنے سر چھپانے کی پناہ گاہ کو
چھنتے دیکھتی رہ گئی۔

"عروج باجی خدار امیری مدد کریں۔"

اللہ کے بعد اس دنیا میں میرا واحد سہارا آپ ہی ہیں۔

اگر آپ نے بھی امیری مدد کرنے سے انکار کر دیا تو میرے پاس سوائے خود کشی کے کوئی راستہ نہیں بچے گا۔ "منسل اپنے کپڑوں اور چند ضروری اشیاء کی چھوٹی سی گٹھری لئے اپنی ماں کی پرانی جان پہنچان والی عروج باجی کے گھر بیٹھی فریاد کر رہی تھی۔

"دیکھو منسل تمہاری اماں ہماری جان پہنچان والی ضرور تھی مگر اب میں شادی شدہ ہوں۔"

اور یہ میرا سسرال ہے۔

اگر یہاں کسی کو تمہارے ساتھ ہونے والے واقعات کی بھنک بھی لگ گئی تو امیری زندگی عذاب بنانے میں دیر نہیں لگائیں گے۔ "عروج نے اپنی مجبوری بیان کی۔"

"عروج باجی خدا نخواستہ میں آپ کے سر پہ سوار ہونے نہیں آئی، بس اتنی سی مدد درکار ہے کہ میرے لئے وقتی طور پر چھوٹی موٹی رہائش کا بندوبست کر دیں، میں وعدہ کرتی ہوں کہ مناسب نوکری ملتے ہی اس جگہ کا کرایہ دے دوں گی۔" منسل روہانسی ہوئی۔

"اچھا اچھا ٹھیک ہے۔"
 NEW ERA MAGAZINE
 رونا بند کرو۔
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
 چلو چلتے ہیں۔" عروج کچھ سوچتی ہوئی سرعت سے اٹھ کر چادر اوڑھتی ہوئی بولی۔

"کہاں؟" منسل نے سوالیہ نظروں سے عروج کو دیکھا۔

"ارے وہ بڑے روڈ پر یونیورسٹی ہے نا!
 اس کے قریب ایک ہاسٹل ہے، اس وقت میں تمہیں وہیں چھوڑ آتی ہوں۔"

تھوڑے بہت پیسے میرے پاس ہیں ایڈوانس میں دے دوں گی، پھر جو نہیں تمہاری
نو کری لگے تم مجھے لوٹا دینا۔

چلو اب جلدی کرو اس سے پہلے میری ساس جاگے میں تمہیں چھوڑ آتی ہوں۔" فی
الوقت منسل کے لئے اتنا ہی کافی تھا کہ اسے سر چھپانے کی جگہ مل رہی تھی اسی بات کو
مد نظر رکھتے ہوئے وہ خاموشی سے عروج کی تقلید کرنے لگی۔



"منسل اس سے ملو یہ میری چچا زاد ہے عریشہ۔"

عریشہ کے کہنے پر تمہیں آسانی سے ہاسٹل میں جگہ بھی مل گئی ہے اور بہت جلدیہ
تمہاری نو کری کا انتظام بھی کر دے گی۔

عریشہ کا تعلق گاؤں کے غریب طبقے سے ہے۔

میرے چچا چچی دو وقت کی دال روٹی کے لئے سارا سارا دن کھیتوں میں کام کرتے ہیں
ایسے میں بیٹی کے تعلیمی اخراجات برداشت کرنا بہت مشکل تھا۔

اسی لئے عریشہ گاؤں سے شہر چلی آئی
 اور اب یہ اپنے تعلیمی اخراجات کے لئے پارٹ ٹائم جاب کرتی ہے اور یہیں ہاسٹل میں
 رہائش پذیر ہے۔ "عروج نے اپنی چچا زاد بہن عریشہ کا مختصر سا تعارف کروایا۔

"منسل تم بے فکر رہو

میں بہت جلد تمہاری جاب کا بندوبست کر دوں گی۔" لان کے سادہ سے لباس میں
 ملبوس عریشہ نے سلیقے سے سر پر دوپٹہ اوڑھتے ہوئے کہا۔

"اچھا بھئی لڑکیو میں چلتی ہوں میری ساس کے اٹھنے کا وقت ہو گیا ہے۔

بلڈ پریشر کی دوا کھا کر دوپہر کی سوئیں وہ شام کو ہی اٹھتی ہیں۔

اور اب شام ہو رہی ہے یعنی ان کے جاگنے کا وقت ہے،

یہ نہ ہو کہ میرے پہنچنے سے پہلے اٹھ جائیں اور مجھے نہ پا کر خفا ہو جائیں۔

منسل تم اپنا خیال رکھنا، اب میں چلتی ہوں۔
و قفا فوقاً تم سے ملنے آتی رہوں گی۔

عریشہ تمہارا خیال رکھے گی۔

انسانیت کے ناتے میں تمہارے لئے جتنا



کر سکتی تھی کر دیا، اب تمہارا اللہ وارث۔"
عروج اس کے گلے لگتی واپس جا چکی تھی۔

اور منسل جانے کن سوچوں میں غلطاں تھی کہ عروج کو خدا حافظ تک نہ کہہ پائی۔

زندگی نے اسے کچھ اس طرح آسمان سے زمین پر پٹچا تھا کہ اس کے احساسات ہی مردہ
ہو گئے تھے۔

"منسل چلو اندر چلیں۔"

ہاسٹل کے دروازے میں بلاوجہ کھڑے ہونے پر گارڈ برامان جاتا ہے۔"

"ہاں۔۔۔"

ہاں چلو۔" عریشہ کے نرمی سے کہنے پر سوچوں کے بھنور میں ڈوبی منسل حقیقی دنیا میں لوٹی اور اپنی خستہ حالی پر تاسف سے گردن کو جنبش دیتی اس کے ہم قدم ہو گئی۔



رحم کی التماس ہے _____ آجا۔۔۔!!

"اماں زرا پانچ سوکانوٹ تو دینا میں ساتھ والی نعیمہ باجی کے ساتھ پار لرجا رہی ہوں۔"

نک سک سے تیار کھڑی وہ بڑی ڈھٹائی سے پیسے مانگ رہی تھی۔

"ابھی دو دن پہلے تو تم گئی تھی پارلر،
تب بھی ہزار روپے لے کر گئی تھی۔"

اب پھر سے پارلر جانا ہے؟ "حاجرہ ہونق زدہ سی بیٹی کے تیاریاں دیکھ رہی تھی جس نے
ماں سے اجازت لینا بھی مناسب نہیں سمجھا تھا اور اب ڈھٹائی سے پیسوں کا مطالبہ
کر رہی تھی۔"



"اوہ ہوا اس دن تو فیشنل کروایا تھا اور آج تو مینی پیڈی کروانا ہے نا۔"

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

اب بند کرو یہ سوال و جواب کا سلسلہ مجھے دیر ہو رہی ہے۔

جلدی سے پیسے دو نعیمہ باجی میرا انتظار کر رہی ہوگی۔ "وہ تڑخ کے بولی۔"

منہی تم بھی کمال کرتی ہو۔

ایک میں ہوں جو تمہیں ڈاکٹر بنانے کی خواہش دل میں لئے دن رات سلائی کڑھائی

کر کے پیسے کماتی ہوں اور اک تم ہو جسے بوڑھی (بیوہ) ماں کا بالکل احساس نہیں۔"
حاجرہ بیٹی کی حرکات سے بے زار دکھائی دے رہی تھی۔

"اوہ ہوا ماں ہو جائے گی پڑھائی وڑھائی بھی۔"

فی الحال میرا کوئی موڈ نہیں ہے موٹی موٹی کتابوں کو دیکھ کر سر درد کروانے کا۔

"مجھے پار لرجانا ہے اب پیسے دے رہی ہو یا نہیں؟" منہی نخوت سے کہتی ماں کے
ساتھ ہی تخت پر بیٹھ گئی۔

"کیا سوچا تھا اور کیا ملا مجھے۔"

سوچا تھا کلوتی بیٹی ہے میری، اس کے لئے دن رات محنت کرنی پڑی تو وہ بھی کروں گی

بس میری بچی ڈاکٹر بن جائے۔

صرف تمہاری خاطر اس عمر میں بھی لوگوں کے کپڑے سلوائی کرتی ہوں۔

اپنی کمزور نظر اور تڑکتی بوڑھی ہڈیوں کے باوجود بھی محنت کرتی ہوں کہ ایک نایک دن میری بیٹی میری محنت کا صلہ ضرور دے گی۔

ڈاکٹر بن کر اپنے بہشتی باپ کی آخری خواہش پوری کرے گی۔

مگر نہیں ہماری لاڈلی کو تو ماں کی محنت کی کمائی پارلوں میں اڑانی ہے۔

اسی لاپرواہی کے عوض تین بار نویں جماعت میں فیل ہوئی ہو مگر مجال ہے تمہیں ہدایت آئے۔

کیا ہوا ہے تمہارے ہاتھ پاؤں کو؟

اتجھے خاصے تو ہیں۔

میں نے تو کبھی گھر کے کام نہیں کروائے جو تمہارے ہاتھ پاؤں خراب ہوں۔

اب بیٹھے بیٹھے ہاتھ پاؤں میں کونسی خرابی آگئی جو ٹھیک کروانے جانا ہے؟

اپنی عادات تغیر کر لو منھی

ایسا نہ ہو کہ مجھے سختی کرنی پڑ جائے۔ "ناچاہتے ہوئے بھی حاجرہ کے لہجے میں سختی در



"ہاں ہاں تم نے مجھے بنگلے میں رکھا ہے نا!!"

چار، چار نوکر ہمہ وقت میرے آگے پیچھے گھومتے رہتے ہیں۔

مجھے تو کسی چیز کی کمی ہی نہیں رہنے دی تم نے۔

اب اتنی سہولیات کے باوجود میں فضول خرچی کرتی ہوں۔۔
ہے نا؟ "منہی تو ہتھے سے اکھڑ گئی۔

"میرا بچہ سمجھنے کی کوشش کرو

آج بجلی کے بل کی بھی آخری تاریخ ہے اور میرے پاس اس کے لئے بھی پورے پیسے
نہیں۔

ایسے میں اگر تمہیں یہ پانچ سو بھی دے دیے تو بل کہاں سے دوں گی؟ "بیٹی کے لہجے
میں عیاں حسرت بھرا طنز سن کے حاجرہ نرم پڑ گئی۔

"بل دینا ہے،

راشن لانا ہے،

کرایہ دینا ہے،

بچپن سے آج تک تمہاری مجبوریاں سن کر اپنی خواہشات کا گلا گھونٹتی آئی ہوں کونسا نئی
بات ہے۔

دیتی رہو بل ہنسہ۔ "کاٹ دار لہجے میں کہہ کر وہ بھاگتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی اور
حاجرہ کو اپنی لاڈلی بیٹی کے طنز بھرے تیروں کی چھن اپنے دل پر محسوس ہوئی تو
آنکھوں میں نمی اتر آئی۔



اے اللہ تو جانتا ہے میں نے بیوگی کو کبھی اپنی کمزوری نہیں بنایا۔

NEW ERA MAGAZINE .COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

محنت کر کے حلال روزی کماتی ہوں۔

اب اتنے سے پیسوں میں کیسے اپنی بچی کی خواہشات پوری کروں؟

میں اس قابل نہیں اللہ پر تو تو تمام جہانوں

اور تمام خزانوں کا مالک ہے،

اے اللہ تو میری بچی کی محرومیاں ختم کر دے۔

بچپن سے لے آج تک میری بچی چھوٹی چھوٹی خواہشات کے حصول کے لئے مجھ سے سوال کرتی آئی ہے۔

بچی تھی تو بہلا لیا کرتی تھی۔



اب تو وہ جوانی کی دہلیز پر قدم رکھ چکی ہے۔

اب نہیں آتی میری کسی بات میں۔

اپنے لئے تو کبھی کچھ نہیں مانگا،

سچ کہوں تو پیارے اللہ تو نے جس حال میں رکھا میں نے ہمیشہ صبر و شکر کیا۔

آج پہلی بار تجھ سے اپنی بچی کی خوشیاں مانگ رہی ہوں۔

اللہ میری بیٹی کو اس دن دنیا کی ہر نعمت سے نواز دینا جس دن وہ صبر و شکر کرنا سیکھ گئی۔

میرے مالک میری دعاء کے ساتھ ایک التجا بھی ہے۔

جب تک منہی میں عاجزی اور ہر حال میں صبر و شکر کرنے کی عادت پیدا نہ ہو تب تک اسے آرام و آسائش نہ دینا۔

کیونکہ اگر اس کی ذات میں تغیر آئے بغیر اسے دنیا کی ہر آسائش میسر آگئی تو تکبر اس کی ذات کا حصہ بن جائے گا۔

متکبر لوگ تو کبھی تیرا قرب حاصل نہیں کر پائے مالک،

مجھے ڈر ہے میری منہی کا شمار ان لوگوں میں نہ ہو جنہیں تو ناپسند فرماتا ہے۔

میں نہیں چاہتی کہ میری بیٹی دنیا کی آرام و آسائش پا کر تجھ سے دور ہو جائے۔

اس لئے دعاء کرتی ہوں کہ پہلے صبر و شکر کی عادت ڈالنا پھر دنیا کی آرام و آسائش دینا۔"

حاجرہ نے عشاء کی نماز کے بعد دعاء میں اٹھے ہاتھ چہرے پر پھیرے اور جائے نماز تہہ کر کے صحن میں بچھے تخت پر ڈال کر منہی کے لئے کھانا نکالنے کچن کی جانب چل دی۔

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دوپہر سے ناراض بیٹی کو اس کی پسند کا پلاو بھی تو کھلانا تھا۔

آخر ماں تھی۔

اپنے دل کے ٹکڑے کو کیسے بھوکا سونے دے سکتی تھی۔

"آہم آہم۔" حاجرہ نے منہی کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے گلا کھنکھارا۔

منہی ماں کی موجودگی محسوس کرتی رخ موڑے سوتی بن گئی۔

"میری لاڈو کب تک ناراض رہے گی ماں سے؟" حاجرہ نے منہی کے پہلو میں بیٹھ کر اس کے سر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"جب تک میری ماں میری چھوٹی چھوٹی خواہشات کا گلا گھونٹتی رہے گی۔" منہی رخ موڑے رکھائی سے بولی۔

"میری جان اللہ کو ناشکری سخت ناپسند ہے۔"

حاجرہ نرمی سے بولی۔

"تو کیا اللہ کو میں بھی پسند نہیں؟" وہ سرعت سے بیٹھتی مستفسرانہ انداز میں گویا

ہوئی۔

"بری بات ایسا نہیں کہتے،

اللہ تو ہمیں ستر ماوں جتنا پیار کرتا ہے۔" حاجرہ نے بیٹی کو ڈانٹنے کی بجائے نرمی سے سمجھانے کی سعی کی۔



"اگر وہ ہم سے اتنی ہی محبت کرتا ہے تو ہم سے اتنا دور کیوں ہے؟

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہمارے حال پر رحم کیوں نہیں کرتا؟

اللہ جانتا ہے نا منہی کے ابا نہیں ہیں!

منہی یتیم ہے، اس کے پاس پہننے کو اچھے کپڑے نہیں!

کھانے کو اچھا کھانا نہیں!

اگر اللہ ہم سے اتنا ہی پیار کرتا ہے تو ہماری خواہشات پوری کیوں نہیں ہوتیں؟ بول
اماں۔ "منہی نے استفسار کیا۔

"ارے پگلی تجھے کس نے کہا کہ اللہ ہم سے دور ہے!

"میرا رب تو ہماری شہ رگ سے بھی قریب ہے، بس محسوس کرنے کی دیر ہے۔

NEW ERA MAGAZINE.com

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور جہاں تک بات ہے خواہشات نہ پوری ہونے کی تو یاد رکھنا اللہ اپنے بندے کو ہمیشہ
اسی چیز سے نوازتا ہے جو بندے کے حق میں بہتر ہو۔

اب تجھے اور مجھے کیا معلوم کے ہمارے حق میں کیا ٹھیک ہے اور کیا نہیں!

یہ تو بس میرا رب ہی بہتر جانتا ہے۔

اسی لئے تو کہہ رہی ہوں جس حال میں رب رکھے اس کی رضا میں راضی رہو۔

حدیثِ قدسی کا مفہوم ہے کہ۔۔

اے ابنِ آدم اک تیری چاہت ہے اور اک میری چاہت ہے۔

پر ہو گا وہی جو میری چاہت ہے، پس اگر تو نے

سپر دکر دیا اپنے آپ کو اسکے جو میری چاہت ہے

تو وہ بھی میں تجھے دوں گا جو تیری چاہت ہے

اگر تو نے مخالفت کی اس کی جو میری چاہت ہے

تو میں تھکا دوں گا تجھ کو اس میں جو تیری

چاہت ہے

پھر بھی ہو گا وہی جو میری چاہت ہے۔

میری جان اس کی چاہت میں راضی ہو جاو تو تمہیں وہ بھی عطا کر دے گا جو تیری

چاہت ہے، بشرطیکہ وہ خواہشات جائز ہوں تو۔۔"

"اماں آسائیشوں کی طلب کو نسی ناجائز خواہش ہے؟
چھوٹی چھوٹی خوشیاں ہی تو مانگ رہی ہوں کونسا میں نے بڑا بنگلہ، گاڑی نو کر چا کر مانگ
لئے؟" منھی روہانسی ہوئی۔



"نہیں میری جان چھوٹی چھوٹی خوشیاں مانگنا ہر گز ناجائز نہیں مگر!

NEW ERA MAGAZINE.COM

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"مگر کیا اماں؟" منھی نے استفسار کیا۔

"مگر مسئلہ تو یہی ہے کہ تم مانگتی نہیں شکایت کرتی ہو۔

اور اللہ کو عاجزی سے مانگنے والا پسند ہے۔"

"اماں تو کتنی مشکل باتیں کرتی ہے۔

اب عاجزی سے تیری کیا مراد ہے؟ "منہی نے استفسار کیا۔

"باوضو ہو کر اللہ کے حضور سجدہ ریز ہونا اور پھر صدق دل سے اپنے گناہوں کی توبہ کر کے اپنی جائز خواہشات کا اظہار کرتے ہوئے اللہ سے مانگنے کو عاجزی کہتے ہیں۔

منہی ایک بات یاد رکھنا،
 NEW ERA MAGAZINE.COM
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
 مشکلات بعد میں آتی ہیں اور ہمارے رب نے پہلے سے ان مشکلات کا حل نکال رکھا
 ہوتا ہے۔

بس ہم انسان ہیں نا!

ہم یہ نہیں جانتے کہ اللہ نے ہمارے لئے ہر مشکل کے بعد اک آسانی رکھ چھوڑی
 ہے۔

انسان جو ہوئے فوراً ناشکری کرنے لگتے ہیں۔

منہی میری ایک بات ذہن نشین کر لے۔

جائز خواہشات کا حصول ہو یا کوئی مشکل آن پڑے!



ہر نعمت بھی میرے رب کے پاس ہے اور

ہر مشکل کا حل بھی۔۔۔

زندگی میں جب جب تجھے کسی چیز کی طلب ہو یا کوئی مشکل آن پڑے

تو چپ چاپ وضو کرنا اور اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہو جانا،

پھر دیکھنا اللہ کیسے تیری راہیں سہل کرتا ہے۔

منہی جب تو کسی کو اپنا ہمدرد اور دوست نہ پائے تو یاد رکھنا اللہ ہی تیرا ہمدرد و بہترین دوست ہے۔

بس اس کی دوستی اور قرب کے لئے پانچ وقت اسے سجدہ کرنا مت بھولنا۔

"پھر دیکھنا اللہ کیسے تجھے ان مشکلات سے نکالتا ہے۔"



منہی یاد رکھنا اللہ اپنے نیک و شاکر بندے کو

بن مانگے ہی وہ سب عطا کر دیتا ہے جس کا اس نے کبھی تصور بھی نہیں کیا ہوتا۔

تو چھوٹی چھوٹی خواہشات کی بات کرتی ہے

ہو سکتا ہے اللہ نے تیری قسمت میں وہ سب کچھ لکھ چھوڑا ہو جس کا تو نے کبھی تصور

بھی نہیں کیا۔

بس صبر کر اور اللہ کے حضور سجدہ ریز رہا کر!

چل اب سو جا

اور کل سکول جاتے ہوئے ضد نہ کرنا میری بیٹی۔ "حاجرہ کے نرمی سے کہنے پر سر ہلاتی
منہی سوتی بن گئی۔



"منہل کن سوچوں میں گم ہو؟

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آونارات کا کھانا کھالو۔ "عریشہ نے اپنے اور منہل کے مشترکہ کمرے میں قدم رکھا
تو آنکھیں موندے بیٹھی منہل کو مخاطب کیا۔

"ہمم ہاں ٹھیک ہے۔" منہل اثبات میں سر ہلاتی

اپنے سنگل بیڈ سے اٹھ کر عریشہ کے سنگل بیڈ

پر جا بیٹھی۔

"میرے لئے کب تک نوکری تلاش کرو گی؟"
 منسل نے پہلا نوالہ لیتے ہوئے استفسار کیا۔

"اوہو بھی کھانا تو کھاؤ نوکری بھی مل جائے گی۔" عریشہ نے لاپرواہی سے کہا۔

"عریشہ دیکھو میرے آگے پیچھے کوئی نہیں
 جو میرا خرچ اٹھائے، اور تم بھی کتنی دیر
 میرا خرچ اٹھا سکتی ہو جبکہ تم خود جاب کر کے اپنے تعلیمی سلسلے کو چلا رہی ہو۔
 مجھے تو عروج باجی کے بھی

پیسے دینے ہیں۔

پلیز تم جلد از جلد میری نوکری کا بندوبست کر دو میں تمہاری احسان مند رہوں گی
 ہمیشہ۔"

منسل کے لہجے میں نمی گھلتی دیکھ کر عریشہ بھی نرم پڑ گئی۔

"اچھا اچھا ٹھیک ہے یہ بتاؤ تمہاری تعلیمی قابلیت کیا ہے؟"

مطلب کتنا پڑھی ہو؟"

عریشہ سچ بتاؤں تو میں تین بار نویں جماعت میں فیمل ہوئی ہوں۔ "منسل نے نظریں

چراتے ہوئے بتایا۔

"کیا ایا؟"

"منسل آج کل تو امیر لوگ ماسیاں بھی پڑھی لکھی رکھتے ہیں اور تم بتاؤ نویں فیمل کو کون

نو کری دے گا؟

ویسے بھی تم کسی آفس میں جا ب کرنے سے تو رہی۔ "عریشہ تعجب سے اسے دیکھتی

استفسار کر رہی تھی۔

"عریشہ میں لوگوں کے جوڑے برتن بھی صاف کر لوں گی بس مجھے خود کمانا ہے میں

مزید کسی کا احسان لینے کی

متحمل نہیں ہو سکتی، میں تمہارا احسان کبھی نہیں بھولوں گی خدارا میری مدد

کرو۔ "منسل روہانسی ہوئی۔

"اچھا اچھا ٹھیک ہے تم پریشان مت ہو

میں کچھ کرتی ہوں۔" عریشہ اسے حوصلہ دیتی دوبارہ کھانے میں مصروف ہو گئی جبکہ منسل چند لقمے زہر مار کرنے کے بعد سونے کا بہانہ کر کے اپنے سنگل بیڈ پر کروٹ لے کر لیٹ گئی۔

"میں جانتی ہوں اللہ تو بھی مجھ سے خفا ہے۔

مجھے دعاء مانگنی نہیں آتی اور مانگوں بھی تو کس منہ سے!



بس اتنی التجا ہے کہ میری عزت بچالے۔

مالک بس میری آبرو کی حفاظت کرنا اور اب کسی چیز کی خواہش رہی ہے نا طلب!

اللہ مجھے سرچھپانے کو ایسی جگہ دے دے جہاں مجھے آبروریزی کا خوف نہ ہو،

میں مانتی ہوں میں آج جن مصائب سے دوچار ہوں وہ میرے اپنے گناہوں کا ثمر ہے۔

مجھے صرف عزت سے سر چھپانے کی پناہ گاہ دے دے مالک!
 صرف عزت سے سر چھپانے کی پناہ گاہ۔ "دل ہی دل میں دعاء کرتے ہوئے اس کی
 آنکھیں بھینگنے لگیں۔
 وہ اپنے کئے پر نادم تھی۔
 عریشہ تو کھانا کھانے کے بعد سوچکی تھی جبکہ منسل کی وہ ساری رات آنکھوں میں
 کٹی۔



NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Fiction
 عروج ہی عروج ہے

زوال کا سوال کہاں!

ہوٹل کی لابی میں موجود کچھ کھلاڑی ایسٹر کوک کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف
 تھے۔

اور کچھ کھلاڑی ہلکے میوزک کو انجوائے کر رہے تھے۔

آج انگلینڈ اور پاکستان کی ٹیمیں انگلش کھلاڑی ایسٹر کوک کی برتھ ڈے پارٹی میں مدعو

تھیں۔

بالاج آفندی بھی اس وقت انگلش کھلاڑیوں کے ساتھ گپ شپ کر رہا تھا جب اس کا موبائل بجا۔

"ہیلو کون؟" بالاج آفندی ہوٹل کی لابی سے نکل کر راہداری میں داخل ہوتا ہوا بولا
جہاں لابی کی نسبت قدرے سکون تھا۔

"ہیلو۔۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارے بھی بولنا نہیں ہوتا تو فون کر کے میرا قیمتی وقت کیوں ضائع کرتے ہو جاہل
انسان؟

ایک تو میں اس رانگ کرنے والے سے تنگ ہوں جو آئے دن کال کر کے میرا
قیمتی وقت ضائع کرتا ہے۔

دماغ خراب کر کے رکھ دیا ہے اس رانگ نمبر نے۔۔

دورہ انگلینڈ کے بعد سب سے پہلے اسی کا کچا چٹھا نکلو اوں گا۔

پتا نہیں کون ہے فارغ انسان جو کال ملا کر زبان مقفل کر لیتا ہے۔ "بالاج آفندی جھنجھلاتا ہوا ہوٹل کی لابی کی جانب مڑ گیا جہاں ایسٹر کوک اب کیک کاٹ رہا تھا۔

"اوبھائی تم کہاں غائب تھے؟" قومی کرکٹ ٹیم کے مشہور آل راؤنڈر اور بالاج آفندی کے بہترین دوست فہیم ملک نے اسے دیکھتے ہی استفسار کیا۔

"میں نے کہاں جانا ہے یار پھر سے وہ منحوس رانگ کال آئی تھی وہی سننے گیا تھا۔"

بالاج آفندی کے کلس کر کہنے پر فہیم کے لبوں پر شرارتی مسکان رہینگ گئی۔

"تو پھر ہوئی بات؟" فہیم نے لبوں پر زبان پھیر کر اپنی کیفیت چھپانے کی سعی کی۔

"کہاں ہوئی بات یار!"

وہ فارغ انسان ہمیشہ کی طرح آج بھی کال ملا کر بات کرنا بھول گیا۔ "بالاج آفندی نے ہونٹوں کو دائیں بائیں جنبش دیتے ہوئے کہا تو فہیم قہقہے لگائے بغیر نہ رہ سکا۔

"ابے پاگل ہے کیا؟"

کیوں بھری محفل میں جاہلوں کی طرح قہقہے لگا کر اپنے ساتھ ساتھ میری بھی سسکی کروانے پر تلا ہے؟ "بالاج آفندی ارد گرد کھڑے کھلاڑیوں کو اپنی جانب متوجہ ہوتا

دیکھ کر برہمی سے گویا ہوا۔

"تجھے کب سے لوگوں کی فکر ہونے لگی؟" فہیم آبرو اچکا کر بولا۔

"ابھی سے۔" بالاج سپاٹ لہجے میں کہتا آگے بڑھنے ہی والا تھا کہ فہیم کی لن ترانی نے اسے کے بڑھتے قدم منجمند کر دیے۔

"سیج سیج بتاؤ کہیں کسی لڑکی وڑکی کا چکر تو نہیں؟"

اگر ایسا ہے تو مجھے بتا!

تیرے بھائی کے پاس بڑے ٹائٹ آئیڈیاز ہیں لڑکیوں کو امپریس کرنے کے۔" فہیم نے بائیں آنکھ دبا کر کہا۔

"لڑکی کا تو نہیں البتہ ہاسپٹل کا چکر ضرور لگ سکتا ہے تیرا، اگر تو ایسے ہی بکو اس کرتا رہا تو۔۔۔" بالاج آفندی لفظ لڑکی سن کے ہتھے سے اکھڑ گیا۔

"اچھا بھائی بس کر تو تو میری جان کے درپے دکھائی دے رہا ہے، میں تو بس صلاح دے رہا تھا۔" فہیم نے بالاج کے ہوا میں معلق مکے کو دیکھ کر خفیف سی ہنسی ہنس کر کہا تو بالاج بھی اپنا ہاتھ نیچے کرتا لیسٹر کوک کی جانب بڑھ گیا۔

"توبہ ہے اس بندے کو دوست سے ہٹ کر بننے میں صرف ایک سیکنڈ لگتا ہے۔" فہیم نے جھر جھری لی اور کیک کی جانب چل دیا جہاں اب اسے کیک اور مختلف انواع و اقسام کے ساتھ خوب انصاف کرنا تھا۔

"یہ لو بھئی گرما گرم حلوہ پوری۔" عریشہ منسل کے آگے ناشتے کی ٹرے رکھتی ہوئی مسکرا کر گویا ہوئی۔

"بہت شکریہ عریشہ۔" منسل نے جھجکتے ہوئے ٹرے دور کھسکائی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اس میں شکریہ کی کیا بات ہے بھئی تم میری مہمان ہو اتنا تو بنتا ہے کہ تمہاری مہمان نوازی کروں۔" عریشہ نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

"اور مزید کتنے دن تم یہ مہمان نوازی کرنے والی ہو؟" منسل کے استفسار پر عریشہ متحیر سی منسل کو دیکھ کر رہ گئی۔

"دیکھو عریشہ تم بھی جانتی ہو اور میں بھی کہ یہ ایک ہاسٹل ہے۔

جہاں سب لڑکیاں اپنے خرچے ہی بہت مشکل سے پورے کرتی ہیں تو پھر مہمان

نوازی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ہاں البتہ اگر اس کے برعکس میں تمہارے گھر میں رکی ہوتی تو مہمان نوازی اچھی بھی لگتی، مگر یہاں جہاں تم خود نوکری کر کے اپنے تعلیمی سلسلے کو جاری رکھے ہوئے ہو وہاں کب تک یہ مہمان نوازی نبھاتی رہو گی میری بہن؟

"عریضہ میرا مقصد تمہارا دل دکھانا ہرگز نہیں!

میں تو بس تمہیں حقیقت بتا رہی ہوں۔

تم بہت اچھی ہو مگر زیادہ دیر تک میرے خرچے نہیں اٹھاپاؤ گی، اسی لئے میں درخواست کر رہی ہوں کہ اگر میرے ساتھ نیکی کرنا چاہتی ہو خدا راجھے نوکری تلاش کر دو۔

یقین جانو میں تمہارا یہ احسان مرتے دم تک یاد رکھوں گی اور ہو سکا تو ان شاء اللہ کبھی

نا کبھی اس احسان کا بدلہ بھی ضرور چکاؤ گی۔ "منہل کا لہجہ نم تھا شاید زندگی کی

تلخیوں نے اسے کچھ زیادہ ہی حقیقت پسند بنا دیا تھا۔

"اففف میرے خدا۔۔۔"

میں تم پر کوئی احسان نہیں کر رہی اور ناہی مجھے کوئی بدلہ چاہیے۔

میں جانتی ہوں یہاں رہنے کے لئے تمہارا نوکری کرنا کس قدر ضروری ہے، اور میں اس سلسلے میں آج سے ہی کوشش کروں گی کہ جلد از جلد کوئی مناسب نوکری مل جائے، مگر فی الحال تو ناشتہ کرو۔

نوکری کی یاد دہانی کے لئے اتنی لمبی تمہید باندھنے کی کیا ضرورت تھی۔ "عریشہ نے خفگی



کا اظہار کیا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"عریشہ میں نے کوئی تمہید نہیں باندھی

بس تمہیں حقیقت سے آگاہ کیا ہے۔

سچ ہی تو کہا ہے میں نے،

کب تک اپنی قلیل تنخواہ میں میرے خرچے افورڈ کرتی پھر وگی تم؟

اور ویسے بھی میرا پنداریہ گوارہ نہیں کرتا کہ

میں کسی پر بوجھ بنوں۔ "منسل تلخی سے گویا ہوئی۔

"میں جانتی ہوں تم مجھ پر بوجھ نہیں بننا چاہتی مگر جب تک نوکری نہیں ملتی تب تک تو

میرے ساتھ دو وقت کا کھانا کھا سکتی ہونا؟

چلو ادھار سمجھ کے ہی کھا لو۔

دیکھنا تمہاری نوکری لگتے ہی میں اپنا حساب برابر کر لوں گی۔

میں نے تمہیں حلوہ پوری کھلائی ہے تم مجھے پڑا کھلا دینا حساب برابر۔ "عریشہ نے
منسل کے لہجے میں گھلی تلخی کم کرنے کے لئے بات کو مزاح کارنگ دیا تو منسل کے

لبوں پر بھی پھینکی سی مسکان ابھری۔

"اچھا چلو اب کھانا شروع کرو اس سے پہلے نزم حلوہ پوری کڑک پا پڑ کی شکل اختیار کر

جائے۔ "عریشہ کے کہنے پر اثبات میں سر ہلاتی منسل نے بالآخر پہلا نوالہ منہ میں

ڈالا۔

عریشہ کو کالج کے لئے نکلنا تھا سو وہ تیزی سے اپنا ناشتہ ختم کر کے جا چکی تھی، جبکہ
منسل ابھی تک ٹھنڈی ہوتی پوری کو ہاتھ میں لئے جانے کن سوچوں میں غطاں تھی۔

"اماں میں نے ایک بار کہہ دیا سو کہہ دیا، ناشتہ کروں گی تو صرف اور صرف گرم گرم حلوہ پوری کا!

ورنہ تم بھول جاؤ کہ میں آج ناشتے کو ہاتھ بھی لگاؤں گی۔" منہی آج صبح ہی صبح حلوہ پوری کھانے کی ضد لے کر بیٹھی تھی جبکہ اس کی اماں کے پاس مہینے بھر کا بل اور مکان کا کرایہ نکالنے کے بعد اک دھیلا بھی نہیں بچا تھا۔

مگر یہ بات ضدی وہٹ دھرم منہی کو کون سمجھاتا!

اسے تو صرف اپنی ذات سے مطلب تھا۔
 NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
 ماں کن حالات میں کما کر گھر کے اخراجات پورے کرتی ہے اسے اس چیز میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

اسے تو بس اپنی خواہشات پوری ہونے سے مطلب تھا۔

"میری جان بات کو سمجھو۔"

اگر میرے پاس پیسے ہوتے تو اب تک تمہارے لئے حلوہ پوری منگو اچکی ہوتی۔

بیٹا اصل مسئلہ یہی ہے کہ مہینے بھر کے اخراجات، بل اور مکان کا کرایہ دینے کے بعد

میرے پاس کچھ نہیں بچا۔ "اس کی ماں نے حقیقت بیان کی جو اسے زہر لگی۔

"ہنہ تمہارے پاس پہلے کبھی میرے لئے کچھ ہوا ہے جو آج ہوگا؟" منہی استہزائیہ ہنسی۔

"کاش تمہارے ابا زندہ ہوتے تو میں کبھی تمہاری ان چھوٹی چھوٹی فرمائشوں کو رد نہ کرتی بیٹا۔"

"اب مجھے مت سنانے بیٹھ جانا اپنے دکھڑے!"

یہ جو تم ہمیشہ سے غربت کا راگ الاپتی آئی ہو نا ماں زہر لگتا ہے مجھے، اور ابا ہوتے تو کونسا آسمان سے تارے توڑ لاتے میرے لئے؟

وہ بھی تمہاری طرح ہر وقت غربت کا رونا ہی روتے رہتے، اچھا ہے جلدی چلے گئے دنیا سے ورنہ

وہ بھی تمہاری طرح دماغ ہی خراب کرتے میرا ہنہ۔"

"بکو اس بند کرو منسل!"

میری ہی غلطی ہے جو تمہیں اتنی ڈھیل دے رکھی ہے ورنہ تم کبھی اپنے مرحوم باپ

کے

بارے میں اتنی گری ہوئی بات نہ کہتی۔

میں تمہیں پیار سے منھی کہتی ہوں اس کاہر گزیرہ مطلب نہیں کہ تم ہمیشہ چھوٹی بچی بنی رہو۔

اب تم بڑی ہو گئی ہو اس لئے بہتر ہو گا کہ حالات کا مقابلہ کرنا سیکھو۔

یہ نہ ہو کہ میں بھی مر جاؤں اور تمہیں سمجھانے والا کوئی نہ ہو، پھر روتی رہنا ماضی کی غلطیوں کو یاد کر کے۔ "منسل کی اماں کو اس کے رویے سے شدید صدمہ پہنچا تھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"مجھ پر تمہاری ان جذباتی باتوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا اماں،

تمہارے ہونے سے کونسا مجھے سونے کا نوالہ مل رہا ہے جو مرنے کی دھمکی دے رہی ہو!

جہاں جانا ہے جاؤ تا کہ میری اس غربت سے جان چھوٹے۔ "وہ کاٹ دار لہجے میں کہتی کمرے کی جانب چل دی اور حاجرہ ہونق زدہ سی اپنی بے رحم بیٹی کو جاتا دیکھتی رہ گئی۔

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔

جس کی دیواروں پر جگہ جگہ سے اکھڑا سیمنٹ اس کی خستہ حالی کا منہ بولتا ثبوت تھا۔

کمرے کے دائیں جانب لوہے کی زنگ آلود پرانی سی الماری موجود تھی جس پر لگا

گرے رنگ نوے فیصد پھیکا پڑ چکا تھا۔

اور کمرے کے بائیں جانب لکڑی کی دو کرسیاں رکھی تھیں جبکہ وسط میں اک چھوٹا سا

سنگل بیڈ لگا تھا جس پر لیٹی منسل اپنی قسمت کو کوس رہی تھی جب اشتہا انگیز خوشبو

اس کے ناک کے نتھنوں سے ہوتی ہوئی پھیپھڑوں میں اتری تو یکبارگی اس کے ڈھلے

ہوئے وجود میں جنبش ہوئی۔

"ہائے حلوہ پوری۔۔۔"

آخر میری پیاری اماں نے حلوہ پوری منگوا ہی دی۔

مجھے معلوم تھا میری اماں مجھ سے بہت پیار کرتی ہے اور لازماً میری فرمائش پوری کرے

گی۔

میری پیاری اماں۔ "ندیدوں کی طرح حلوہ پوری پر ٹوٹی منسل نے ماں کا ذکر کرتے

ہوئے فلائنگ کس دی۔

"آج اماں کو ناراض کر دیا تو نے منسل!

ویسے بہت ندیدی ہے تو ماں کے لئے بھی کچھ بچالے۔" چار پوریاں ڈکارنے کے بعد
آخری پوری کو دیکھ بڑبڑاتی منسل کھانے کی ٹرے لئے ماں کے کمرے کی جانب چل
دی۔

"اماں مجھے معلوم ہے تم نے کچھ نہیں کھایا ہوگا، چل اٹھ جا ایک پوری کھالے۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اچھانا غلطی ہوگئی آئندہ احتیاط کروں گی۔

اماں تجھ میں تو میری جان بستی ہے بس غصے میں منہ سے جانے کیا اول فول بک دیتی

ہوں معاف کر دے نامیری پیاری اماں۔" منسل مسلسل صحن میں تخت پر سلائی

مشین کے آگے بیٹھی ماں کو منانے کی سعی کرتی ہلکان ہو رہی تھی جبکہ حاجرہ خاموشی

سے اپنا کام کئے جارہی تھی جیسے اکیلی بیٹھی ہو۔

"اماں ڈانٹ لے مگر یوں منہ تو ناموڑ مجھ سے۔" منسل روہانسی ہوئی۔

"منہی تمہارا حال تو اس نشی سے بھی بدتر ہو گیا ہے جو اپنا نشہ ٹوٹنے پر گھر والوں کو مارنے کو دوڑتا ہے، مغالطہ بکتا ہے اور نشہ پورا ہو جانے کے بعد اپنی ہر غلطی پس پشت ڈال کر اچھا بننے کی اداکاری کرتا ہے۔

آخر میری تربیت میں ایسی کونسی کمی رہ گئی تھی جو تم اتنی خود غرض اور بد لحاظ نکلی کہ اپنے مرحوم باپ تک کو نہیں چھوڑا۔" حاجرہ اس کی منت سماجت سے تنگ آ کر اپنے عقب میں بیٹھی منسل کی جانب رخ موڑے پھٹ پڑیں۔

"اماں کہا تو ہے غلطی ہو گئی معاف کر دے۔" منسل اپنے ہونٹوں کو دائیں بائیں جنبش دیتی ہوئی بولی۔

"غلطی!"

تیری نظر میں مرحوم باپ کے بارے میں وہ سب کہنا غلطی ہے یا ماں کو مر جانے کا بولنا غلطی ہے؟

ارے میں نے تو تمہیں ہمیشہ صبر شکر سے زندگی گزارنا سکھایا تھا اور تم اتنی ہی ضدی لالچی اور خود غرض ہونے کے ساتھ ساتھ بے رحم اور بے ادب بھی بن گئی۔

میں تمہیں نماز پڑھنے کی تلقین کرتی ہوں،
 تم اس سے فرار حاصل کرنے کی تگ و دو میں لگی رہتی ہو۔
 میں تمہیں صبر شکر کرنا سکھاتی ہوں،
 تم اتنی ہی ناشکری بنتی جاتی ہو۔

میں تمہیں بڑوں کا ادب کرنا سکھاتی ہوں،

تو تم ماں باپ کی بے ادبی کرنے سے

NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Urdu|English|Urdu|English
 بھی نہیں چوکتی۔

چلی جاو یہاں سے منہل اس وقت

میں تمہاری شکل دیکھنے کی روادار نہیں!

چلی جاو۔

اور ہاں جاتے جاتے ایک بات اور سنتی جاو

میں اپنی نافرمانی معاف کر سکتی ہوں مگر اپنے مجازی خدا کی نہیں!

اپنے ذہن سے نکال دو کہ اب میں تمہاری کوئی خواہشات پوری کروں گی۔
جس قدر توہین آمیز الفاظ تم نے میرے مرحوم شوہر کے لئے استعمال کئے ہیں اس کے
بعد تو میں تمہیں پانی تک نہ پوچھوں کجانت نئی فرمائشیں!

یہ حلوہ پوری میں نے نہیں منگوائی،

بلکہ اس نے لا کر دی ہے جو بچپن سے ہی خود بھوکا رہ کر تمہاری فرمائشیں پوری کرنے کا
عادی ہے۔

شکر یہ ادا کرنا ہو تو اس کا کرنا جسے تمہاری جلی کٹی باتیں بھی شہد لگتی ہیں۔

اور ہاں جاتے جاتے آخری بات بھی سنتی جاو کل سے اپنا کھانا خود بنانا، کیونکہ اب میری
بوڑھی ہڈیوں میں اتنی طاقت نہیں کہ سارا دن سلائی مشین چلانے کے بعد اس زبان
دراز اولاد کے لئے کھانا بناوں۔

اور کھانا ہی کیوں گھر کے سارے کام اب سے تم ہی کرو گی اگر اس گھر میں رہنا ہے
تو۔۔۔

ورنہ اپنے معیار کے مطابق محل تعمیر کر کے اس میں شفٹ ہو جانا۔

جاسکتی ہو اب تم!

گھر کے کام تمہاری راہ تک رہے ہیں۔ "حاجرہ کے تلخی سے کہنے پر منسل ہنکار بھرتی وہاں سے اٹھی اور پیر پٹختی کچن کی جانب بڑھ گئی۔

حاجرہ نافرمان و خود سر بیٹی کی پشت کو گھورتی آنکھوں میں آئی نمی صاف کرتی دوبارہ سلانی مشین پر جھک گئی۔

اس باہمت عورت نے شوہر کی وفات کے بعد محنت مشقت کر کے جس طرح اپنی

اکلوتی بیٹی کو پالا تھا یہ تو وہ جانتی تھی یا اس کا خدا۔۔۔
 اپنی جانب سے بہترین تربیت دینے کے بعد بھی منسل جب نافرمانی کی ہر حد پار کر گئی تو حاجرہ کو بھی دل پر پتھر رکھ کر لاڈلی بیٹی کے ساتھ سختی کرنی پڑی جو اب ناگزیر ہو گئی تھی۔

اس کا خیال تھا کہ مصنوعی خفگی اور سخت لہجہ اختیار کرنے سے منسل سدھر جائے گی پر شاید وہ بھی اس کی خام خیالی تھی۔

"اماںں۔۔"

اماں خدا کے لئے لوٹ آؤ۔

میں وعدہ کرتی ہوں تمہارا ہر حکم بجالاؤں گی۔

اماں وعدہ کرتی ہوں تمہاری کسی بات سے انحراف نہیں کروں گی بس اک بار لوٹ آؤ

خدا کے لئے بس اک بار۔ "منسل ماضی سے حال میں لوٹی تو ہاتھ میں پکڑی پوری کو

مٹھی میں زور سے بھینچ کر ہڈیانی انداز میں چلائی اور وہیں بے ہوش ہو گئی۔

ادھوری سانس۔۔۔۔۔ ادھوری آس۔۔۔۔۔ ادھوری ذات ہے میری ❤️

عریشہ کالج سے تھکی ہاری لوٹی تو بستر پر اوندھے منہ پڑی منسل کو دیکھ کر گھبراہٹ کا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شکار ہو گئی۔

منسل۔۔

منسل آنکھیں کھولو۔

کیا ہو گیا تمہیں منسل۔ "عریشہ منسل کے آگے پڑا صبح کا ناشتہ ہٹا کر اس کے پہلو میں

بیٹھی مسلسل اس کا چہرہ تھپتھپاتی ہوئی بول رہی تھی۔

"اماں مجھے چھوڑ کے مت جاؤ۔

لوٹ آواں خدا کے لئے لوٹ آؤ۔ "عریشہ نے اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے تو منہل یکبارگی اٹھ کر چلائی۔

"منہل کیا ہو گیا ہے تمہیں سنبھالو خود کو یار۔" عریشہ اس کے یوں ہذیبانی انداز میں چیخنے چلانے پر مسلسل اسے سنبھالنے کی سعی کرتی ہلکان ہو رہی تھی۔

"عریشہ۔۔

عریشہ میری اماں سے کہو لوٹ آئے، میں وعدہ کرتی ہوں پھر کبھی ان کو تنگ نہیں کروں گی انحراف تو دور کی بات میں افس تک نہیں کروں گی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عریشہ ان سے کہو نا ان کی لاڈلی میں دنیاوی سختیاں جھیلنے کی طاقت نہیں، رحم کریں، مجھے معاف کر دیں، لوٹ آئیں، لوٹ آئیں۔ "منہل کی آواز مدہم ہوتی گئی اور وہ اک بار پھر بے ہوش ہو گئی۔

الیسٹر کوک کی برتھ ڈے پارٹی سے واپسی پر

ساری ٹیم تھکن کا شکار تھی۔

بالاج بھی تھکاوٹ کا شکار دکھائی دے رہا تھا۔

اسی لئے شاور لے کر اپنے بستر پر ڈھیر ہو گیا۔

ابھی اسے سوئے بمشکل آدھا گھنٹہ ہی ہوا ہو گا کہ حافظ عبداللہ اسے جگانے چلا آیا۔

"بالاج اٹھو۔"

بالاج ج۔۔

اٹھو یار فجر کا وقت ہو رہا ہے اور تم ہو کے ابھی تک سو رہے ہو۔ "عبداللہ تاسف سے کہتا اس کے چہرے سے کبیل ہٹانے لگا۔

"حافظ یار تجھے خدا کا واسطہ ہے میری نیند خراب نہ کر، سونے دے۔" بالاج سرعت سے اپنا کبیل واپس کھینچتا چہرہ ڈھانپ کر بولا۔

"بجائے اس کے کہ تم خدا کی پکار پر لبیک کہتے نماز فجر ادا کروالٹا خدا کا واسطہ دے کر دوبارہ سونے کے لئے لیٹ گئے۔" عبداللہ برہمی سے کہتا آگے بڑھا اور کبیل کھینچ کر زمین پر پٹخ دیا۔

"حافظ یار اک بات تو بتا!

تو سب سے پہلے ہمیں ہی کیوں جگانے آتا ہے؟

میرا مطلب پوری ٹیم کو بعد میں جگانے جاتا ہے اور ہم دونوں کو سب سے پہلے جگانے پہنچ جاتا ہے۔ "فہیم جس کی بالاج سے قبل ہی عبداللہ کے ہاتھوں درگت بن چکی تھی

اسی لئے شرارت سے کہتا بیڈ سے اٹھ کر

عبداللہ کے کان میں سرگوشی کرنے لگا۔

"ایسی کوئی بات نہیں

دراصل تم دونوں ایک تو میرے روم میٹ ہو

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور دوسرا اچھے خاصے بگڑے ہوئے بھی اس لئے تم دونوں کو

راہ راست پر لانا زیادہ ضروری ہے۔

باقی ٹیم تو ایک کال پر ہی اٹھ جاتی ہے۔

جبکہ تم دونوں کو جب تک خود نہ جگاؤ

تب تک جاگتے ہی نہیں۔

اب ہٹو مجھے بالاج کو جگانے دو۔

بالاج یہ نہ ہو کہ میں پانی سے بھرا جگ

تم پر انڈیل دوں جلدی اٹھو۔ "حافظ عبداللہ فہیم کو یکسر نظر انداز کرتا تب تک بالاج

کے سر پر سوار رہا جب تک وہ اٹھ کر وضو

کرنے نہیں چل دیا۔

حافظ عبداللہ گزشتہ اک برس سے قومی ٹیم کا حصہ تھا۔

عبداللہ بہترین بلے باز ہونے کے ساتھ ساتھ اوپنر بھی تھا۔

وہ ہمیشہ بالاج کے ساتھ اوپن کیا کرتا تھا۔

اس اک سال میں اس نے پرفارمنس کے ساتھ ساتھ اپنی نیک سیرت اور نیک طبیعت

کے باعث پوری ٹیم سمیت کوچ، کرکٹ بورڈ اور شائقین کو اپنا دیوانہ بنا لیا تھا۔

حافظ عبداللہ کم گو اور نیک انسان تھا۔

یہی وجہ تھی کہ بالاج آفندی جیسا اکھڑ مزاج اور مغرور انسان بھی اس کی ہر بات بنا کسی

حیل و حجت کچھ اسی طرح مان لیا کرتا تھا جیسے آج شدید تھکان اور نیند کے غلبے کے

باوجود مان لی تھی۔

حالانکہ نماز پڑھنا تو اس نے بہت پہلے ہی چھوڑ دی تھی مگر جب حافظ ساتھ ہوتا تو اسے نماز پڑھنے پر مجبور کر دیتا۔

"مجھے تو لگتا ہے اماں میری سوتیلی ماں ہے۔

ورنہ کونسی ماں اپنی اکلوتی اولاد پر یوں ظلم کرتی ہے!!

اک حلوہ پوری کی فرمائش ہی تو کی تھی، کونسا آسمان سے چاند تارے توڑ کر لانے کا بول دیا تھا جو مجھ معصوم کو اتنی بڑی سزا دے ڈالی۔

اماں نے تو یہ بھی نہیں دیکھا کہ منہی کے نرم و نازک ہاتھ گھر کے کاموں سے خراب ہو جائیں گے۔

اماں میں بھی تمہارا یہ ظلم نہیں بھولنے والی، اس ظلم کا بدلہ تو میں تمہارے لاڈلے

سے لوں گی۔ "منہل جلے دل سے کام کرتی

مسلسل بڑ بڑاتی ہوئی دھلے ہوئے کپڑے

ٹوکری میں رکھ کے زینہ چڑھنے لگی۔

"توبہ ہے سورج کو بھی مجھ بیچاری سے اللہ واسطے کا بیر ہے جو اپنی ساری تپش مجھ پر
برسا رہا ہے ہنہ۔" منسل جھنجھلا کر بازو کی پشت سے ماتھا گڑنے میں مگن تھی جب
عقب سے کسی کی بارعب مردانہ آواز ابھری۔

مینجر صاحب میں نے بتایا تو تھا کہ میں کہیں ضروری کام سے جا رہا ہوں،

مجھے ڈسٹرب مت کیجئے گا،

مگر مجال ہے آپ سے اک بھی کام ڈھنگ سے ہوا ہو، کل سے لگاتار مجھے کال پر کال
کئے جا رہے ہیں۔

اگر آپ سے کچھ سنبھل نہیں رہا تو کل تک انتظار کر لیجئے، باقی کی بات کل ہی ہوگی۔

میں کل دوپہر میں آپ سے آفس میں

ملتا ہوں بائے۔" اس بارعب مردانہ آواز کے تعاقب میں منسل نے گردن موڑ کے

دیکھا تو نظر پلٹنے سے انکاری ہو گئی۔

ان کے گھر کی پچھلی چھت جو پچھلی گلی میں واقع مکان کی چھت تھی اس پر اک لڑکا

ٹہلتا ہوا فون پر کسی کو ڈپٹ رہا تھا۔

دیکھنے میں وہ کسی بڑے کا گھر کا لگتا تھا۔

شائد وہ کوئی بزنس مین تھا۔

"مگر اک امیر بزنس کو کیا پڑی اس

گندے محلے میں آنے کی؟" بس یہی اک بات منسل کو پریشان کئے دے رہی تھی۔

درمیانہ قد، سانولی رنگت، ہلکی بڑھی ہوئی شیو، اور کھڑی ناک کے ساتھ وہ بہت پرکشش نہ سہی مگر قبول صورت ضرور تھا۔

منسل کو اس کی شکل و صورت اور وجاہت کی پرواہ ہی کب تھی۔

وہ تو اس کے دیدہ زیب لباس، ہاتھ میں لگی قیمتی گھڑی اور اسی ہاتھ میں پکڑے قیمتی موبائل کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

"ایکسیوز می میم!!"

کیا میں آپ کو جانتا ہوں؟" کال کاٹ کر جو نہی اس لڑکے کی نظر منسل پر پڑی تو اس

نے تحیر بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔

"ن نہیں۔" مبہوت سی کھڑی منسل کے منہ سے ٹوٹے پھوٹے الفاظ ادا ہوئے۔

"تو کیا آپ مجھے جانتی ہیں؟" اس نے اک اور سوال داغا۔

"نہیں توووو۔" منسل نے اس بار نفی میں گردن ہلائی۔

"ہممم تو پھر مجھے اتنے غور سے دیکھنے کی وجہ بتا سکتی ہیں محترمہ؟" وہ لڑکا اب

چلتا ہوا منسل اور پچھلی گلی کے گھر کی سانجھی دیوار سے آگ اور شرارت پہ آمادہ شوخ نظروں سے دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔

"م میں تو یو نہیں ہی بس۔" منسل کے الفاظ اب بھی اس کا ساتھ نہیں دے رہے تھے۔

"ہا ہا ہامت گھبرائے، میں نے تو یو نہیں پوچھ لیا۔"

ویسے آپس کی بات ہے میں ہوں ہی اتنا گڈ لو کنگ۔۔

جبھی تو لڑکیاں اپنے دھلے دھلائے

کپڑے زمین بوس کر کے مجھے دیکھتی رہ جاتی ہیں۔" اس کے استہزائیہ انداز میں کہنے پر

منسل کی نظر اپنے ہاتھوں پر گئی جن میں پکڑی شرٹ اب زمین پر مٹی سے لتھڑی پڑی

تھی۔

منسل اپنی بے قراری پر خفیف سی ہوتی کپڑوں کی ٹوکری اٹھا کر تیزی سے زینے اتر گئی
جبکہ اک جاندار قہقہے نے آخری زینے تک اس کا پیچھا کیا۔

منسل اک جھٹکے سے اٹھی تو اس کا پورا جسم پسینے سے تر تھا اور اس کے وجود پر کپکپی
طاری تھی۔

وہ قہقہہ اب بھی اس کے کانوں میں گونج رہا تھا۔

اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی نے اس کے کانوں میں منوں ٹنوں کے حساب سے
پگھلا ہوا سیسہ انڈیل دیا ہو۔

وہ اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ کر ماہی بے آب کی مانند تڑپ رہی تھی۔

"خاموش ہو جاو!!"

خدا کے لئے چپ ہو جاو،

میں کہتی ہوں چپ۔۔۔۔۔" اک دلسوز چیخ کے بعد وہ ایک بار پھر بے ہوش ہو گئی۔

"منسل۔۔"

منسل آنکھیں کھولو!

کیا ہو گیا ہے تمہیں منسل؟ "عریشہ کے لہجے میں تشویش کے ساتھ ساتھ فکر عیاں تھی۔"

عریشہ نے سائیڈ ٹیبل سے پانی کا گلاس اٹھایا اور منسل کے چہرے پر پانی کے چند چھینٹے لگائے جس سے منسل کو ہوش تو آ گیا مگر وہ ابھی تک بستر پر چت لیٹی چھت کو گھور رہی تھی۔

"منسل تم ٹھیک ہونا؟" عریشہ نے نرمی سے اس کا ہاتھ تھام کر استفسار کیا۔

جو اب منسل سر کو ہلکا سا خم دے

کراٹھنے کی سعی کرنے لگی۔

"منسل رکو میں اٹھنے میں تمہاری مدد کر دیتی ہوں۔" منسل کی حالت دیکھ کر عریشہ

کہتی ہوئی آگے بڑھی اور منسل کو سہارا دے کر بٹھایا۔

"منسل اتنا تو میں جان گئی ہوں کہ تم اک مجبور لڑکی ہو اور اس لئے ہاسٹل میں پناہ لینے

آئی ہو۔

مگر میں ہر گز نہیں جانتی تھی کہ تم کسی بڑے حادثے کا شکار ہوئی ہو،

دیکھو مسئلہ اب یہ مت کہنا کہ مجھے کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔

صبح بھی تم مجھی مجھی سی تھی مگر میں نے یہ سوچ کر اگنور کر دیا کہ شاید نوکری نہ ملنے کے باعث پریشان ہو، پر جب میں کالج سے گھر آئی تو تمہیں اوندھے منہ بے ہوش پڑا دیکھ کر بہت گھبرا گئی تھی۔

میں نے تمہیں ہوش دلانے کی کوشش کی تو تم اماں اماں پکارنے لگی شاید تم ان سے معافی مانگ رہی تھی۔

اس کے بعد اب پھر تم اٹھی اور جانے کیا کیا بول کر چلائی اور بے ہوش ہو گئی۔

مسئلہ مجھے نہیں معلوم کہ تم اپنی زندگی میں کن مشکلات کا سامنا کر کے آئی ہو،

مگر تمہاری حالت دیکھ کر یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ تم کسی گہرے صدمے سے

گزری ہو۔

میں معذرت چاہتی ہوں مسئلہ مجھے یہ سب کہنا تو نہیں چاہیے پر یہ تمہارا گھر نہیں

ہاسٹل ہے۔

تمہیں اپنا ماضی بھلا کر آگے بڑھنا ہوگا۔

اگر تم یونہی اپنے ماضی میں جیتی رہی، اور روز روزیوں بے ہوش ہوتی رہی تو جلد ہی ہاسٹل کی انتظامیہ تمہیں نکال باہر کرے گی۔

منسل مجھے غلط مت سمجھنا، یہ ایک تلخ حقیقت ہے۔

یہاں کوئی کسی کا ہمدرد نہیں،

اسی لئے کہہ رہی ہوں خود کو سنبھالو اور زندگی کی جانب لوٹ آؤ۔ "عریشہ اس کا ہاتھ پکڑے نرمی سے سمجھاتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

یہ اس کے اکیڈمی جانے کا وقت تھا جہاں وہ مڈل اور میٹرک کے بچوں کو ٹیوشن دیا کرتی تھی۔

"عریشہ میں چاہ کر بھی زندگی کی جانب لوٹ نہیں سکتی۔" عریشہ اٹھ کر چند قدم آگے بڑھی تو عقب سے منسل کی نجیف سی آواز ابھری۔

"منسل آخر ایسا بھی کیا ہوا ہے تمہارے ساتھ جو تم یاسیت کا شکار ہو۔"

میں جاننا چاہوں گی منسل بتاؤ!!

آج سے پہلے میں نے کبھی

اتنا مایوس انسان نہیں دیکھا، جتنی کہ تم!!

مجھے دیکھو میرا تعلق غریب گھرانے سے ہے۔

تو کیا میں نے غربت کو خود پر سوار کر کے آگے بڑھنے کی خواہش ترک کر دی؟

نہیں نا!!

منسل میں نے غربت کو اپنی کمزوری سمجھنے کی بجائے اپنی طاقت بنا لیا۔

میں پارٹ ٹائم جاب کر کے اپنے تعلیمی اخراجات پورے کر رہی ہوں۔

یہ سب آسان نہیں ہے مگر میں جانتی ہوں محنت میں عظمت ہے۔

میں جانتی ہوں اک دن مجھے منزل مل ہی جائے گی اور دیکھو منزل کی چاہ میں،

میں ہر کٹھن راہ کو عبور کئے چلی جا رہی ہوں۔ "عریشہ اس کے پہلو میں بیٹھتی پر جوش

انداز میں بولتی چلی گئی جبکہ منسل خاموشی سے اس چہرے

کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہی تھی۔

"تم تو اس چاہ میں آگے بڑھ رہی ہو کہ منزل مل ہی جائے گی۔

پر میری تو کوئی منزل ہی نہیں!!

میں تو ان راہوں کی مسافر ہوں جس کی

کوئی منزل نہیں!!

جس پر ہر سوکانٹے ہی کانٹے بچھے ہیں۔

NEW ERA MAGAZINE

اور میں ننگے پاؤں ان راہوں پر چلتی لہو لہان ہو رہی ہوں۔

اور مجبوری ایسی کہ رک کر چند پل آرام بھی نہیں کر سکتی، جو نہی رکی تو کانٹے اندر تک

دھنس جائیں گے جن کی تکلیف ناقابل برداشت ہوگی۔

اسی لئے چلے جا رہی ہوں۔

چلے جا رہی ہوں۔

چلے جا رہی ہوں۔ "وہ غیر مرئی نقطے کو گھورتے ہوئے بولتی چلی گئی۔

منسل کیوں اتنی مایوسی کی باتیں کر رہی ہو؟

بتاؤ مجھے کیا ہوا تھا تمہارے ساتھ بتاؤ منسل۔"

"تم جان کر کیا کرو گی چھوڑو یار!!"

جا ولیٹ ہو رہی ہو۔" عریشہ کے استفسار پر منسل نے رخ موڑ کر کہا شاید وہ اپنے آنسو

چھپانے کی سعی کر رہی تھی۔

"منسل آج میں کہیں نہیں جا رہی بس آج مجھے جاننا ہے کہ تمہارے ساتھ کیا ہوا

تھا۔" عریشہ بضد تھی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"جان کر کیا کرو گی؟" منسل نے سر جھکا کر کہا شاید وہ اپنے آنسو چھپا رہی تھی۔

"تمہارا ساتھ دوں گی۔"

تمہیں اس تکلیف سے نکالنے کی کوشش کروں گی۔" عریشہ نے نرمی سے اس کا ہاتھ

اپنے ہاتھ میں لے کر کہا۔

"عریشہ یہ سب کہنا آسان ہے بس،

عملی طور تم کبھی میرا ساتھ نہیں دے پاؤ گی۔" منسل کا لہجہ نم تھا۔

"منسل میں ساتھ دے پاؤں گی یا نہیں یہ بحث بعد میں کرنا۔

فی الحال مجھے سب بتاؤ!

وہ سب حالات و واقعات جنہوں نے تمہیں یہاں تک پہنچایا۔ "عریشہ کی ضد کے آگے ہار مانتے ہوئے منسل نے اک ٹھنڈی آہ خارج کر کے اپنی بیٹا کا آغاز کیا۔

"میں بہت چھوٹی سی تھی جب میرے ابا کا انتقال ہو گیا۔

گو کہ ابا اک دیہاڑی دار مزدور تھے مگر اپنی اکلوتی بیٹی ہونے کے باعث میری ہر خواہش پوری کرنے کی پوری کوشش کرتے تھے۔

بچپن میں کوئی بہت بڑی خواہشات تو ہوتی نہ تھیں، بس چاکلیٹ لے لی،

گڑیا لے لی یا عید پر نیا جوڑا۔

قصہ مختصر ہمارا چھوٹا سا خوشحال گھرانہ تھا، جس میں اماں ابا اور میں رہتے تھے۔

مجھے یاد ہے جب میں چھ سال کی ہوئی تو

ابا نے دو دن تک محنت مزدوری کر کے میرے لئے کیک اور تحفے کے پیسے جمع کئے

تھے۔

مجھے آج بھی وہ رات یاد ہے جب اماں ابانے میری چھٹی سا لگرہ پر پہلی بار مجھے تحائف
دے تھے۔

تمہیں پتا ہے ابا کی دی ہوئی گڑیا اور اماں کے دیے چھوٹے چھوٹے برتن آج بھی
میرے پاس موجود ہیں۔

وہ رات میری زندگی کی سب سے خوبصورت رات تھی، اس رات کے بعد تو زندگی کی
بد صورتی نے ساتھ نہ چھوڑا۔

مجھے یاد ہے ہم دیر رات تک جاگتے رہے۔
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
ابانے مجھے اپنے ہاتھ سے کیک اور پھر کھانا کھلایا تھا۔

پھر اس خوشیوں بھری رات کے بعد غم اور تکلیفوں بھرا سویرا آیا جو میرے نصیب کی
ساری خوشیاں چرا کر لے گیا۔

وہ دن میرے ابا کی موت لے کر آیا۔

اس دن کے بعد زندگی غموں اور محرومیوں کے گرد گھومنے لگی۔

میں جوں جوں بڑی ہوتی گئی خواہشات بھی بڑھتی چلی گئیں، جنہیں پورا کرنا میری بیوہ

ماں کے بس کی بات نہیں تھی۔

محرومیوں نے مجھے خود ترسی کا شکار کیا تو نفس میری ماں کی اعلیٰ تربیت پر حاوی ہوتا چلا گیا۔

پھر ایک ایسا وقت بھی آیا کہ میں بڑے بڑے محلوں کے خواب دیکھنے لگی۔

اور جب بھی اپنے کٹھیا نما گھر کو بغور دیکھتی تو جی جان سے جل کر ٹھ جاتی۔

جب بھی اماں میری خواہشات کے جواب میں مجھے اپنی بیوگی اور غربت کا حال سناتی تو میرا خون خول اٹھتا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اماں کے روز روز کے غربت کے رونے نے مجھے بد اخلاق، بد تمیز اور خود غرض بنا ڈالا۔

در حقیقت وہ رونا نہیں بلکہ میری ماں کی تمام عمر کا درد تھا جو ابا کے جانے کے بعد ان کے رگ و پے میں سرایت کر گیا تھا۔

مگر میں ہمیشہ اس درد کو رونے دھونے کا نام ہی دیا کرتی تھی۔

کچی عمر میں اولاد ماں باپ کے غم کو سمجھ نہیں پاتی اور بعد میں پچھتاتی ہے۔

میرے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا۔

وقت گزرتا چلا گیا اور میں جوں جوں نو عمری سے جوانی کی دہلیز پر قدم بڑھاتی گئی

بگڑتی گئی، اور پھر ایک دن میری زندگی میں

وہ آیا جسے دیکھ کر مجھے لگا کہ اب میرا خواب پورا ہوگا۔

کسے خبر تھی جسے دیکھ کر میں خواب پورے ہونے کی آس لگائے بیٹھی تھی وہ خود

میرے لئے اک ڈراونا خواب ثابت ہوگا۔

ہماری پہلی ملاقات چھت پر ہوئی۔

وہ ہماری پچھلی گلی کے گھر کی عقبی چھت پر کھڑا کال پر اپنے آفس کے سٹاف کو ڈیپٹ رہا
تھا۔

اس کا پہناوا دیکھ کر ہی اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ امیر گھرانے سے تعلق رکھتا ہے۔

میں ہونق زدہ سی اسے دیکھ رہی تھی جب اس نے کال بند کر کے پہلی بار مجھے مخاطب

کیا، شاید وہ میری بے چینی دیکھ چکا تھا۔

اس کے شرارتی لہجے سے خفیف ہو کر میں تیزی سے زینے اتر کر نیچے آگئی، اور پھر یوں

ہو امیری بربادی کا آغاز جو اب تک میرے ساتھ ساتھ چل رہا ہے اور شاید آخری

سانس تک چلتا رہے گا۔

"اس پہلی ملاقات کے بعد میری بربادی ایک نیا باب شروع ہوا جو اب تک میری زندگی کا حصہ ہے۔

وہ ایک بزنس مین تھا۔

بظاہر اس کا تعلق امیر گھرانے سے تھا۔

وہ اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھا۔

اس کے والدین انگلینڈ رہائش پذیر تھے۔

بقول اس کے اس نے وطن کی محبت میں

والدین کے ساتھ رہنے کی بجائے پاکستان میں رہ کر ہی بزنس کو وسیع کرنے کی ٹھان رکھی تھی۔

اس کا کہنا تھا کہ پاکستان کے پڑھے لکھے بے روزگار نوجوان جب

جاب کے لئے مارے مارے پھرتے ہیں تو اسے بہت دکھ ہوتا ہے۔

اسی لئے وہ اپنی کمپنی میں اپنے ملک کے پڑھے لکھے بے روزگار نوجوانوں کو جا ب دیتا ہے۔

اور انہیں بے راہ روی کا شکار ہونے سے بچانے کی اپنی سی کوشش کرتا ہے۔

اس کی باتیں مقابل کا دل جیت لینے کے لئے کافی تھیں تو میں کیا چیز تھی۔

میں بھی اس کی باتوں کی دیوانی ہو گئی۔

بے شک پہلی نظر میں اس کی شخصیت نے مجھے متاثر کیا تھا، مگر دو چار ملاقاتوں کے بعد میں اس کی باتوں کے سحر میں بھی ڈوبتی چلی گئی۔

پھر ایک دن اس نے مجھے پرپوز کیا۔

اور میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش پوری کر دی۔

میں ہمیشہ سے یہی تو چاہتی تھی کہ میرے چاروں اطراف دولت کا انبار لگا ہو، اور میں

ان پیسوں سے اپنی ان تمام خواہشات کو پورا

کروں جو بچپن سے محرومیوں کا ناگ بن کر

مجھے ڈستی آئی تھیں۔

دولت کے ساتھ ساتھ اس شخص کا اخلاق بھی قابل تعریف تھا۔

پھر کیسے نہ میں ہاں کرتی؟

اس رات میں خوشی سے سونہ پائی۔

اگلی صبح مجھے اماں سے اس کے بارے میں

بات کرنی تھی، مگر اس بار بھی خوشیوں کی

رات کے بعد غم کا سویرا اپنے پر پھیلائے مجھے خوش آمدید کہتا میری بے بسی پر تہمت لگا

رہا تھا۔

اماں کو میری اور اس کی ملاقاتوں کے بارے

میں علم ہو گیا تھا۔

اگلی صبح جب میں سرشار سی اماں کے کمرے میں داخل ہوئی تو اک نئی آزمائش

میری منتظر تھی۔"

"اماں میری پیاری اماں۔" میں سرشار سی اماں

کے گلے میں بانہوں کا ہار ڈالتی بیٹھ گئی۔

"دور ہو جا مجھ سے۔۔۔" اماں نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"کیا اماں اب تک ناراض ہو؟"

اب تو میں سارے گھر کے کام بھی کرتی ہوں۔"

میں روہانسی ہوئی۔

"تم کرتی ہو یا بلا کرتا ہے؟" اماں نے سخت لہجے میں استفسار کیا۔

ن ن نہیں تو بلا تو نہیں کرتا!!

میں خود کرتی ہوں قسم سے۔۔

بس ایک بار اسے گیلے فرش پر واپر لگانے کا بول دیا تھا۔

ضرور اس باگڑ بلے نے تجھ سے میری شکایت کی ہوگی۔" میں بگڑ کر بولی اور دل ہی دل

میں بلے (اپنے پھوپھی زاد) کو ڈھیر سارے کوسنے دے ڈالے۔

"جھوٹ بول رہی ہے نا؟" اماں کا لہجہ ہنوز سخت تھا۔

"نہیں تو اماں تیری قسم۔" میں نے جان چھڑانے کی غرض سے جھوٹی قسم کھالی جس

کے جواب میں اماں نے میرے منہ پر اک زوردار طمانچہ مارا۔

"ناہنجار اولاد ڈھٹائی سے جھوٹ بولتی ہے اوپر سے جھوٹی قسمیں بھی کھاتی ہے۔

اور سونے پر سہاگہ اپنے مرحوم باپ کی عزت کا چھتوں پر تماشہ بھی لگاتی ہے۔

کیا اسی دن کے لئے تجھے پال پوس کر جوان کیا تھا کہ تو ہماری عزت کا جنازہ نکالے بے

غیرت!!

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تجھے یہ سب کرتے شرم نہ آئی؟" اماں دیوانہ وار مجھے پیٹے جا رہی تھی۔

"ہاں ہاں نہیں آئی شرم!!

اور کیوں کروں میں شرم؟

ایسا بھی کیا کر دیا میں نے جو تو مجھے شرم

دلارہی ہے؟

جسے تو بر انسان کہہ رہی ہے اس نے بڑی عزت سے مجھے اپنی بیوی بنانے کی خواہش ظاہر کی ہے۔

تجھ سے اپنی شادی کی بات کرنے ہی تو آئی تھی میں اماں، اور تو نے مجھے بے شرم اور جانے کیا کیا بول دیا۔

تیری بیٹی محلوں کی رانی بن رہی ہے

تجھے اور کیا چاہیے؟ "اماں کی مار پیٹ کے باعث میں زمین پر اوندھے منہ پڑی روتے ہوئے بولی تو اماں نے اک اور تھپڑ رسید کر دیا۔

"کیا لگتا ہے تجھے کہ تو مجھ سے زیادہ دنیا

دیکھ چکی ہے؟ یا مجھ سے زیادہ تجربہ رکھتی ہے؟

ارے وہ شکل سے ہی فراڈ لگتا ہے جسے تو

کسی ریاست کا شہزادہ تصور کئے بیٹھی ہے۔

منسل میری ایک بات کان کھول کر سن لے۔

اس شخص سے تیری شادی نہیں ہو سکتی۔"

"کیوں نہیں ہو سکتی؟" اماں کے سختی سے کہنے پر میں ہذیبانی انداز میں چلائی۔

"کیونکہ تو بلے کی منکوحہ ہے۔" جو اماں بھی چلائی۔

"ہاں تو بلے کی منکوحہ ہے۔"

جب تم دونوں چھوٹے تھے تب میں نے اور

تمہاری پھپھو نے تم دونوں کا نکاح کر دیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | ... تیری پھپھو کو کینسر تھا۔

اس کی حالت دن بادن بگڑتی جا رہی تھی۔

اور اس کی زندگی کی آخری خواہش

تجھے بہو کے روپ میں دیکھنا تھی۔

اس نے جب مجھ سے اپنی اس خواہش کا

اظہار کیا تو میں انکار نہ کر سکتی۔

مجھ میں اک مرتی ہوئی عورت کا دل توڑنے کی ہمت نہیں تھی۔

اور ویسے بھی مجھ بیوہ عورت کو بیٹھے

بٹھائے اک نیک شریف لڑکا داماد کی صورت میں مل رہا تھا، مجھے اور چاہیے

بھی کیا تھا!

بس اسی لئے ہم نے باہمی مشاورت سے تیرا اور بلے کا نکاح کر دیا تھا اور اب میں اگلے

ہفتے تجھے تیرے کمرے سے بلے کے کمرے تک رخصت کر دوں گی۔" اماں نے اپنا

فیصلہ سنایا تو میں پھٹ پڑی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بول چکی یا اور بھی کچھ باقی ہے اماں؟

ویسے اک بات تو بتا پھپھو کو تو فوراً تو نے سینے سے لگا لیا تھا۔

وہی پھپھو جو میرے باپ کی موت کی ذمہ دار ہے۔

وہی پھپھو جو اپنی مرضی سے شادی کرنا چاہتی تھی اور ابا کے انکار پر گھر سے بھاگ نکلی

تھی۔

ہاں ہاں وہی پھپھو جو نو سال بعد اپنی

ناجائز اولاد لے کر بے شرموں کی طرح واپس

چلی آئی اور میرے ابا کی موت کا باعث بنی۔

اس پھپھو کے کہنے پر تو نے میرا نکاح اس کے

ناجائز بیٹے سے کیا!!!

واہ اماں واہ۔۔

تیری نند پسند کی شادی کے لئے گھر سے بھاگے

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Article
تو صحیح، تیری بیٹی اپنی پسند سے شادی

کرنے کی خواہش ظاہر کرے تو غلط۔۔

تیری نند نو سال بعد اپنی ناجائز اولاد کے

ساتھ لوٹ آئے اور میرے باپ کی صدمے سے موت ہو جائے تو صحیح، اور تو اسی نند

کی

ناجائز کے بیٹے سے مجھے باندھ دے اور میں احتجاج کروں تو غلط۔۔

واہ اماں واہ!!

ویسے سچ سچ بتا تو میری سگی

ماں ہی ہے نا!!

ویسے مجھے تو ایسا نہیں لگتا کیونکہ

سگی ماں اتنی ظالم تو نہیں ہو سکتی۔۔

میری بات کان کھول کر سن لے اماں

میں تیری نند کے ناجائز بیٹے سے کوئی رشتہ قائم نہیں کروں گی اور اگر تو نے میرے
ساتھ زبردستی کی تو میں چیخ چیخ کر پورے محلے کو بتاؤں گی کہ تو مجھے زبردستی اپنی نند کی

ناجائز

اولاد کے پلے باندھ رہی ہے۔

تڑاخ!!

اس سے پہلے میں مزید ہرزہ سرائی

کرتی اماں نے میرے منہ پر ایک اور طمانچہ مارا اور پھر پیٹتی چلی گئی۔

"بلانا جائز نہیں ہے۔"

اس کی ماں نے شادی کی تھی پر اس کی قسمت نے ساتھ نہ دیا

اور اسے طلاق ہو گئی۔

اسی لئے کہتی ہوں گھر سے بھاگی ہوئی عورت کی کوئی عزت نہیں ہوتی۔

اول تو ایسی عورت کو کوئی اپنا نام نہیں دیتا

اور اگر دے بھی دے تو عزت نہیں دیتا۔

منہ میں آخری بار کہہ رہی ہوں

بلے کے ساتھ گھر بسالے یہ میرا حکم ہے۔

اور اگر تو نے میری حکم عدولی کی تو میں تجھے کبھی معاف نہیں کروں گی۔ "اماں سپاٹ

لہجے میں کہہ کر وہاں رکی نہیں۔

ماں اپنی اولاد سے خفا رہ ہی نہیں سکتی

بس یہی سوچ کے میں نے اماں کی بات کو

ہوا میں اڑا دیا۔

اور شہزاد کے ساتھ اپنی آنے والی حسین زندگی کے خواب بنتی پٹائی کے باعث جسم

سے اٹھنے والی ٹیسوں کو یکسر نظر انداز کر گئی۔

رخصتی سے ایک دن پہلے رات کے دو بجے میں شہزاد کے ساتھ گھر سے بھاگ گئی۔

میرا خیال تھا کہ بلے نے (پھوپھی زاد) مجھ سے شادی کرنے کے لئے میری اماں کو

میرے اور شہزاد کے خلاف بھڑکایا ہے،

مجھے اماں کی نکاح والی بات جھوٹ لگ رہی تھی، اسی لئے تو ان کی

کی بات کو ہوا میں اڑا کے میں گھر کی دہلیز پار کر آئی تھی۔

اور اگر یہ سچ تھا بھی تو میں کورٹ سے خلع لینے کا سوچ کر نکل آئی تھی۔

اپنی تیس میں نے بلے سے بدلہ بھی لے لیا تھا

اور اپنی محبت کو بھی پالیا تھا۔

آدھی رات کو گھر سے نکلتے ہوئے اک بار بھی نہ تو میرا دل کانپا اور نہ ہی مجھے اپنی

بوڑھی ماں کا خیال آیا جس نے اپنا پیٹ کاٹ کے مجھے پالا۔

اس پل تو میں ہواوں میں اڑ رہی تھی۔

تصور میں خود کو بڑے سے بنگلے کی بیگم صاحبہ

کے روپ میں دیکھ رہی تھی۔

گلی کے کونے سے شہزاد کی کار میں سوار ہو کر اب میں اس کے ساتھ شہر سے دور اک
سنسان روڈ پر واقع چھوٹے سے خستہ حال کمرے میں بیٹھی نکاح خواں کا انتظار کر رہی
تھی۔

شہزاد کا کہنا تھا کہ جب تک معاملہ ٹھنڈا نہیں ہوتا ہم شہر سے دور یہیں رہیں گے، اور

جیسے ہی اماں کا غصہ کم ہو گا وہ میرے

ساتھ جا کر اماں سے معافی مانگ لے گا اور

پھر میری اماں کو بھی اپنے ساتھ اپنے بڑے سے بنگلے میں رکھ لے گا۔

میں آنے والی حسین زندگی کا سوچ کر

اس کی ہر بات مانتی چلی گئی۔

یہ بھی نہ سوچا کہ نکاح پہ نکاح نہیں ہو سکتا۔

بچپن کی دھندلی یادوں میں اپنا اور بلے کا نکاح یاد بھی آ رہا تھا مگر شہزاد کی جھوٹی محبت

کے سحر میں ڈوبی میں بلے سے طلاق لینے کا بھی سوچ چکی تھی۔۔۔

جانے دماغ میں کیا اوٹ پٹانگ سوچیں چل رہی تھیں۔۔۔

مجھے بس شہزاد کے بڑے سے بنگلے کی ملکہ بننا تھا اس کے لئے مجھے ہر حد پار کر جانی تھی

بس۔

شہزاد مجھے اس خستہ حال کمرے میں دھول مٹی سے اٹی چار پائی پر بٹھا کر نکاح

خواں کو لینے چل دیا۔

کچھ دیر تو میں اس چھوٹے سے کمرے کا جائزہ لیتی رہی مگر جلد ہی میں اکتاہٹ کا شکار

ہو گئی اور اٹھ کر باہر روڈ پر نکل آئی۔

کمرے سے باہر نکلتے ہی شہزاد کی آواز میری
سماعتوں سے ٹکرائی۔

میں متحیر سی اس آواز کے تعاقب میں چلتی اس تک پہنچی تو یہ دیکھ کر ٹھٹھک گئی کہ
شہزاد نکاح خواں کو لانے کی بجائے فون پر کسی کے ساتھ خوش گپیوں
میں مصروف تھا۔

"ارے ستارہ بانی کیا آج سے پہلے کبھی

دھوکا دیا ہے جو آج دوں گا؟

ستارہ بانی افضل اپنی زبان سے

پھرتا نہیں!!

میں نے کہانارات آٹھ بجے سے پہلے مال تم

تک پہنچ جائے گا، تو مطلب پہنچ جائے گا۔

تم بے فکر رہو ستارہ بانی!!



اس بار تو افضل بہترین مال کے ساتھ ہی تیرے کو ٹھے پر آئے گا۔

اس بار ایسا ہیرا لے کر آیا ہوں کہ پوری ہیرا منڈی دیدے پھاڑ پھاڑ کے دیکھے گی۔

ہاں ہاں تیرا دل خوش ہو جائے گا دیکھ کر،

بس ستارہ بائی پیسے کے معاملے میں ہاتھ کھلا رکھنا بس!!

پھر دیکھنا افضل کیسے کیسے نایاب موتی

ڈھونڈ کر لاتا ہے۔

افسوس ستارہ بائی تم بھی سوال و جواب سے باز نہیں آو گی کبھی۔

آم کھاؤ گھٹلیاں کیوں گن رہی ہو؟

اچھا بابا بتانا ہوں۔

اس بار میں اک غریب بستی میں گیا تھا۔

وہاں اک بے وقوف لڑکی مل گئی جو بڑی آسانی سے ہر چمکتی چیز کو سونا سمجھ لیتی تھی۔

بس پھر کیا تھا اسے یہ بتا کر کہ میں یہاں

اپنی فیکٹری کے کسی غریب مزدور کی تیماردای کی نیت سے آیا تھا اپنے جال میں پھانس
لیا۔

اور وہ بے وقوف بھی میرے حلیے سے مرعوب دکھائی دے رہی تھی، پھر کیا تھا لوہا
گرم دیکھ کر میں نے چوٹ ماری اور آج مال میرے قبضے میں ہے۔

بس پھر ٹھیک ہے میں شام تک مال لے کر تمہارے کوٹھے پر آتا ہوں تب تک ذرا اپنی
محنت کا ثمر تو پا لوں۔" وہ مکر وہ قہقہہ لگاتا کال بند کر کے کسی اور کو کال ملانے لگا۔

جس انسان کے لئے میں اپنی ماں کو ذلت و رسوائی کے گڑھوں میں دھکیل کر اور اپنے
بچپن کے نکاح کو جھٹلا کر آئی تھی

وہ شخص میری عزت کا سودا کر رہا تھا۔

یہ سب سننے سے پہلے میں مر کیوں نہیں گئی۔

میری زندگی برباد کر کے اسے کیا ملا؟

مجھے اپنی عزت بنانے کا وعدہ کر کے وہ

شخص کس طرح میری عزت کا سودا کر سکتا ہے؟

میں اس کا گریبان پکڑ کے ایسے بہت سارے

سوال کرنا چاہتی تھی مگر وہ وقت جوش سے نہیں ہوش سے کام لینے کا تھا اور میں نے
ایسا ہی کیا۔

جس راستے سے ہم آئے تھے اسی راستے پر بیس پچیس قدم کے فاصلے پر

ریت سے بھری اک ٹرائی کھڑی تھی، شاید اس کا ڈرائیور رفع حاجت کے لئے رکا تھا،

بس اسی کا فائدہ اٹھا کر میں بے پاؤں مگر تیزی سے چلتی اس ٹرائی تک آئی اور اب ٹرائی

کی پچھلی سائیڈ پر لگے لوہے کے پائیدان میں پیراٹس کر اوپر چڑھنے کی سعی کرتی ہلکان
ہو رہی تھی۔

اس کوشش میں میری دونوں کہنیاں، ہاتھ اور پاؤں بری طرح چھل چکے تھے مگر اس

لمحے مجھے صرف اور صرف اپنی عزت کی پرواہ تھی،

جسے بچانے کے لئے میں جان دینے سے بھی دریغ نہ کرتی۔

چند لمحے لگے مجھے گرتے پڑتے اس ٹرائی

پر چڑھنے میں !!

ٹرائی کے اندر پہنچتے ہی میں تیزی سے خود کوریت میں چھپانے کی سعی کرنے لگی اور اسی لمحے ڈرائیور نے ٹرائی سٹارٹ کی اور انجانے رستوں کی جانب گامزن ہو گیا۔
میں نہیں جانتی کہ شہزاد نے میرا پیچھا کیا یا مجھے ڈھونڈنے کی کوشش کی یا نہیں!!
مگر مجھ جیسی نافرمان و نادان بندی کو میرے اللہ نے اس جہنم میں جانے سے بچا لیا
میرے لئے اتنا ہی کافی تھا۔

کئی گھنٹوں کے سفر کے بعد وہ ٹرائی ویرانے سے شہر میں داخل ہوئی اور زیر تعمیر
بلڈنگ کے سامنے رک گئی۔

ٹرائی کے رکتے ہی میں جس تیزی سے ٹرائی پر چڑھی تھی اسی تیزی سے اترتی چلی گئی۔
گوکہ اس عمل کے دوران مجھے بہت سی رگڑیں لگی مگر اس وقت میرے لئے کسی کی
نظر میں آئے بغیر وہاں سے نکلنا سب سے اہم تھا اور اللہ کی مدد سے اس میں بھی میں
کامیاب ہو ہی گئی۔

ڈرائیور کے پچھلی جانب آنے سے قبل ہی میں ٹرائی سے اتر چکی تھی۔
شہر میں خاصی چہل پہل تھی۔

میں صدمے اور زخموں سے چور گرتی پڑتی

کئی گھنٹے پیدل چلتی رہی۔

رات اپنی سرمئی چادر اوڑھنے کو تیار تھی جب میں نے اپنے گھر میں قدم رکھا، جسے

گزشتہ رات ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر گئی تھی۔

گھر میں ویرانی تھی یا شاید مجھے ہی ایسا محسوس ہو رہا تھا۔

میں اپنے زخموں سے اٹھتی ٹیسوں کو نظر انداز کرتی مرے مرے قدم اٹھاتی اماں کے

کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

خواہش اماں کے قدموں میں بیٹھ کر معافی مانگنے کی تھی مگر قدرت کو یہ منظور نہ تھا۔

میں اماں کے کمرے میں داخل ہوئی تو اماں کہیں دکھائی نہیں دی۔

ہاں ایک شکست خوردہ شخص اماں کی پائنٹی پر سر ٹکائے آہ و بکا کر رہا تھا۔

"ببلے اماں کہاں ہے؟"

دکھائی کیوں نہیں دے رہی؟" میرے سوال پر مقابل نے متورم آنکھیں اٹھا کر مجھے

دیکھا۔

"لوٹ آئی میری ماں جیسی مامی کی قاتل!

وہ اٹھ میرے سامنے آتا ہڈیانی انداز

میں چلایا۔

ارے اتنی جلدی دل بھر گیا اس امیر زادے کا تم سے۔۔

چہ چہ محترمہ منہل محلوں کی رانی کی

بس اتنی سی اوقات تھی؟



پوری زندگی ساتھ نبھانے کا وعدہ کرنے والے نے چند گھنٹے استعمال کر کے ٹشو پیپر

کی طرح پھینک دیا تمہیں؟

اصولی طور پر اب تو تمہیں اپنے محل نما بنگلے میں ہونا چاہیے تھا تو یہاں کیا

کر رہی ہو؟

ایک محلوں کی رانی کا ہم غریبوں فقیروں

کے ساتھ کیا رشتہ!

دور ہو جاو!!

دور ہو جاو میری نظروں

سے لالچی عورت۔۔

تمہیں کیا لگا تھا کہ میں تمہارے بغیر مر جاؤں گا یا دیوانہ ہو جاؤں گا؟

دیکھو ایسا کچھ بھی نہیں ہوا

NEW ERA MAGAZINE
Novels | Afsana | Poetry | Urdu | English

تمہاری خواہش کے برعکس میں تو زندہ ہوں۔

افسوس بیچاری لڑکی تمہاری امیدوں پر پانی

پھیر دیا میں نے۔۔

دیکھنا منسل!

تم نے جو پر خلوص رشتوں

کا مذاق بنانے کی کوشش کی تھی اب وہ تمہارے گلے کا طوق بن جائے گی۔

نہ میں تمہیں چھوڑوں گا اور نہ ہی تمہیں اپناؤں گا۔

تمہاری اس گھٹیا حرکت کی یہی ایک سزا

ہے کہ تم تمام عمر یونہی تنہا گزارو۔

تمہیں بھی بے بسی کے وہ ناگ ڈسیں جو مجھے اور میری ماں کو تمام عمر ڈستے رہے۔"

"م میں تمہاری بیوی ہوں۔" میرے حلق سے نجیف سی آواز ابھری۔

"ہا ہا کیا کہا تم نے بیوی!"

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آہا ہا۔۔۔ بقول تمہارے میری ماں تو اک بد چلن عورت تھی نا؟ اور میں اسی بد چلن عورت کی

ناجائز

اولاد!

میری بیوی کہلانا تو دور تم تو میری صورت تک دیکھنے کی روادار نہیں تھی،

بلکہ تم تو اس بچپن کے نکاح کو تسلیم ہی نہیں کر رہی تھی۔

پھر یوں اچانک کیسے تمہیں یہ رشتہ یاد آ گیا؟ وہ حلق کے بل چلایا۔

ویسے ایک بات تو بتاؤ میری ماں

کو بد چلن کہنے والی تم کتنی پاک دامن ہو؟"

"م م معاف ک کر دو۔" زخموں سے اٹھتی ٹیسوں، تھکان اور احساس جرم کے باعث

مجھ پر کپکپی طاری ہوئی تو میرے منہ سے ٹوٹے پھوٹے الفاظ ادا ہوئے۔

"کیا کہا؟"

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

معاف کر دوں!

منہل بی بی اپنے گریبان میں جھانک کر بتاؤ

کیا تم معافی کے قابل ہو؟

کس کس بات کے لئے معاف کروں؟

اپنی ماں جیسی ممانی کی جان لینے کے لئے، ہماری بدنامی کے لئے یا پھر شادی شدہ ہونے

کے باوجود کسی نامحرم کے ساتھ رنگ رلیاں منانے کے لئے۔۔

تم نے جرم نہیں جرائم کئے ہیں منسل!!

اور جرائم کی معافی نہیں سزا ملا کرتی ہے۔

اور تمہاری سزایہ ہے کہ تم باقی کی زندگی تہا تڑپ تڑپ کر گزار دو۔

میں تمہارے لئے ہمیشہ سے قابلِ نفرت رہا ہوں نا!!

تو خوش ہو جاؤ آج تمہاری دیرینہ خواہش پوری کرنے جا رہا ہوں میں،

آج میں تمہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
جا رہا ہوں منسل۔۔

ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔۔

خوشیوں کے شادیانے بجاو منسل

تمہاری عیاشی کی راہ میں حائل ہونے والی ماں کے ساتھ ساتھ

غریب، نکما اور دبوسا بلا تمہاری زندگی سے ہمیشہ کے لئے نکل رہا ہے۔

اب تو روزِ محشر ہی ملاقات ہوگی۔

جب تم کٹھرے میں کھڑی اپنی ایک ایک زیادتی کا حساب دو گی۔

اس روز تمہاری ماں شاید تمہیں معاف کر دے

مگر مجھ سے نہ تو اس جہان میں معافی کی امید رکھنا اگلے جہان میں۔۔ "صدا کا نرم دل

اور محبتیں بانٹنے والا بلا نفرت کرنے پر آیا تو

ہر حد پار کر گیا۔

وہ ہمیشہ کے لئے چلا گیا اور مجھ میں اتنی ہمت بھی نہ ہوئی کہ اسے روک لوں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels | Affairs | Fiction | Poetry | Drama | Screenplay | TV Series | Music | Art | Photography | Video | Audio | E-books | E-news | E-magazines | E-journals | E-papers | E-comics | E-games | E-entertainment | E-education | E-health | E-sports | E-travel | E-fashion | E-lifestyle | E-culture | E-science | E-technology | E-business | E-politics | E-social | E-environment | E-energy | E-transport | E-communication | E-media | E-entertainment | E-education | E-health | E-sports | E-travel | E-fashion | E-lifestyle | E-culture | E-science | E-technology | E-business | E-politics | E-social | E-environment | E-energy | E-transport | E-communication | E-media

اس دن کے بعد اب تک پیٹ کی دوزخ بھرنے

کے لئے جس در پہ بھی گئی حوس بھری نگاہوں سے دیکھی گئی۔

فیکٹری میں کام کرنے گئی تو اکیلی اور بے سہارا لڑکی دیکھ کر فیکٹری کے

مالک سے لے کر چوکیدار تک کی

نظروں میں حوس کی

بھوک دیکھ کر ڈر گئی۔

اپنے محلے میں واقع سکول

میں ٹپنگ کرنے لگی۔

گو کہ میری تعلیمی قابلیت اچھی

نہیں تھی پھر بھی چھوٹی

جماعتوں کے بچوں کو ایک

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry
مہینہ اور کچھ دن پڑھایا۔

اور جب تنخواہ لینے کے لئے آفس کا رخ کیا

تو پرنسپل کی جگہ اس کے شوہر کو آفس میں بیٹھا پایا۔

اس سے تنخواہ کا مطالبہ کیا تو اس خبیث

شخص نے بھی اپنی گندی خواہشات کا اظہار کیا۔

میں سختی سے پیش آئی تو زبردستی پر

اتر آیا۔

اللہ نے ایک بار پھر میری عزت بچالی اور اس

کی بیوی آفس میں چلی آئی۔

میں نے سوچا ایک عورت عورت کا

ساتھ دے گی

مگر یہاں بھی ذلت ہی میرا مقدر ٹھہری اور

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Poetry|Ghazals|Urdu|English|Urdu|English

پر نسیپل نے مجھے بد چلن اور جانے کیا کیا

کہہ کر تنخواہ دے بغیر ہی اپنے سکول سے

نکال دیا۔

گھر لوٹی تو مالک مکان جسے کئی

مہینوں سے کرایہ نہیں ملا تھا

اس نے اپنے گھر سے نکال دیا۔

گھر سے نکالے جانے کے بعد جب کچھ نہ سو جھا تو عروج باجی کے پاس چلی آئی

اور تب سے اب تک تم پر بوجھ بنی بیٹھی

ہوں۔

ماضی کی غلطیوں کے ناگ جب بھی ڈستے

ہیں 'مجھ پر یوں ہی دیوانگی طاری ہو جاتی ہے۔

خدارا مجھے نوکری تلاش کر دو تاکہ کچھ تو جینے کا سہارا ملے۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Poetry|Ghazals
میں تم پر مزید بوجھ نہیں بننا چاہتی۔ "اپنی

بتناساتے ہوئے منسل کی آنکھیں بھیگی تو

عریشہ بھی اپنے آنسوؤں پر بندھنا بندھ

سکی۔

"میں تم سے وعدہ کرتی ہوں منسل تمہارے لئے

جلد از جلد ایسی نوکری تلاش کروں گی جہاں

تم عزت سے روزی کما سکو، مگر اس سے پہلے
تمہیں بھی مجھ سے ایک وعدہ کرنا ہوگا۔ "عریشہ نے اسے گلے لگا کر تھپکی دیتے ہوئے
کہا۔

"کیسا وعدہ؟" منسل نے اچنبھے سے استفسار کیا۔

"یہی کہ تم کبھی نہیں روو گی۔"

گو کہ تمہارا ماضی بہت تکلیف دہ ہے مگر پھر

بھی تمہیں مجھ سے وعدہ کرنا ہوگا کہ تم

اپنے ماضی کی تلخ یادوں سے نکلنے کی سعی

کرو گی۔

اور اس ڈھلتی شام کے ساتھ اپنے آنسوؤں پر بندھ بانڈھ کر کل کے طلوع آفتاب کے

ساتھ

مسکراتی ہوئی جاو گی۔

وعدہ کرو منسل اب سے تم مجھے ہمیشہ

مسکراتے ہوئے ویلکم کرو گی۔ "عریشہ نے نرمی سے منسل کو خود سے الگ کر کے وعدہ

لینا کے لئے ہتھیلی اس کے سامنے کی جسے منسل نے

مسکرا کر سرعت سے تھام لیا۔

میں تصور سے مطمئن ہوں مگر

آرزو ہے تو روبرو آئے۔

"پرنس بالاج کن سوچوں میں گم ہیں؟" بالاج اپنے فہیم اور حافظ کے مشترکہ کمرے

میں بیڈ کراون سے ٹیک لگا کر آنکھیں موندے بیٹھا تھا

جب باہر سے آتے فہیم نے اس کے کانوں میں سرگوشی کی۔

"ارے بھائی تیری بے چین روح کو کیوں چین نہیں ملتا جو ہر وقت پھپھا کٹنی بن کے

کن سوئیاں لیتا رہتا ہے!!

اور ضروری نہیں کہ آنکھیں بند کر کے بیٹھنے

والا شخص کچھ سوچ ہی رہا ہو، ارے بھئی وہ آرام

بھی تو کر سکتا ہے۔" بالاج سیدھا ہوتا کلس کر

بولاً۔

"میں نہیں مانتا کہ تو آرام

کر رہا تھا۔" فہیم کی شرارتی رگ پھڑکی تو

بالاج کے ساتھ ہی ڈھیر ہوتا ہوا بولا۔

"ہاں تو بھائی تجھے منا کون رہا ہے۔

مان نہ مان میں تیرا مہمان ہنسنہ۔" وہ ہنکار بھرتا نظروں کا زاویہ موڑ گیا۔

"تیرا ہر بات پر خفا ہونا لازمی

ہوتا ہے؟" فہیم مصنوعی خفگی کا اظہار کرتا

نفی میں سر ہلاتا ہوا بولا۔

"اور تیرا ہر بات میں ٹانگ اڑانا لازمی

ہوتا ہے؟" بالاج نے الٹا اسی کے انداز میں سوال

کر کے اپنے تئیں اسے شرمندہ کیا مگر یہ بالاج
کی خام خیالی تھی کہ فہیم ڈھیٹ شرمندہ ہو۔
ڈھیٹ کا لقب اسے بالاج ہی سے ملا تھا۔

"دیکھ بھائی میرا کوئی قصور نہیں

اگر میں ہر بات میں ٹانگ نہ اڑاؤں تو میری

ٹانگ پھڑکنے لگتی ہے۔" وہ معصوم سی شکل

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Inter

بنانے کے بولا۔

"آنکھ پھڑکنا تو سنا تھا یہ ٹانگ پھڑکنا

کیا ہوتا ہے؟" بالاج کے ماتھے پر بل پڑا۔

"یار اب آنکھ پھڑکنے کا رواج پرانا ہو گیا تو

تیرے بھائی نے سوچا کیوں نا کوئی نیا

رواج قائم کیا جائے، بس اسی لئے تیرے بھائی

نے مارکیٹ میں ٹانگ پھڑکنے کا رواج متعارف کروادیا۔ "فہیم اس کے سامنے اپنی

ٹانگ ہلاتا ہوا

بول۔

"اس سے پہلے کہ میں تیری ٹانگ کو پھڑکنے

کا موقع دیے بغیر توڑ دوں غائب ہو جاؤ

میری نظروں سے فارغ انسان۔" بالاج خطرناک تیور لئے فہیم کی جانب مڑا تو فہیم جو

پہلے ہی اس کا ارادہ بھانپ چکا تھا اچھل کر بیڈ سے اتر اور قہقہہ لگاتا کمرے سے نکل گیا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جبکہ

بالاج ایک بار پھر آنکھیں موند کر بیڈ کراؤن

سے ٹیک لگا کر بیٹھتا کسی اور جہاں میں کھو گیا۔

"منسل منسل منسل۔۔" عریشہ مغرب کے بعد اکیڈمی سے لوٹی تو کمرے کا دروازہ

کھولتے ہی خوشی سے جھومتی منسل کے پہلو میں

کر منہل نے مسکرا کر استفسار کیا۔

"سمجھ میں نہیں آرہا کہ پہلے کیا بتاؤں۔" عریشہ نے مسکرا کر کہا۔

"عریشہ اب تم مجھے پریشان کر رہی ہو،

جلدی بتاؤ نا کیا خوشخبری ہے؟" منہل کے

لہجے میں بے قراری واضح تھی۔

"تو پھر سنو۔"

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Art | Essays | Poetry | News | Interviews | Columns
پہلی خوشخبری یہ کہ میری محنت اور لگن

دیکھتے ہوئے میری تنخواہ میں اضافہ کر دیا

گیا ہے۔"

"اور دوسری؟" منہل نے بے چینی سے استفسار

کیا۔

"اور دوسری یہ کہ پیاری سی لڑکی منہل کو

نوکری مل گئی ہے۔" عریشہ اس کے دونوں

ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے بولی۔

"اللہ تمہیں دنیا جہان کی ہر خوشی اور

کامیابی دے عریشہ۔" منسل مدھم آواز میں

کہتی سر جھکا گئی۔

"منسل تمہیں یہ خبر سن کے خوشی نہیں ہوئی؟" وہ بغور اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | ...
"تم سے کس نے کہا کہ مجھے خوشی نہیں ہوئی!"

ارے بھئی عزت سے نوکری مل رہی ہے اور کیا چاہیے مجھے!

میں تو بس یہ سوچ رہی تھی کہ اللہ کتنا

مہربان ہے جو مجھ جیسی نافرمان بندی

کو بھی تنہا نہیں چھوڑ رہا جسے سب

رشتے چھوڑ کر چلے گئے۔" منسل کی آنکھ سے اک موتی ٹوٹ کر اس کی گود میں آگرا۔

"بے شک میرا رب بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

تم سچ کہتی ہو منسل!

جس مقام پر ہر رشتہ خفا ہو کر منہ موڑ لیتا ہے وہاں وہ ستر ماوں سے بھی زیادہ پیار

کرنے والا ہمیں تھام لیتا ہے۔

ہاں میرا عظیم رب ہر بار ہمارے گناہوں کو

معاف فرما دیتا ہے۔



جب انسان جانتا ہے کہ اسے اس دنیا

میں رب تعالیٰ سے بڑھ کے کوئی چاہ ہی

نہیں سکتا تو وہ کیوں دنیاوی رشتوں کے

پیچھے بھاگتا رہتا ہے؟

وہ کیوں اپنے رب کو راضی کرنے کی سعی نہیں کرتا؟ جبکہ وہ جانتا ہے اللہ بہترین

دوست ہے۔

وہ کیوں ہر حال میں شکر نہیں کرتا؟ جبکہ
وہ جانتا ہے کہ ہر حال میں شکر کرنے والے
کو اللہ بہت پسند فرماتا ہے۔

وہ اپنے رب کے حضور سجدہ ریز

ہو کر منا کیوں نہیں لیتا اسے جو ہریل ہماری

توبہ کا منتظر رہتا ہے کہ کب ہم توبہ کریں

اور وہ اپنی رحمت سے ہمیں بخش دے۔"

عریشہ کی آنکھوں سے اشک رواں تھے تو

منہل کی حالت بھی مختلف نہ تھی۔

"اب کہاں چلی؟" منہل کو بستر اٹھتا دیکھ کر

عریشہ نے استفسار کیا۔

"اپنے رب کو منانے۔" منہل انگلی سے آنکھ کا گوشہ صاف کرتی وہاں سے اٹھ گئی جبکہ

عریشہ اس میں آئی مثبت تبدیلی دیکھ کر
اللہ کا شکر ادا کرنے لگی۔

"اے میرے مالک!!

میں تیری وہ گناہ گار بندی ہوں جس نے کبھی

تیری خوشنودی کے لئے سجدہ نہیں کیا۔

جب بھی کیا اماں کی ڈانٹ پھٹکار سے تنگ آ کے

یا اس لالچ میں کیا کہ بدلے میں مجھے

میری من چاہی ہر چیز ملے گی۔

میں کب اتنا عقل و شعور رکھتی تھی کہ تو بڑا رحمان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

اماں کہتی تھی اللہ کے حضور سچے دل

سے جھک جاو وہ بن مانگے ہی سب عطا

کر دے گا۔

مگر میرے کند ذہن میں کہاں بیٹھتی تھیں

اماں کی دانائی کی باتیں۔

مجھے تو بس زندگی میں وہ سب حاصل کرنا

تھا جس کے لئے میں ہمیشہ سے ترستی آئی تھی۔

اور میں نے وہ سب حاصل کرنے کے لئے اپنا

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|

ہر رشتہ قربان کر دیا۔

ماں کا عظیم رشتہ۔۔

منکوح کا پاکیزہ رشتہ۔۔

اور سب سے بڑا رشتہ اللہ سے۔۔

میرے اللہ میں گمراہی کے راستوں سے بھٹکتی ہوئی ایک بار پھر تیرے ہی سامنے آگئی

ہوں۔

اور جاوں بھی کہاں !!

انسان جتنا بھی بھاگ لے جانا تو آخر اپنے رب

کی جانب ہی ہے۔

کاش یہ بات مجھے پہلے سمجھ آ جاتی تو

آج میرے اپنے میرے پاس ہوتے۔

مجھے نہیں معلوم کہ اماں اور بلا مجھے معاف کریں گے یا نہیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Poetry|Ghazals|Short Stories|Fiction|Drama|Screenplay|E-books|Podcasts|Video|Audio|E-newsletters|E-books|Podcasts|Video|Audio|E-newsletters

اور میں معافی مانگوں بھی کیسے میرے

پاس تو اب دونوں ہی نہیں !!

پر میرے اللہ تو تو میرے پاس ہے۔

اماں کہا کرتی تھی جب سب ساتھ چھوڑ

جاتے ہیں اللہ تب بھی ہمارے ساتھ ہوتا ہے۔

ہر جگہ

ہر وقت

ہر لمحہ۔۔

میری مالک تو تو میری شہ رگ سے بھی قریب ہے۔

بے شک تو مجھے سن رہا ہے۔

میں جانتی ہوں تو کبھی اپنے بندے کو تنہا

نہیں چھوڑتا،

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles خواہ وہ کتنا ہی گناہ گار، سیاہ کار اور بدکار

کیوں ناہو۔

اماں کہتی تھی تو ہر پل اپنے بندے کی توبہ

کا منتظر رہتا ہے کہ کب تیرا بندہ اپنے گناہوں

پر شرمسار ہو کے توبہ کرے اور کب تو اپنی

رحمت سے اسے معاف فرمادے۔

میرے مالک میں شرمسار ہوں مجھے معاف
فرمادے۔

مجھے یقین ہے تو نے معاف کر دیا تو اماں
بھی معاف کر دے گی۔

اور۔۔

میرا بلا بھی معاف کر دے گا۔

میں نے بے کے ساتھ بچپن سے لے کر جوانی تک بہت زیادتیاں کی ہیں۔

اللہ مجھے ان سب کا مددوا کرنا ہے۔

مجھے معاف کر دے مالک اک تیرے معاف

کر دینے سے ہی میری روح قرار پاسکتی ہے،

نہیں تو میں تمام عمر یونہی سسکتی رہوں

گی۔

مجھے میرے گناہوں کے لئے۔۔

میری ناشکری کے لئے معاف کر دے مالک۔

معاف کر دے۔۔"

منہل تب تک سجدے میں گر کر

روتی رہی جب تک اس کے بے قرار دل کو قرار

نہیں ملا۔



عشاء کی نماز کے بعد شکرانے کے نفل ادا

کرنے کے بعد منہل سرشار سی عریشہ کے پہلو

میں بیٹھ گئی جو پہلے ہی عشاء کی ادائیگی

کے بعد زمین پر دسترخوان بچھا کر رات

کا کھانا لگا رہی تھی۔

"ارے منسل تم آگئی!"

میں تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی چلو اب

مل کے کھانا کھاتے ہیں۔ "منسل کو اپنے ساتھ

بیٹھتا دیکھ کر عریشہ نے نرمی سے کہا۔

"آج کھانے میں کیا ہے عریشہ؟" منسل نے استفسار کیا۔

عریشہ بھی ڈری سہمی، اداس منسل کی

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Poetry|Ghazals|Services

جگہ ہنستی مسکراتی منسل کو دیکھ کے

خوش تھی۔

واقعی اللہ کا قرب انسان کو دنیاوی کرب

بھلا کر پر سکون کر دیتا ہے۔

منسل کے چہرے پر چھایا اطمینان تو اسی

بات کا عکاس تھا۔

"ارے بھئی آج تو میں نے خاص تمہارے لئے

بریانی منگوائی ہے اور ساتھ میں یہ ہاسٹل

کا سادہ سا کھانا بھی ہے۔

مگر میری طرف سے یہ بریانی ہے۔" عریشہ نے

مسکرا بتایا۔

"عریشہ اس تکلف کی کیا ضرورت تھی!

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Dissertations|Poetry

میں تو ہاسٹل کا سادہ سا کھانا بھی صبر شکر

کر کے کھا ہی لیتی پھر اتنے پیسے خرچ کرنے

کی کیا ضرورت تھی یار۔" منسل بریانی دیکھ کر آنکھیں سکیرتی ہوئی بولی۔

"منسل اب تم یہ غیروں والی باتیں کر کے میرا

دل نہ دکھانا۔

اب تو ہماری دوستی ہو گئی ہے۔

منسل چھوٹی چھوٹی خوشیوں کو سیلیبریٹ

کرنے سے بے رنگ زندگی میں رنگ

بھر جاتے ہیں۔

چلو اب چپ چاپ میرے ساتھ بریانی کھاؤ۔

اس کے بعد مزید اک اچھی خبر تمہاری منتظر ہے۔ "عریشہ شکوہ کرتے ہوئے بولی۔

"خ خوشی کی خبر؟

NEW ERA MAGAZINE.COM

Novels|Afsana|Articles|Books

عریشہ پلیز پہلے خوشی کی خبر

سنادو۔ "منسل نے بے چینی سے استفسار کیا۔

"اچھا بابا بتا دیتی ہوں پہلے تم کھانا تو شروع کرو پگی۔" عریشہ منسل کے چہرے پر

چھائی بے قراری دیکھ کر بولی۔

"نہیں پہلے خبر۔" منسل بضد تھی۔

"مطلب تم نہیں مانو گی؟" عریشہ نے

مصنوعی خفگی کا اظہار کیا۔

"ہر گز نہیں۔" منہل نچلاب دبائے مسکراتے

ہوئے گویا ہوئی۔

"تو پھر سنو کل اتوار ہے۔"

مطلب یونی سے چھٹی اور ہم کل صبح ہی

سیٹھ مجتبیٰ آفندی سے ملنے چلیں گے۔



NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Article

اس سے پہلے کہ تم استفسار کرو میں خود

ہی بتا دیتی ہوں، سیٹھ مجتبیٰ آفندی وہی ہیں جن کے ہاں تمہیں نوکری ملی ہے۔

سیٹھ مجتبیٰ آفندی شہر

کی امیر ترین شخصیت ہیں۔

ویسے تو وہ اکثر ملک سے باہر ہوتے ہیں پر

آج کل اپنی والدہ کی علالت کے باعث پاکستان آئے ہوئے ہیں۔

سیٹھ صاحب کی والدہ ملازموں کے رحم و کرم پر جی
رہی ہیں۔

سیٹھ صاحب کو کسی اچھی اور ایماندار
لڑکی کی تلاش تھی جو ان کی والدہ کی
اتجھ سے دیکھ بھال کر سکے۔

میری ایک دوست کے توسط سے مجھے

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Poetry|Reviews

یہ سب معلوم ہوا تو میں نے جھٹ سے

تمہارے لئے ہاں کر دی۔

کل اسی سلسلے میں ان سے ملاقات کرنی ہے۔

بس تم تیار رہنا۔

اور اک درخواست ہے منسل!

پلیزان کے سامنے اپنی ماضی کے متعلق کوئی

بات مت کرنا۔

منسل تم سمجھ رہی ہونا کہ میں یہ سب کس

لئے کہہ رہی ہوں؟" عریشہ نے منسل کو سمجھاتے ہوئے استفسار کیا۔

"یہ تو بہت اچھی خبر ہے۔

تم بے فکر رہو عریشہ آج نوافل ادا کرنے کے بعد دل کو عجب سا سکون ملا ہے۔

میں بہت حد تک اپنے جذبات پر قابو پا چکی ہوں۔

تمہیں شکایت کا بالکل بھی موقع نہیں

ملے گا۔" منسل نرمی سے کہتی سر جھکا گئی۔

"منسل مجھے غلط مت سمجھنا!

میں یہ سب تمہارے لئے ہی کہہ رہی ہوں۔

دیکھنا ان شاء اللہ کل تمہیں یہ نوکری ضرور

مل جائے گی پھر ہم واپسی پر آنسکر یم کھائیں

گے۔ "عریشہ منسل کو سمجھاتی ہوئی اگلے دن

کا پلان ترتیب دینے لگی۔

"عریشہ تم بہت اچھی ہو۔

تمہیں غلط سمجھنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

میں سب اچھے سے سمجھ گئی ہوں۔

تم بے فکر رہو ان شاء اللہ کل مجھے نوکری

مل ہی جائے گی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry

اور ہاں پہلی تنخواہ آتے ہی میں تمہیں وہ دوں گی۔ "منسل پر جوش لہجے میں گویا ہوئی۔

"وہ کیا؟" عریشہ نے دایاں آبرو اچکا کر پوچھا۔

"پتا نہیں یارا انگریزی کا لفظ ہے

مجھے بولنا نہیں آرہا۔" منسل شرمندہ ہوتی سر جھکا گئی۔

"اوہ ہویار

اب انگریزی بولنا اتنا بھی ضروری نہیں کہ
تم یوں شرمندہ ہوتی رہو۔

ہماری قومی زبان اردو ہے، تم اردو ہی میں بتاؤ پگی۔ "عریشہ نے مسکرا کر کہا۔

"اب مجھے اپنے کم تعلیم یافتہ ہونے پر بہت

سبکی محسوس ہوتی ہے۔" منسل آنکھوں میں نمی لئے بولی۔

"اف اوہ منسل یہ کوئی اتنا بڑا مسئلہ نہیں

کہ تم اتنی سی بات کے لئے اپنے قیمتی آنسو

ضائع کرو۔

تم دوبارہ بھی اپنا تعلیمی سلسلہ شروع

کر سکتی ہو۔

اور جب بھی تمہارا موڈ بنے مجھے اپنا

مددگار پاؤ گی۔

خیر یہ سب چھوڑو یہ تو بتادو کیا دینے والی

تھی تم مجھے؟ "عریشہ نے پوچھا۔

"ٹ ٹریٹ۔" منسل نے اٹکتے ہوئے کہا۔

"اچھا جی محترمہ میں آپ کی ٹریٹ کی منتظر رہوں گی فی الحال میری منگوائی بریانی تو چکھ

لو جو پڑی پڑی ٹھنڈی ہو کر مجھے کوسنے دے رہی ہوگی۔" عریشہ نے ماحول کو ہلکا پھلکا

کرنے کے لئے کہا تو منسل بھی مسکراتی ہوئی اپنی پلیٹ پر جھک گئی۔



"اسلام علیکم سر!

میرا نام عریشہ ہے اور یہ میری دوست منسل ہے۔"

"و علیکم السلام جی بیٹھے۔" سیٹھ آفندی

نے نرمی سے جواب دیتے ہوئے دونوں

لڑکیوں کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"سر میری کلاس فیلولائنبہ غالباً آپ کے کسی دوست کی بیٹی ہے۔"

اسی سے مجھے پتا چلا کہ آپ کو کسی

ایسی لڑکی کی ضرورت ہے جو آپ کی والدہ

کی اچھے سے دیکھ بھال کر سکے۔

سر میری یہ دوست بہت اچھی لڑکی ہے۔

ویسے تو لائنبہ میری جانب سے آپ کے ساتھ

NEW ERA MAGAZINE.com

Novels|Afsana|Articles|Bollywood|Gossip

تمام معاملات طے کر ہی چکی ہے

مگر میں چاہتی تھی کہ آپ ایک بار منسل سے

مل کر انٹرویو کر لیں۔ "عریشہ منسل کے ساتھ

سیٹھ مجتبیٰ آفندی کے آفس میں بیٹھی

ان کا تعارف منسل سے کروا رہی تھی۔

"مس عریشہ مجھے زیادہ نہیں بس چند سوالات ہی کرنے ہیں آپ کی دوست سے۔"

جی تو مس منسل کیا آپ بارہ گھنٹے کی ڈیوٹی دے سکتی ہیں؟" عریشہ سے بات

کرتے ہوئے سیٹھ آفندی نے منسل کی جانب رخ موڑا۔

"ج جی سر۔" منسل نے عریشہ کی جانب دیکھتے ہوئے اپنا اعتماد بحال کیا۔

"صبح سات بجے سے شام سات بجے تک

ہمارے گھر پر رکنے سے آپ کے والدین کو کوئی

اعتراض تو نہیں ہوگا؟" سیٹھ آفندی نے دوسرا سوال کیا۔

"سر منسل کے والدین حیات نہیں۔" منسل کی حالت تغیر ہوتی دیکھ کر عریشہ نے

بات

سنجالی۔

"تو کیا گھر میں اور کوئی فرد نہیں؟" سیٹھ

آفندی نے اک اور سوال داغا۔

"سر اگر میرے آگے پیچھے کوئی ناہوا تو کیا

آپ مجھے یہ نوکری نہیں دیں گے؟ "منسل روہانسی ہوئی۔

"میں نے ایسا کب کہا؟" سیٹھ آفندی نے آبرو

اچکایا۔

"تو کیا میں اس نوکری کے قابل ہوں؟" منسل

نے یاس سے دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔

"بالکل ہیں،

بس ایک بات کا خیال رہے میری والدہ ضعف پیری کے باعث بہت چڑچڑی ہو گئی

ہیں۔

ان کے مزاج کے خلاف کوئی بات نہ ہو "سیٹھ آفندی نے مسکرا کر کہا تو منسل کی اٹکی

سانس بحال ہوئی۔

"بہت بہت شکریہ سر آپ بے فکر رہیں آپ

کی والدہ کے مزاج کے خلاف کچھ نہیں ہوگا۔

تو پھر منسل کب سے

آسکتی ہے آپ کے گھر؟" اب کی بار عریشہ نے پوچھا۔

"میں تو یہ کہوں گا کہ آپ کل سے ہی آجائیں۔

کیونکہ پرسوں میں بیرون ملک کسی ضروری بزنس ڈیل کے لئے روانہ ہو رہا ہوں، اس

لئے اگر آپ میرے ہوتے ہوئے ہی تشریف لے

آئیں تو مجھے بھی آپ کو کام سمجھانے میں

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Urdu | English | Online | Print

آسانی ہوگی۔" سیٹھ آفندی نے نرمی سے کہا۔

"ٹھیک ہے سر ان شاء اللہ کل ملاقات ہوگی۔"

عریشہ سر کو خم دیتی اٹھی اور چندالوادی

کلمات کے بعد منسل کو لے کر سیٹھ آفندی کے

آفس سے نکل آئی۔

"اب تو خوش ہونا لڑکی!"

دیکھا سیٹھ آفندی کتنے اچھے انسان ہیں۔"

عریشہ نے منسل کے چہرے پر چھائی آسودگی دیکھ کر استفسار کیا۔

"ہاں بہت خوش ہوں۔"

شکریہ عریشہ۔" منسل نے عریشہ کی جانب دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"اوہ محترمہ اپنے پاس رکھو اپنا یہ شکریہ۔" عریشہ تپ کر بولی۔

"ناراض کیوں ہو رہی ہو؟" منسل نے ابرو اچکا کر استفسار کیا۔

"منسل اب تم اتنی بھی بدھو نہیں کہ تمہیں

بتانا پڑے کہ اپنوں کو شکریہ، مہربانی جیسے الفاظ نہیں بولے جاتے۔" عریشہ کلس کر

بولی۔

"اچھا تو کیا بولا جاتا ہے اپنوں کو؟" منسل نے اس کی خفگی سے محظوظ ہوتے ہوئے

استفسار کیا۔

"اپنوں کو تو بس دعاء دی جاتی ہے۔"

اگر کچھ کہنا ہی ہے تو دعائی کلمات کہہ دو۔"

اب کی بار عریشہ نرمی سے کہتی منسل کا

ہاتھ تھام کر روڈ کر اس کرنے لگی۔

"تمہارے لئے تو ہر سانس کے ساتھ دعاء

کروں تو وہ بھی کم ہوگی مگر فی الحال تمہاری خوشی کے لئے تمہارے سامنے دعاء دے

رہی ہوں ورنہ دعاء کے لئے کیسا دکھاوا!

عریشہ میری دعاء ہے تمہیں دنیا جہان کی ہر

وہ خوشی اور کامیابی نصیب ہو جس کا

تم نے کبھی تصور بھی نہیں کیا۔" منسل آنکھوں میں نمی لئے عریشہ کے جانب دیکھتے

ہوئے گویا ہوئی۔

"تمہارے لئے بھی یہی دعاء ہے پگلی۔" عریشہ

نرمی سے اس کا گال چھوتے ہوئے مسکرائی۔

"چلو چھوڑو سب باتیں آؤ تمہیں اس روڈ

کے مشہور گول گلے کھلاؤں۔" عریشہ نے سامنے

گول گپے والی ریڑھی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا تو منسل بھی سر کو خم دیتی اس

کی تقلید کرنے لگی۔

"ہمممم مزہ آگیا اور کھائیں؟" عریشہ نے استفسار کیا۔

"مزہ تو بہت آ رہا ہے مگر جتنے مزے کے ہیں

اتنے ہی مہنگے بھی ہوں گے نا؟" منسل کے

معصومیت سے استفسار کرنے پر عریشہ کا

قہقہہ بلند ہوا۔

"آم کھاو لڑکی گھٹلیاں نہ گنو۔" عریشہ نے ارد گرد گول گپے کھاتے لوگوں کو دیکھ کر

بروقت اپنی ہنسی کو کنٹرول کرتے ہوئے دھیمی آواز میں کہا۔

"آم کہاں سے آئے؟"

ہم تو گول گپے کھا رہے ہیں نا!

وہ بھی تیکھے والے۔ "منسل ایک بار پھر معصومیت سے گویا ہوئی۔"

"ارے پگلی چھوڑو تم یہ سب آج میں بہت خوش ہوں اس لئے دوسری پلیٹ بھی کھائیں گے"

تم پیسوں کی فکر مت کرو، گول گپے والے سے کہو کہ ایک پلیٹ اور تیار کر دے۔۔۔
اور ہاں تیکھا مزید تیز کروالو۔ "عریشہ نے اپنے
ہینڈ بیگ کو ٹٹولتے ہوئے منسل سے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے میں کہہ دیتی ہوں ایک اور پلیٹ تیار کرنے کا۔" جو نہی منسل کھٹے کا
گلاس لبوں سے لگائے آگے بڑھی تو ریڑھی کے اس پار کھڑے شخص کو دیکھ کر
ٹھٹھک گئی۔

سڑک پر چلتا ہوں بے خوف _____

کاش! کوئی گاڑی کچل جائے ❤️ _____

گھڑی رات کا ایک بجا رہی تھی۔

مگر نیند اب تک اس پر مہربان نہ ہوئی تھی۔

یوں تو رات دس بجے کے بعد پوری ٹیم کو ہوٹل سے بلا ضرورت نکلنے سے منع کیا گیا تھا۔

مگر بالاج کی بے چینی اسے باہر نکلنے پر اکسا

رہی تھی۔

وہ مسلسل کروٹ بدلتا تھکنے لگا تو اپنی بے چینی کے ہاتھوں مجبور ہو کر اٹھ بیٹھا۔

کمرے میں اے سی چلنے کے باوجود اسے گھٹن محسوس ہو رہی تھی۔

وہ حافظ اور فہیم کے پہلو سے اٹھ کر دبے

پاؤں چلتا کمرے سے باہر نکل آیا۔

کمرے سے نکلتے ہی وہ لمبے لمبے ڈے بھرتا

راہداری سے ہوتا ہوا لفٹ تک آیا اور اس میں داخل ہو گیا، لفٹ سے نکلتے ہی وہ ہوٹل

کی لابی میں پہنچ کر دائیں بائیں

دیکھتا ہوٹل کے دروازے سے باہر نکل گیا۔

باہر نکلتے ہی اس نے ایک لمبی سانس خارج کی۔

رات کے ایک بچے انگلیٹڈ کی سڑکیں ویرانی

کا منظر پیش کر رہی تھیں۔

جبکہ بالاج ویران سڑک پر چلتا اپنی اضطرابی کیفیت پر قابو پانے کی سعی کر رہا تھا۔

رات کے اس پہر ہر سو چھائے سناٹے سے جہاں

عام انسان کو وحشت ہوتی ہے۔

اور وہ سر پھر انسان اسی سناٹے میں سکون

تلاش کرنے نکلا تھا۔

سکون اور خوشی اب کبھی اسے میسر نہ ہوگی۔

سب جانتے بوجھتے وہ شخص رات کے اس پہر سکون کی تلاش میں نکلا تھا پر اس کے اندر

اٹھتا سونامی سے مزید بے چین کئے دے رہا تھا۔

لاکھ کوشش کے باوجود جب وہ اپنی بے قراری قابو نہ کر پایا تو تیز رفتاری سے چلتا
چلتا دوڑنے لگا۔

وہ عجیب احساسات سے دوچار تھا۔

اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیوں

بھاگ رہا ہے۔



NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Art
جانے کیوں وہ دیوانہ وار بھاگتا جا رہا تھا جب

عقب سے آتی گاڑی کے ہارن دینے کے باوجود بھی وہ پیچھے نہ ہوا تو کسی نے سرعت
سے

کھینچ کر اسے زمین پر گرا دیا۔

"اوہ بھائی پاگل واگل ہو کیا؟"

اگر مرنے کا اتنا ہی شوق تھا تو مجھے بتا دیتے

میں اپنے ہاتھوں سے اپنے شہزادے کو زہر کھلا

دیتا، یوں آدھی رات کو چھپ کر خود کشی

کی کوشش کرنے کی وجہ پوچھ سکتا ہوں؟"

گاڑی کے آگے گزرتے ہی لائٹس کی روشنی آنکھوں سے ہٹی تو آنکھیں کھول کر اپنے

اوپر گرے فہیم کو دیکھ کر بالاج ٹھٹھک گیا۔

"تم اس وقت یہاں کیا کر رہے ہو؟" بالاج نے الٹا

سوال کر ڈالا۔
NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"قربان جاؤں اس معصومیت پر!

اوہ ہیرویہ میرا سوال ہے، تم بتاؤ تم اس وقت یہاں کیا کر رہے ہو؟" فہیم نے کلس کر

استفسار کیا۔

"میں تمہاری ہر بات کا جواب دینے کا پابند نہیں اور اگر تم میرا پیچھا کرتے ہوئے یہاں

آئے ہو تو کان کھول کر سن لو اگلی بار میرے پیچھے آئے تو تمہارا منہ توڑ دوں گا۔" فہیم کو

دھکا دیتا وہ زمین سے اٹھا اور اپنی شرٹ کو ٹھیک کرتا ہوا درشتی سے بولا۔

"مجھے کوئی شوق نہیں تمہارا پیچھا کرنے کا!

میں تو بس پانی پینے کے لئے اٹھا تھا اور

تمہیں رات کے اس پہر کمرے سے نکلتا دیکھ کر تمہارے پیچھے چلا آیا یہ سوچ کر کہ

کہیں

تمہاری طبیعت زیادہ خراب نہ ہو گئی ہو۔

کل سے تمہیں فلو تھا بس اسی پریشانی میں

تمہارے پیچھے پیچھے چلا آیا اور نہ مجھے کیا

ضرورت ہے تمہارا پیچھا کرنے کی۔" فہیم

کو اس کے ہتک آمیز رویے سے دکھ پہنچا تھا پھر بھی وہ اپنی صفائی پیش کر رہا تھا۔

"اوہ مسٹر تمہیں میرے لئے پریشان ہونے کی

ضرورت نہیں ہے، بچہ نہیں ہوں میں!

اور نہ ہی مجھے تمہاری کسی مہربانی کی ضرورت ہے۔" بالاج چبا چبا کر کہتا رخ موڑ گیا۔

"میں جانتا ہوں تمہیں میری کوئی ضرورت

نہیں بس میں ہی پاگل ہوں جسے ہر لمحہ

تمہاری پرواہ رہتی ہے۔

غلطی ہو گئی بالاج کوشش کروں گا دوبارہ

ہمارا سامنا نہ ہو۔" کہہ کر اپنی آنکھوں میں آئی نمی پیچھے دھکیلتا وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا

اس کی نظروں سے دور ہوتا گیا۔



NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"منسل منسل !!

رک کو کہاں جا رہی ہو؟

منسل میری بات تو سنو۔" عریشہ منسل کو دیوانہ وار بھاگتے دیکھ کر ششدر رہ گئی۔

"منسل میں کہتی ہوں رک جاو۔" عریشہ تیزی سے گول گپے والے کو پیسے تھماتی

منسل کے پیچھے لپکی۔

"منسل یہ کیا پاگل پن تھا؟"

تمہیں اندازہ بھی ہے تمہارے اس طرح اچانک

بھاگنے اور میرے پکارنے کی وجہ سے ہم سڑک پر موجود تمام لوگوں کی توجہ کا مرکز بنے ہوئے تھے۔ "مسلسل پچیس منٹ منسل کے پیچھے بھاگنے کے بعد ہاسٹل میں داخل ہوتے ہی منسل کا بازو عریشہ کی گرفت میں آگیا اور وہ تلملا کر استفسار کرنے لگی۔

"عریشہ عریشہ۔۔۔"

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

خدا کے لئے میرا بازو چھوڑ دو

مجھے جانا ہے مجھے چھوڑ دو۔ "منسل نے التجا کی۔

"منسل کہاں جانا ہے تم نے؟" عریشہ نے استفسار کیا۔

"اپنے کمرے میں۔" منسل کی سانس پھول رہی تھی۔

"اچھا ٹھیک ہے چلو۔" عریشہ نرمی سے اس

کا بازو چھوڑتے ہوئے بولی۔

"اب بتا کیوں بھاگی تھی وہاں سے؟" منسل

کو پانی کا گلاس تھماتے ہوئے عریشہ نے استفسار کیا۔

"وہ وہ آگیا!"

وہ پھر سے آگیا عریشہ مجھے بچا لو خدا کے لئے مجھے بچالو۔ "منسل ابھی بھی خوفزدہ تھی۔

"ارے بھئی کون آگیا کچھ بتاؤ گی تو پتہ چلے

گانا۔" عریشہ نے اسے حیرت سے دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Arzoo | Drama | Story | Poetry | Ghalz

"عریشہ وہی درندہ صفت انسان واپس آگیا

ہے۔" منسل مسلسل رورہی تھی۔

"اوہ ہوا بتا بھی دو کون آگیا ہے؟" عریشہ

نے جھنجھلا کر کہا۔

"شہزاد۔"

شہزاد آگیا ہے۔" منسل سہم کر سمٹی جا رہی تھی۔

"کیا!

شہزاد۔۔

تم نے کہاں دیکھا شہزاد کو؟" عریشہ بھی پریشان ہو گئی۔

و وہ جب میں گول گپے کی اگلی پلیٹ لینے گئی تو وہ ریڑھی کے دوسری جانب کھڑا

مجھے ہی گھور رہا تھا اور جیسے ہی میری

نظر اس پر پڑی میں جی جان سے ڈر گئی۔

اس کو دیکھ کر مجھے کچھ اور سمجھ نہیں

آیا تو میں وہاں سے بھاگ نکلی، عریشہ

مجھے بچا لو وہ اب مجھے نہیں چھوڑے گا۔

وہ مجھے زبردستی اٹھا کر لے جائے گا،

اور کوٹھے پر بیچ ڈالے گا۔

اب تو میرے آگے پیچھے بھی کوئی نہیں



NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Poetry|Ghazals

اب تو اس کا کام مزید آسان ہو گیا ہے۔

مجھے بچالو عریشہ مجھے بچالو۔"

خوف سے اس پر کپکپی طاری ہو گئی۔

"کس نے کہا کہ تمہارے آگے پیچھے کوئی نہیں!

میں ہوں نا تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گی۔

اور اس شہزاد نامی بلا سے تو میں خود ہی

نمٹ لوں گی، تم فکر نہ کرو میں تمہارے ساتھ ہوں۔"

عریشہ نے اسے تسلی دی۔

"ان نہیں عریشہ تم اس درندے

کو نہیں جانتی!

تم اس سے مقابلہ نہیں کر سکتی۔

اور خدا کے لئے میری خاطر اپنی جان اور آبرو

خطرے میں مت ڈالو، اس جیسے گھٹیا

انسان سے ہر طرح کے برے اقدام کی توقع کی جاسکتی ہے۔ "منہل کے لہجے میں ابھی بھی خوف تھا۔

"اچھا تو پھر تم کیا چاہتی ہو کیا کیا جائے؟"

عریشہ نے استفسار کیا۔

"مجھے نہیں معلوم!

بس میں اتنا چاہتی ہوں کہ میں بھی اس

شخص سے بچ جاؤں اور میری وجہ سے

تمہیں بھی کوئی نقصان نہ پہنچے۔

عریشہ تم میری محسن ہو۔

میں ہر گز نہیں چاہوں گی کہ میری وجہ سے

تمہیں کوئی نقصان پہنچے، مجھے اپنی عزت



بھی عزیز ہے اور تمہاری بھی۔ "وہ ہچکیاں

لیتی ہوئی بولی۔

"ہممم تم بے فکر رہو اس بار وہ شخص تمہارا

کچھ نہیں بگاڑ پائے گا۔" عریشہ پر سوچ انداز میں گویا ہوئی۔

"اور تم!

میرا مطلب ہے کہ اس نے ضرور تمہیں میرے پیچھے بھاگتے ہوئے دیکھا ہو گا اور

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہو سکتا

ہے اس نے ہمارا پیچھا بھی کیا ہو، ایسے میں

اگر میری وجہ سے اس نے تمہیں بھی کوئی

نقصان پہنچا دیا تو میں خود کو کبھی معاف

نہیں کر پاؤں گی۔" منسل نے تڑپ کر کہا۔

"منسل کچھ نہیں ہو گا۔

اور اس شہزادے سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں!

اس کا بھی کوئی حل نکل آئے گا۔

اب ٹینشن لینا بند کرو میں یہیں ہوں تمہارے پاس!

کچھ دیر آرام کر لو۔"

عریشہ اس کا سراپنی گود میں رکھتی نرمی سے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگی اور

منسل بھی اس کے سمجھانے پر آنسو صاف کرتی آنکھیں موند کر دل ہی دل میں آیت

الکرسی کا ورد کرنے لگی۔

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"منسل منسل۔۔"

اٹھو جلدی۔" عریشہ کے مسلسل جگانے پر گہری نیند سے جاگی منسل نے مندی مندی

آنکھیں کھول کر اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"منسل ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے اٹھو جلدی۔" عریشہ تیزی سے اپنے چند

سوٹ چھوٹے

سے سفری بیگ میں رکھتی ہوئی بولی۔

"ک کیا ہوا سب خیریت تو ہے!

کہیں ش شہزاد دوبارہ توں نہیں آگیا؟" منسل نے کسی خدشے کے تحت گھبرا کر اٹھتے

ہوئے استفسار کیا۔

"ارے نہیں پاگل ابھی اس کی اتنی ہمت نہیں

ہوئی کہ گارڈ کے ہوتے ہوئے ہاسٹل کے اندر گھس آئے۔" عریشہ نے دبی دبی آواز

میں کہا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"پھر تم نے مجھے ایسے کیوں جگایا اور یہ تم

کپڑے کیوں پیک کر رہی ہو؟" منسل کی آواز میں لرزش واضح تھی۔

"منسل یہ سوال کرنے کا وقت نہیں ہے۔

چپ چاپ میرے ساتھ چلو باقی باتیں راستے

میں بتادوں گی۔" کہتی عریشہ سرعت سے

اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے بستر سے اٹھاتی دوسرے ہاتھ میں کپڑوں سے بھرا بیگ پکڑتی
اسے لے کر دبے پاؤں اپنے اور منہل کے مشترکہ کمرے سے نکلی اور ہاسٹل کے عقبی
دروازے کی جانب چل دی۔

”منہل اب میری بات غور سے سنو۔

دوپہر کو تمہارے سونے کے بعد میں نے سیٹھ آفندی

کو کال کر کے ریکویسٹ کی تھی کہ تمہیں

بارہ گھنٹے کی بجائے چوبیس گھنٹے کی جا ب دے دیں۔

وجہ پوچھنے پر میں نے انہیں بتایا کہ منہل

کے پاس رہنے کی جگہ نہیں اور ویسے بھی اسے پیسوں کی ضرورت ہے اس لئے اگر وہ

اسے بارہ کی بجائے چوبیس گھنٹے کے لئے

رکھ لیں گے تو منہل کی مالی مشکلات

میں بھی کمی واقع ہوگی اور ان کی والدہ

کا چوبیس گھنٹے خیال رکھنے والی ایک مخلص لڑکی بھی انہیں مل جائے گی۔

میری درخواست کو قبول کرتے ہوئے سیٹھ

آفندی نے تمہیں چوبیس گھنٹے کی جاب دے دی ہے۔

اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ تمہیں محفوظ پناہ گاہ

بھی میسر آ جائے گی اور تمہیں باعزت روزگار

بھی مل جائے گا۔



اب تمہیں کرنا یہ ہو گا کہ دن کے وقت ان کی

والدہ کا خیال رکھنا ہو گا جبکہ رات کے وقت

سونے کے لئے سرونٹ کو اڑھائی کی سہولت موجود ہے۔

اب تم جاو باقی باتیں کل صبح سیٹھ آفندی

خود تمہیں سمجھا دیں گے۔

اور ہاں میری فکر نہ کرنا مجھے کچھ نہیں ہو گا میں تم سے ملنے آتی رہوں گی اب

جاو۔ "عریشہ رات کے ایک بجے عقبی دروازے کے باہر کھڑی لمبی سی گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے بولی تو منسل روہانسی ہو گئی۔

"اور اگر میرے جانے کے بعد شہزاد نے تمہیں

کوئی نقصان پہنچا دیا تو۔" منسل عریشہ کے لئے پریشان تھی۔

"مجھے اپنا دفاع کرنا آتا ہے تم میرے لئے پریشان نہ ہونا۔

فی الحال یہاں سے جاوان شاء اللہ کل شام میں ملاقات ہوگی۔" عریشہ اسے گاڑی میں بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"عریشہ میں تمہارے احسانات کا بدلہ کس طرح چکاؤں گی۔" منسل کا لہجہ نرم ہوا۔

"دوست کے لئے آسانیاں پیدا کرنے کو احسان

نہیں خلوص اور محبت کہتے ہیں۔

آج تمہیں ضرورت ہے تو میں مدد کر رہی ہوں

جب کبھی مجھے ضرورت ہوئی تم مدد کر دینا۔

اب مجھے بھی جذباتی کرنے کی کوشش

نہ کرو اور جاو ایک نئی زندگی تمہاری منتظر

ہے۔ "عریشہ نے اپنے لہجے میں آئی لرزش پر بروقت قابو پاتے ہوئے کہا اور نہ چند دن

کی دوستی کے اس گہرے رشتے نے اسے منسل

کے بہت قریب کر دیا تھا اور اب جب وہ بہنوں

جیسی دوست اسے چھوڑ کر جا رہی تھی تو

آنسو اس کی آنکھوں کی زینت بننے کے لئے مچل رہے تھے مگر اس باہمت لڑکی نے خود پر

قابو پاتے ہوئے منسل کو گلے لگایا اور چند الوداعی کلمات اور تسلی بخش الفاظ کے ساتھ

گاڑی میں بٹھا کر رخصت کر دیا۔

وہ الگ بات ہے کہ کمرے میں آ کے وہ کتنی ہی دیر روتی رہی جیسے اپنی سگی بہن کو

رخصت کر آئی ہو۔

لگ بھگ پندرہ منٹ کی ڈرائیو پر سیٹھ آفندی

کابنگہ واقع تھا۔

بڑے سے گیٹ کے سامنے پہنچ کر ڈرائیونے ہارن دیا تو گاڑی نے فوراً گیٹ وا کر دیا۔

"میڈم آئیے آپ کو آپ کا کمرہ دکھا دوں۔"

گاڑی پورچ میں کھڑی کر کے ڈرائیور پچھلی سیٹ پر بیٹھی منسل کے لئے دروازہ کھول

کر مودبانہ انداز میں گویا ہوا۔

"منسل کے لئے یہ سب کچھ نیا اور عجیب تھا

اس لئے جھجھکتے ہوئے وہ گاڑی سے باہر نکلی

اور ڈرائیور کی تقلید کرتی سرورنٹ کو اڑتک آئی جہاں ایک چھوٹا سا مگر نفاست سے سجا

کمرہ اس کا منتظر تھا۔

"میڈم یہ آپ کا کمرہ ہے آپ اندر سے لاک کر کے

آرام کریں صبح جب سیٹھ صاحب آپ سے ملنا چاہیں گے تو ملازم آپ کی ان سے

ملاقات کروادیں گے۔" ڈرائیور اپنی بات مکمل کر کے وہاں سے نکل گیا جبکہ منسل

اس کے جاتے ہی سرعت سے دروازہ لاک کرتی مڑی اور اس کمرے کو ستائشی نظروں

سے دیکھتی ہوئی

ایڑھیوں کے بل گھوم گئی۔

"ابھی یہ سرورنٹ کو اڑ رہے تو اتنا بڑا اور صاف ستھرا ہے۔

سیٹھ آفندی کا بنگلہ تو پھر بہت ہی صاف شفاف اور خوبصورت ہوگا۔"

اس بڑے سے کمرے کے وسط میں چھوٹا سا سنگل بیڈ پڑا تھا جس کے دونوں اطراف
ٹیبل رکھے ہوئے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
بیڈ کے بالکل سامنے چھوٹا سا صوفہ رکھا ہوا
تھا۔

باقی سارا کمرہ خالی تھا۔

"آہہ منسل تجھے یہ سب تب دیکھنا نصیب ہوا

جب تجھے اس سب کی چاہ نہیں رہی۔" منسل

تاسف سے نفی میں سر ہلاتی بڑبڑائی۔

"کیا میں عریشہ کے بغیر سیٹھ آفندی سے

بات کرنے کا حوصلہ کر پاؤں گی!

عریشہ بہت عرصے میں میری اتنی اچھی اور مخلص دوست بن گئی کہ وقتی طور پر ہی سہی

مگر میں اپنی تمام محرومیاں اور پریشانیاں بھلا کر اسے اپنی پرچھائی تصور

کرنے لگی تھی۔

اب کیا میں اس کے بغیر اکیلی لوگوں کا سامنا کر پاؤں گی!

اللہ مجھ پر اپنا کرم فرمانا۔
NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مجھے تو کسی سے ٹھیک سے بات بھی نہیں کرنی آتی کجا کہ اتنے پڑھے لکھے اور امیر لوگوں

میں رہنا، اٹھنا، بیٹھنا۔

اللہ کرے میں یہ سب کر پاؤں۔

اللہ میری مدد فرمانا، تو تو جانتا ہے ناکہ

یہ نوکری میرے لئے کتنی اہم ہے!

خدا نخواستہ اگر سیٹھ آفندی یا ان کی والدہ کو میرا کام پسند نہ آیا تو میں کہاں جاؤں گی؟

کیا میں پھر سے شہزاد کے چنگل میں پھنس جاؤں گی؟

نہیں نہیں۔۔

کبھی نہیں۔۔

مجھے ہر حال میں اپنی آبرو کی حفاظت

کرنی ہے اس کے لئے چاہے سیٹھ آفندی اور ان کی والدہ کا دل جیتنے کی خاطر کتنے ہی جتن کیوں نہ کرنے پڑیں۔

ہاں اب خود ترسی کا شکار ہونے کی بجائے

عقل مندی سے سیٹھ آفندی اور ان کے گھر

والوں کا دل جیتنے کا وقت ہے جو ان شاء اللہ

میں کر کے رہوں گی۔

ہاں عریشہ میری پیاری دوست میں تمہاری

مہربانیوں اور احسانات کو رائیگاں نہیں

جانے دوں گی۔

اپنی آبرو کی حفاظت اور عزت سے روزگار

کمانے کے لئے میں ہر ممکن کوشش کروں گی۔"

زندگی کونئے ڈھنگ سے جینے کا عزم کرتے ہوئے منہل اس سادا مگر نفیس بیڈ پر لیٹ کر



NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آنکھیں موند گئی۔

مگر وہ نہیں جانتی تھی کہ زندگی مزید

مشکل روپ اختیار کر کے اس کے نئے نئے پیدا ہونے والے اعتماد کی دھجیاں بکھیرنے

والی ہے۔

یوسف نہ تھے مگر سر بازار آگئے

خوش فہمیاں یہ تھیں کہ خریدار آگئے

آواز دے کہ چھپ گئی ہر بار زندگی
ہم ایسے سادہ دل تھے کہ ہر بار آگئے
اب دل میں حوصلہ نہ سکت بازوؤں میں ہے
اب کہ مقابلے پہ میرے یار آگئے
سورج کی دوستی پہ جنہیں ناز تھا فراز
وہ بھی تو زیرِ سایہ دیوار آگئے۔۔
حافظ کے آوٹ ہونے کے بعد فہیم کرپز پر
آیا تو بجھا بجھا سا تھا، جبکہ بالاج اپنی
دھن میں مگن چھلکے چوکوں سے جم کر باولرز
کی دھلائی کر رہا تھا۔
فہیم دو چوکے لگا کر ایک نئے فاسٹ باؤلر
کا شکار ہو کر جلد ہی پوپیلین لوٹ گیا۔



شا تقین اس کے جلد آوٹ ہو جانے پر اداس تھے۔

کیونکہ بالاج اور فہیم جب بھی ساتھ کھیلتے

تو باولرز کی دھلائی لازماً ہوا کرتی تھی، جسے

شا تقین خوب انجوائے کیا کرتے تھے۔

مگر آج فہیم کے جلدی آوٹ ہو جانے سے

شا تقین سخت مایوس ہوئے تھے۔

میچ کا آخری چھکا لگا کر بالاج نے ہمیشہ کی طرح اپنے مخصوص انداز میں بلا لہراتے ہوئے

شا تقین کی جانب فلائنگ کس اچھالی تو سٹیڈیم میں موجود اس کے ملکی وغیر ملکی فینز نے

سیٹیاں، تالیاں اور شور مچا کر اسے داد دی۔

وہ یونہی اپنے فینز کی جانب دیکھ کر مبہم

سامسکر اتا شان بے نیازی سے چلتا ہوا باؤنڈری لائن عبور کرتا زینے چڑھنے لگا۔

جارحانہ انداز میں بیٹنگ کے باعث اس کی

کشادہ پیشانی پر چمکتی پسینے کی ننھی ننھی بوندیں اور وجیہہ چہرے پر بکھرے بال

اسے اینگری مین کالک دے رہے تھے۔

سٹیڈیم میں موجود لڑکیاں اسے دیکھ کر

ٹھنڈی آہیں بھر رہی تھیں جبکہ مرد حضرات

، بچے اور بزرگ تالیاں بجا کر حوصلہ افزائی

کرنے میں مصروف تھے۔



NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Urdu | English | Fiction | Non-Fiction

آج انگلینڈ اور پاکستان کی ٹیموں کے درمیان

سیریز کا آخری ٹی ٹو ٹی میچ تھا جسے پاکستان با آسانی جیت کر سیریز کا فاتح قرار پایا تھا۔

تین ٹیسٹ میچوں میں ایک انگلینڈ اور

دوسرا پاکستان نے جیتا جبکہ تیسرا ڈرا ہو گیا تھا۔

جبکہ ون ڈے میچز میں پانچ میچوں میں

سے دو پاکستان اور تین انگلینڈ نے جیتے، اسی

طرح تین ٹی ٹو ٹی میچز میں تینوں ہی

پاکستان نے جیت کر سیریز اپنے نام کر لی تھی

مگر پھر بھی شائقین کو فہیم کے جلدی آوٹ ہو جانے کا غم ستارہا تھا کیونکہ شروع سے

ہی

جب بھی فہیم اور بالاج کو ایک ساتھ بیٹنگ کرنے کا موقع ملتا تو دونوں مل کر باؤلرز کو

تگنی کا ناچ نچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑا

کرتے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کھلاڑیوں کو انعامات تقسیم کئے جانے کے بعد

ٹرافی ملنے پر پوری ٹیم خوش تھی سوائے فہیم کے جو سب سے الگ تھلگ اک کونے میں

کھڑا کسی گہری سوچ میں گم تھا۔

ہمیشہ اپنی شرارتوں سے سب کو تنگ کرنے والے فہیم کی خاموشی پر سب نے غور کیا

تھا سوائے بالاج آفندی کے جسے کسی کے ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا

پھر خواہ وہ اس کا مخلص اور بہترین دوست ہی کیوں نہ ہو!

وہ ایسا ہی تھا پیل بھر میں اپنوں کو بھی پرایا

کر دینے والا بے حس انسان۔

"اماں!

میری پیاری اماں مجھے معاف کر دے۔

دیکھ اب تو تیری بیٹی راہِ راست پر آگئی ہے۔"

مسئل اپنی اماں کے پہلو میں بیٹھی انہیں منانے کی سعی کر رہی تھی جبکہ اس کی اماں

صحن پر بچھی چار پائی پر اس سے

منہ موڑے بیٹھیں تھیں۔

"اماں دیکھ تیری اکلوتی اولاد در بدر ہو گئی ہے۔

دیکھ نا اماں قسمت کو اپنے حکم کا غلام

بنانے کی خواہش رکھنے والی کو قسمت

نے کس طرح آسمان سے زمین پر لا کر پٹخا

ہے۔

دیکھ نااماں تیری نافرمانی کے جرم میں،

میں اب سزا کاٹ رہی ہوں۔

اماں تو تو میری ماں ہے اور ماں تو اپنی

اولاد کی ہر غلطی پس پشت ڈال کر اسے

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|...
سینے سے لگا لیتی ہے۔

تو بھی معاف کر کے اپنے سینے لگالے نااماں!

اماں تیری قسم میری روح زخموں سے چور

ہے، تو ایک بار گلے لگالے تو میری روح کا ہر زخم مندمل ہو جائے گا۔

اماں ایک بار گلے لگالے۔

اماں بس ایک بار گلے لگالے، تجھے تیرے مجازی

خدا کا واسطہ اماں۔"

"اگر اتنی ہی زخمی ہے تیری روح تو جا اس کی روح پر مرہم لگا جس کی روح کو چھلنی کرتے ہوئے تجھے ایک بار بھی خدا کا خوف نہیں آیا تھا۔

ارے مجھے میرے مجازی خدا کا واسطہ دینے

سے بہتر ہے تو اپنے مجازی خدا کو منالے،

اس سے معافی مانگ لے میں اور میرا رب اسی لمحے تجھے معاف کر دیں گے۔" کہہ کر

NEW ERA MAGAZINE.COM

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چارپائی سے اٹھ کر کمرے کی جانب بڑھنے لگی

، منسل چارپائی پر بیٹھی اپنی اماں کو پکار رہی تھی جب اچانک کوئی زور زور سے

دروازے پر دستک دینے لگا۔

"کون ہے؟" منسل اچھل کے بستر سے اٹھی تو پسینے سے شرابور

تھی۔

کوئی مسلسل اس کے کمرے کے دروازے پر

دستک دے رہا تھا۔

"آئی۔" کہہ کر تیزی سے اپنے دوپٹے سے ماتھے پر ابھری پسینے کی بوندیں صاف کرتی
منسل اسی دوپٹے کو اوڑھتی دروازے کی جانب چل دی۔

"میڈم میں مسلسل آدھے گھنٹے سے دروازے پر دستک دے رہا ہوں مگر آپ کھول
ہی نہیں

رہی تھیں، سب خیریت ہے نا؟" وہی کل رات والا ڈرائیور اس کے سامنے پریشان مگر

مودبانہ انداز میں کھڑا تھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"سوری دراصل میں واش روم میں تھی۔" منسل نے دوپٹہ درست کرتے ہوئے

بہانہ بنایا۔

اب اس کو کیا بتاتی کہ خواب کے

زیر اثر تھی!

"چلیں ٹھیک ہے میں باہر انتظار کر رہا ہوں

آپ پانچ منٹ تک فریش ہو کر باہر آجائیں۔

ویسے تو سیٹھ صاحب اس وقت تک آفس جا چکے ہوتے ہیں مگر آج صرف وہ آپ کی خاطر رکے ہوئے ہیں اور اب تو آپ کی وجہ سے بہت لیٹ بھی ہو گئے ہیں پلیز جلدی آجائیں یہ نہ ہو آپ کی وجہ سے مجھے ڈانٹ پڑ جائے۔ "ڈرائیور اپنے مالک کی ناراضی کے ڈر سے پریشان دکھائی دے رہا تھا۔

"میں معذرت چاہتی ہوں میری وجہ سے

آپ کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑا، میں بس پانچ منٹ میں آتی ہوں۔" منسل اپنی بات

مکمل کر کے

تیزی سے کمرے کا دروازہ بند کر کے واش روم

میں گھس گئی۔

اگلے چار منٹ کے اندر اندر منسل اس ڈرائیور کے سامنے کھڑی تھی۔

"چلیں میڈم؟" ڈرائیور نے پوچھا۔

"جی چلیں۔" منسل کہتی ہوئی اسکی تقلید کرنے لگی۔

اتنے کم وقت میں وہ صرف منہ ہی دھو پائی تھی۔

ڈرائیور کے ہم قدم ہوتے ہوئے اس نے اپنے حلیے پر ایک تنقیدی نگاہ ڈالی۔

وقت کی کمی کے باعث وہ اپنا حلیہ تک سدھار نہیں پائی تھی۔

سروٹ کو اڑے سے نکل کر سیٹھ آفندی کے عالیشان بنگلے میں داخل ہونے تک وہ یہی

سوچتی رہی کہ کاش جلدی اٹھ کر اپنا حلیہ

درست کر لیتی۔

عریشہ نے اسے اپنے چند اچھے جوڑے اسی

لئے دیئے تھے کہ بڑے سے بنگلے میں اس حلیے

میں جاتے اسے شرمندگی کا سامنا نہ کرنا پڑے،

مگر پہلے ہی دن ہونے والی غلطی اس کی رات

کی ساری پلاننگ پر پانی پھیر گئی اور اب اسے

اپنے اندر اعتماد کی کمی محسوس ہو رہی تھی۔

"پہلے ہی دن اس گندی حالت میں سیٹھ صاحب کے سامنے جانے پر کیا امپریشن پڑے

گا

ان پر!

اوپر سے لیٹ بھی ہو گئی ہوں۔

ہائے کہیں پہلے ہی دن بے عزت کر کے نکال نہ دیں۔

ان بڑے لوگوں کا کیا بھروسہ کب آپ سے باہر ہو جائیں۔

اگر انہوں نے نکال دیا تو عریشہ بہت ناراض ہوگی، اس بے چاری نے جانے کتنی محنت کر کے میرے لئے یہ نوکری تلاش کی تھی، میں نے تو

پہلے ہی دن اس کی ساری محنت پر پانی پھیر دیا۔ "منسل بڑ بڑاتی ہوئی ڈرائیور کے ساتھ

آفندی ہاوس میں داخل ہوئی تو اس عالیشان بنگلے کے داخلی دروازے کو دیکھ کر مبہوت

رہ گئی۔

یہ ایک عالیشان محل نما بنگلہ تھا جس کے ہر سو سبزہ زاروں کا ایک دلکش و روح رواں

سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ ایک بڑا سا منقش دروازہ بنگلے کو باہری دنیا سے ملاتا تھا۔

منسل نے دروازے پر قدم رنجہ کیے تو دائیں بائیں دو لمبی راہداریاں دکھائی دیں۔

منسل ڈرائیور کے پیچھے چلتی ہوئی دائیں راہداری کی جانب مڑ گئی۔

اس راہداری میں دائیں بائیں آمنے سامنے کمروں کا ایک طویل سلسلہ تھا، وہ ڈرائیور بائیں جانب بنے چوتھے کمرے کے باہر رک گیا۔

منسل ایک اچھتی نگاہ اس پر ڈال کر جھجھکتی ہوئی دروازے پر دستک دیتی اندر داخل ہو گئی۔

"جی سر آپ نے بلایا!" منسل نے اٹکتے ہوئے استفسار کیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Poetry|Ghazals|Fiction|Drama|Screenplay|E-books|E-papers|E-journals|E-magazines|E-newsletters|E-books|E-papers|E-journals|E-magazines|E-newsletters

یہ ایک خوبصورت لائبریری تھی۔

جہاں چاروں اطراف کتابیں ہی کتابیں تھیں۔

سیٹھ آفندی بھی ایک کتاب کے مطالعے میں

مصروف تھے جب دروازے کی آہٹ پر انہوں

نے سر اٹھا کر دیکھا اور آنے والے کو دیکھ کر

مبہم سا مسکرائے۔

"تشریف رکھیے مس منسل۔" سیٹھ آفندی نے میز کی دوسری جانب رکھی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اس سوری سر میں لیٹ ہو گئی، دراصل نئی جگہ ہے تو نیند بھی ذرا دیر سے آئی تھی بس اسی وجہ سے جلدی آنکھ نہیں کھل پائی۔
سر آخری غلطی سمجھ کے معاف کر دیں،

م میں وعدہ کرتی ہوں آئندہ ایسی غلطی نہیں دہراؤں گی۔" منسل کرسی پر بیٹھنے کی بجائے سیٹھ آفندی کے قدموں میں بیٹھ کر کانپتے ہاتھ جوڑ کر منت سماجت کرنے لگی۔
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
"ارے۔۔۔"

یہ کیا کر رہی ہیں آپ؟

چلیں اٹھیں اور چیر پر بیٹھیں۔" سیٹھ آفندی

اس اچانک افتاد سے گھبرا گئے۔

"سر آپ نکالیں گے تو نہیں نا؟" منسل نے بے چینی سے استفسار کیا۔

"بچے میں نے یہاں آپ کو آپ کا کام سمجھانے کے لئے بلایا ہے نکالنے کے لئے نہیں!" سیٹھ آفندی کرسی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے نرمی سے گویا ہوئے۔

"سر واقعی آپ نہیں نکالیں گے؟" وہ مظلومیت سے دیکھتی استفسار کر رہی تھی۔

"نہیں نکالوں گا۔"

اب اٹھ کر چئیر پر بیٹھیں تاکہ میں آپ کو

آپ کا کام سمجھا سکوں۔" سیٹھ آفندی نے ایک بار پھر منسل کو کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا تو منسل اپنی کچھ دیر پہلے کی گئی حرکت پر شرمندہ ہوتی کرسی پر

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

براجمان ہو گئی۔

"سب سے پہلے تو یہ بتائیں کہ آپ کو ایسا کیوں لگا کہ میں آپ کو نکال دوں گا جبکہ میں نے خود اس نوکری کے لئے آپ کو منتخب کیا ہے۔"

سیٹھ آفندی نے اسے بغور دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔

"اس سر آپ بڑے لوگ کہاں کسی کا انتظار کر کے اپنا قیمتی وقت ضائع کرتے ہیں، اور

میں ٹھہری

ایک عام ملازمہ!

میری وجہ سے پہلے ہی دن آپ آفس سے لیٹ ہوئے تو مجھے یہی لگا کہ مجھے نکال دیں گے۔

اور میں نے منت سماجت اس لئے کی کیونکہ

میں جانتی ہوں کہ اگر اس در سے بھی ٹھکرائی گئی تو میرے پاس جینے کی کوئی وجہ نہیں بچے گی۔ "وہ مایوسی سے گویا ہوئی۔

"کیا آپ جانتی ہیں مایوسی گناہ ہے!

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کوئی در آخری در نہیں ہوتا سوائے اس پاک (اللہ عزوجل) کے در کے۔

اور میرا خالق کبھی بھی اپنے بندے کو نہیں

ٹھکراتا!

ارے وہ تو گناہوں سے لتھڑے انسان کو صرف

ایک بار!

ہاں صرف ایک بار توبہ کرنے پر معاف فرما دیتا ہے۔

پھر آپ نے کیسے انسانوں کے در کو آخری در

مان لیا؟ "سیٹھ آفندی نے سمجھاتے ہوئے استفسار کیا۔

"میرے پاس عقل ہوتی تو آج میں یوں در بدر

نہ ہوتی۔

اگر اماں کا کہا مان کر اپنے رب کے سامنے گڑ گڑائی

ہوتی تو آج انسانوں کے سامنے گڑ گڑانے کی نوبت ہی نہ آتی۔

سر میں نے اپنی خواہشات کے تابع ہو کر اپنا سب کچھ کھو دیا۔

ہمیشہ سے جتنا میں اپنی خواہشات کے تابع

رہی ہوں کاش اپنے رب اور ماں کی رہی ہوتی

تو آج آپ مجھے نہ بتا رہے ہوتے کہ میرا رب کتنا رحیم ہے۔ "منہل غیر مرئی نقطے کو

گھورتے ہوئے کسی روبروٹ

کروانا بھی ہے۔

اس دن جب آپ اپنی دوست کے ساتھ انٹرویو

کے لئے آئی تب بھی ایک عجیبے چینی آپ

کے چہرے سے عیاں تھی۔

اور آج تو آپ کی حالت دیکھ کر میں دنگ رہ گیا۔

آپ کی باتیں سن کر لگتا ہے کہ آپ کے پاس کوئی ایسا رشتہ نہیں بچا جسے آپ اپنا کہہ سکیں، کیا ایسا ہی ہے؟ "انہوں نے منسل کی جانب دیکھتے ہوئے استفسار کیا جو اب بھی کسی غیر مرئی نقطے کو گھور رہی تھی۔

"ج جی ی۔"

"کچھ اپنے تو دنیا میں نہیں رہے،

اور کچھ دنیا میں ہوتے ہوئے اپنے نہیں رہے۔" اس نے ایک ٹھنڈی آہ خارج کرتے

ہوئے سر جھکا کر بتایا۔

"میں بس اتنا ہی کہوں گا اپنے رب کو راضی کریں تو اپنے بھی راضی ہو ہی جائیں گے۔"

اور جو دنیا سے چلے گئے ان کے درجات کی بلندی کے لئے دعاء گورہیے، پھر ان شاء اللہ
 آپ اور آپ کے اپنے سکون پائیں گے اور بگڑے
 معاملات بھی درستگی کی جانب آجائیں گے۔

اور ایک آخری بات!

آپ کو اس نوکری سے اب کوئی نہیں نکال سکتا۔

اور اگر آپ مجھے سر یا سیٹھ صاحب کی بجائے بابا بلائیں گی تو مجھے زیادہ اچھا لگے گا ویسے
 بھی میری کوئی بیٹی نہیں ہے تو اس

NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

طرح وہ کمی بھی پوری ہو جائے گی اور برسوں

پرانی کسک بھی دور ہو جائے۔ "سیٹھ آفندی اپنی تیسری انگلی کی انگوٹھی کو گھماتے

ہوئے

دھیمے لہجے میں گویا ہوئے۔

منہل سیٹھ آفندی کے دائیں ہاتھ کی تیسری

انگلی کی انگوٹھی دیکھ کر لحظہ بھر کو ٹھٹھک گئی پھر اگلے ہی لمحے اپنے تاثرات پر قابو پاتی

دائیں جانب رکھی بکس دیکھنے لگی۔

"مطلب۔" منسل نے استفسار کیا۔

"ارے کچھ نہیں بس یوں ہی، چلیں میں آپ

کی ملاقات اپنی والدہ سے کروانا ہوں۔"

سیٹھ آفندی کے چہرے پر تکلیف کے آثار ابھرے اور پل بھر میں معدوم ہو گئے اور وہ

ایک بار پھر سے مسکرانے لگے۔

منسل کو دوسری ہی ملاقات میں سیٹھ آفندی

نیک اور مضبوط اعصاب کے مالک لگے جو

بڑی آسانی سے اپنی تکلیف چھپا کر مسکرا

رہے تھے۔

وہ ان سے بے حد متاثر ہوئی۔

اور یوں ہی باتیں کرتے ہوئے وہ دونوں لائبریری

سے نکل راہداری کی جانب بڑھ گئے۔

منہل جو خوفزدہ سی سیٹھ آفندی سے ملنے آئی تھی اب خاصی پرسکون دکھائی دے رہی تھی۔

"میں نے سنا ہے تم یہاں سے سیدھا دو بی

جار ہے ہو۔" حافظ نے بالاج کو بیگ پیک کرتے دیکھ کر استفسار کیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
"ہاں جارہا ہوں۔"

کیوں کوئی مسئلہ ہے تمہیں۔" بالاج نے ابرو اچکا کر پوچھا۔

"اوہ بھائی مجھے کیوں ہونے لگا مسئلہ!

میں تو بس اسی لئے پوچھ رہا تھا کہ اتنے طویل دورے کے بعد سب کھلاڑی اپنی فیملیز

سے ملنے کے لئے بے تاب ہیں، اور جلد از جلد پاکستان پہنچنا چاہتے ہیں۔

اس کے برعکس تم گھر جانے کی بجائے بلاوجہ دو بی جارہے ہو۔" حافظ کے کہنے پر

بالاج ہتھے

سے اکھڑ گیا۔

"ضرورت سے یہ بات فہیم عرف چنغل خور

نے کی ہوگی؟

اور تم لوگوں کو کیا مسئلہ ہے میرے گھر نہ جانے سے؟

حافظ تم اور تمہارا پیارا دوست فہیم

کان کھول کر سن لو مجھے تم دونوں کی محبت، فکر، اور دوستی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

اس لئے مہربانی کر کے مجھ سے دور رہا کرو۔

اور ایک بات یاد رکھنا کہ آئندہ اگر تم دونوں نے میری زندگی اور معاملات میں دخل

دینے کی کوشش کی تو میں سارے لحاظ بالائے طاق رکھ کے تم دونوں سے نمٹوں گا۔

مجھے نہیں چاہیے تم دونوں کی خود ساختہ دوستی!

میری نظر میں تم دونوں کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

اوقات ہی کیا ہے تم دونوں کی جو سیٹھ بالاج آفندی تم سے دوستی کرے!

تم دونوں سے بہتر تو میرے گھر میں کام کرنے والے ملازمین ہیں۔

بہتر ہو گا کہ تم دونوں میرے ارد گرد منڈلانا چھوڑ دو کیونکہ میری نظر میں تم دونوں کی

اوقات ان ملازمین جتنی بھی نہیں۔" بالاج بگڑ کر بولا۔

"نہیں بالکل نہیں۔"

مجھے تو باولنگ کوچ سے معلوم ہوا تو



ویسے بھی جب تم ہم دونوں کو دوست مانتے

ہی نہیں تو تمہیں یہ حق کس نے دیا کہ تم فہیم کے بارے میں چغل خور جیسے فضول

الفاظ استعمال کرو؟

اور رہی بات اوقات کی تو۔۔۔

مجھے تو چھوڑو۔

میں تو ہوں ہی عام سا بندہ!

مگر فہیم جیسے باکمال اور مخلص بندے

کے بارے میں تمہارے منہ سے ایسی فضول گوئی سن کر مجھے شدید دھچکا لگا۔

سیٹھ بالاج آفندی باپ کے چند ٹکوں پر

اکڑ دکھا کر خود کو آسمانی مخلوق سمجھنا چھوڑ دو۔

تم جیسے مغرور اور پست قسمت لوگ ایک دن

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | A... | ... | ...

اپنے بنائے خول میں کچھ اس طرح سے قید

ہو کر رہ جاتے ہیں کہ چاہ کر بھی باہر نہیں نکل پاتے اور ایک دن اسی خول میں تڑپتے

، سسکتے ایڑیاں رگڑتے مر جاتے ہیں۔

میرا یقین کرو تم جیسے امیر زادے جن کی

حیات میں ہر کوئی ان کی بد اخلاقی کے باعث

ان سے کتراتا ہے، اس کے مرنے کے بعد بھی

لوگ اس کے جنازے سے کترا کر گزر جاتے ہیں۔

سیٹھ بالاج آفندی جان لو کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھے اخلاق والے انسان پسند ہیں۔

الفاظ کے نشتر برساکے اس کے بندوں کے دل چھلانی کرنا چھوڑ دو جو تمہاری ہر ہر سانس کا مالک ہے۔

حقوق العباد کے بارے میں تو سنا ہی ہوگا!

پر تم جیسے کیا جانیں حقوق العباد کیا ہوتا ہے۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بے شک میرے اللہ کو رشتے توڑنا ہرگز پسند

نہیں مگر تم جیسے خود پسند انسان کے ہاتھوں مزید ذلت

کروانا میرے بس کی بات نہیں۔

میرے اللہ میرے مالک گواہ رہنا

ترک تعلق میں نہیں کرنا چاہتا مگر

یہ انسان دوسروں کا دل توڑنے میں کوئی

عار محسوس نہیں کرتا مالک!

یہ ہم سے تعلق رکھنا ہی نہیں چاہتا تو کیسے

جوڑے رکھوں یہ ناطہ!

میرے اللہ میرے مالک گواہ رہنا۔ "حافظ جیسا

نیک دل انسان بالاج کے رویے سے دلبرداشتہ

ہو کر آنسوؤں کو پیچھے دھکیلتا کمرے کی چھت کی جانب چہرہ اٹھائے اپنے رب سے

مخاطب ہوتا کمرے سے نکلتا چلا گیا اور

بالاج اس کی باتیں سن کر ایک لمحہ کو اپنی جگہ ساکت رہ گیا اور اگلے ہی لمحے اسے

ڈرامے باز کہتا سر جھٹک

کرد و بارہ اپنی پیلنگ کرنے لگا۔

”منسل بچے ویسے تو میری اماں جان بہت اچھی خاتون ہیں مگر بیماری نے انہیں بے حد
چڑا بنا دیا ہے۔“

بیماری سے ان کی ذات میں بہت تبدیلیاں
رو نما ہوئی ہیں۔

جن میں چڑچڑاپن اور بات بات پر غصہ ہونا اور
کچھ لمحے پہلے کی بات بھی بھول جانا شامل ہے۔

عمر کا تقاضہ سمجھیں یا طویل بیماری کی

بے چینی!

اب انہیں سنبھالنا بہت مشکل ہوتا جا رہا ہے۔

وہ اب کسی کی نہیں سنتیں۔

حتیٰ کہ میری بھی نہیں۔

نرس پر بھی بات بے بات بگڑ جاتی ہیں۔



NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|books|Poetry|Interviews

بس اسی لئے اب تک کئی نرسیں اور ملازمین

نوکری چھوڑ کر جا چکے ہیں۔

جب آپ کی دوست نے اس نوکری کے لئے

حامی بھری تو میں نے تب ہی ان سے اپنے گھر

کے حالات بیان کر دیے تھے۔

سب کچھ سن لینے کے بعد بھی ان کا یہی

جواب تھا کہ آپ اس نوکری کے لئے تیار ہیں

بس آپ کو عزت سے ملازمت کرنی ہے۔ "سیڈھ

آفندی منہل کے ساتھ راہداری میں چلتے ہوئے

اب زینے اتر رہے تھے۔

"جی سر مجھے اس بارے میں عریشہ نے تھوڑا بہت بتایا تھا اور میں نے تب بھی یہی

کہا تھا کہ مجھے کوئی اعتراض نہیں!

بس عزت سے نوکری کرنا چاہتی ہوں۔ "منسل ان کے ساتھ زینے اترتی ہوئی گویا ہوئی۔"

"تھوڑا بہت۔۔۔"

بس تھوڑا بہت بتایا تھا؟ جبکہ میں نے تو ان سے سب کچھ بتانے کا بولا تھا۔ اور پلیزیہ سر کہنا تو بند کریں۔

مجھے بابا بلائیں۔ "سیٹھ آفندی جھنجھلا کر گویا ہوئے۔"



وہ دراصل عریشہ نے بتایا تھا پر مجھے اس

بات سے کوئی مسئلہ نہیں۔ "منسل سر جھکائے"

ان کے ساتھ زینے اترتی جا رہی تھی۔

"سوچ لیں میری والدہ کے ساتھ کوئی زیادہ دن تک ٹک نہیں پاتا۔"

آپ فکر نہ کریں اگر یہ نوکری نہیں بھی کرنا چاہتی تو میں ماہانہ خرچ بھیج کر آپ کی مالی

مدد کر سکتا ہوں۔

ویسے بھی اب میں آپ کو بیٹی کہہ چکا ہوں۔

پھر بیٹی کو اکیلا کیسے چھوڑ سکتا ہوں۔ "سیٹھ آفندی نے ایک بار پھر پوچھنا مناسب

سمجھا۔

"سر۔۔۔"

نہیں نہیں سوری بابا۔

وہ بات نہیں۔ "منسل اداسی سے بولی۔

"پھر کیا بات ہے بچے؟" انہوں نے استفسار کیا۔

"میں اپنی محنت کی روزی کمانا چاہتی ہوں۔

آپ میری فکر نہ کریں میں آپ کی اماں جان

کو سنبھال لوں گی۔

آپ مجھے یہ نوکری کرنے دیں پلیز۔ "وہ یاس

سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

"بچے پریشان نہ ہوں میں وعدہ کرچکا ہوں آپ کو نکال نہیں رہا بس خبردار کر رہا ہوں۔"

اگر پھر بھی آپ کو یہ نوکری کرنی ہے تو

مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

بس ایک بات یاد رکھیے گا اماں کے مزاج کے

خلاف کچھ نہ ہو ورنہ ان کے عتاب سے آپ

کو کوئی نہیں بچا پائے گا۔

کیونکہ میں تو کل بیرون ملک جا رہا ہوں

جانے کب تک وہاں سے واپسی ہو۔

اس لئے کوشش کیجئے گا کہ اماں جان کے مزاج کے خلاف کچھ نہ ہو۔

چلیں اب میں آفس چلتا ہوں۔

وہ سامنے سے دائیں جا کر کچن ہے وہاں سے
 خانساماں آپ کو اماں جان کی پسندنا پسند کے بارے میں آگاہ کر دے گا۔
 وہیں سے ناشتہ لے کر اماں جان کے کمرے میں
 چلی جائیں۔

اب میں چلتا ہوں اللہ حافظ۔ "سیٹھ آفندی نے اسے سمجھا کر قدم باہر کی جانب بڑھا
 دیے۔



ساری ٹیم ایئر پورٹ پہنچ چکی تھی۔
 اور بالاج ایک گھنٹہ پہلے کی فلائٹ سے دوہی روانہ ہو چکا تھا۔

دوہی ایئر پورٹ پہنچتے ہی اس نے ہوٹل میں

ٹھہرنے کی بجائے اپنے ڈیڈ کے ذاتی

کابینے میں رہنے کو ترجیح دی۔

آج پورے تین ماہ بعد وہ اپنے بند کاٹیج کا

لاک کھول رہا تھا۔

"ہیلو ہاں سنو دھیان رہے کہ اسے شک نہ ہو

اور ہمارا کام بھی بن جائے۔"

یاد رکھنا اسے ایسا پھنسانا ہے کہ وہ چاہ کر بھی اپنے گرد لپٹی گرہیں کھول نہ پائے۔

میں اس کمینے کو ذلت کے گڑھوں میں گرا

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Article | Poetry
دیکھنا چاہتا، بالکل اسی طرح جس طرح

اس نے مجھے ذلیل کیا تھا سمجھ گئے؟" بالاج

کے کاٹیج سے دس قدم کے فاصلے پر درختوں

کا طویل سلسلہ شروع ہوتا تھا، انہیں

درختوں کی اوٹ میں ایک شخص چھپ کر اسے دیکھتا ہوا کسی کو فون پر ہدایات دے رہا

تھا۔

دوسری جانب سے اپنا کام بخوبی انجام دینے
کی یقین دہانی کے بعد اس نے کال منقطع کر کے
حقارت سے کاٹج کے اندر جاتے
بالاج کو دیکھا اور خباثت سے مسکراتا ہوا
مونچھوں کو تاودینے لگا۔

"سیڈھ بالاج اب میں دیکھوں گا کیسے تم ان ذلت کے گڑھوں سے نکلتے ہو!"

یہ جو آج شائقین تمہاری تعریف کرتے نہیں

تھکتے بہت جلد تمہیں ذلیل کریں گے۔

تیار رہنا اپنی بے عزتی کا بدلہ تو میں لے کر رہوں گا۔ "کہتا ہوا وہ انہیں گھسنے درختوں

میں

کہیں گم ہو گیا۔

— پھر یوں ہوا کہ حسرتیں پیروں میں گر پڑیں

پھر میں نے اُن کو روند کے قصہ ختم کیا۔

وہ اب پورے اعتماد کے ساتھ کچن میں نوٹ پیڈ لئے کھڑی خانساماں سے اماں جان کے پرہیزی کھانوں کے بارے میں پوچھتی لسٹ بنا رہی تھی۔

لسٹ تیار کر لینے کے بعد اس نے وہ نوٹ پیڈ اور پنسل اپنے چھوٹے سے تھیلے نمائیگ میں ڈالے جو عریشہ نے ہاسٹل سے نکلتے ہوئے

تھما کر ہمیشہ ساتھ ساتھ رکھنے کی ہدایت کی تھی۔

"چلیے ٹھیک ہے سب سے پہلے ناشتے میں ان کے لئے جو کادلیہ تیار کریں، میں بھی یہیں کھڑی رہوں گی آپ کے پاس۔" وہ انگلیاں مڑوڑتی خانساماں کو ہدایت دے رہی تھی۔

ارادہ پاس کھڑے رہ کر خود بھی جو کادلیہ

بنانے کی ترکیب سیکھنا تھی۔

مگر وہ یہ بات خانساماں کو بتا کر شرمندہ نہیں ہونا چاہتی تھی۔

اسی لئے ہدایت دے کر خاموشی سے اس کے پہلو میں کھڑی ہو کر اسے دلیہ بنانا دیکھنے

لگی۔

"بیٹا آپ نے یہ کیسے کپڑے پہن رکھے ہیں؟"

ساس پین میں جگ بھر پانی انڈیل کر الیکٹرک

سٹوپر چڑھاتے ادھیڑ عمر خانساماں نے سادگی سے سوال کیا۔

"م مطلب؟" سیٹھ آفندی سے طویل ملاقات کے بعد پر اعتماد سی منسل ایک بار پھر

اعتماد کی کمی کا شکار ہوئی۔

"میرا مطلب اس گھر کے تمام ملازمین ایک طرح کی یونیفارم پہنتے ہیں تو آپ کیوں

شلوار قمیض پہنے کھڑی ہیں؟

بیٹا بڑی بی نے اگر آپ کو بغیر یونیفارم

کے دیکھ لیا تو سخت خفا ہوں گی۔" خانساماں اسے اطلاع دیتا اب جو کے دلیہ کاڈبہ کھول

رہا تھا۔

"میرے پاس تو یونیفارم ہے ہی نہیں تو پہنوں کیسے؟" منسل نے سادگی سے سوال

کیا۔

ہاں تو بیٹا کچن سے نکل کر بائیں جانب دس قدم کے فاصلے پر سٹور روم واقع ہے۔

آپ وہاں چلی جائیں آپ کو وہیں لیڈیز یونیفارم مل جائے گی۔

آفندی ہاوس میں آئے دن نئے ملازمین آتے رہتے ہیں اس لئے بہت سے نئے یونیفارم

سٹور روم میں ہمہ وقت پائے جاتے ہیں۔

آپ بھی جائیں اور وہیں سے تبدیل کر لیں۔

تب تک میں دلیہ تیار کر لیتا ہوں۔ "بوڑھا خانساں اپنی بات مکمل کر کے ایک بار پھر

ساس پین پر جھک گیا اور منسل جو دلیہ بنانے کی ترکیب سیکھنے کی نیت سے وہاں کھڑی

تھی سر جھلا کر مایوسی سے پہلو میں ہاتھ گراتی کچن سے نکل گئی۔

شیشے کے بنے اس چھوٹے مگر خوبصورت سے

کاٹیج کے کمرے میں وہ اپنے جہازی

سائز بیڈ پر اوندھے منہ لیٹے خواب خرگوش

کے مزے لے رہا تھا جب اس کا موبائل بجا اور

اس کی نیند میں مغل ہوا۔

"ہیلو۔۔"

ہیلو۔۔

ارے بھئی کون ہے؟ فون کرنے کے بعد زبان تالو

سے کیوں چپک جاتی ہے تمہاری؟ "وہ نیند میں موبائل کان سے لگائے ہیلو ہیلو کرتا رہا،

جواب ناپا کر آنکھیں نیم وا کیے سکرین کو گھورتے ہوئے ایک بار پھر موبائل کان سے

لگا کر غرایا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دوسری جانب ہنوز خاموشی برقرار تھی۔

ہمیشہ کی طرح اس رانگ نمبر کو ڈپٹتے ہوئے

کال ڈسکنٹ کر کے وہ آنکھیں موند گیا مگر اب نیند کہاں آئی تھی۔

وہ سٹور روم میں کھڑی ہینگر میں لٹکے یونیفارم کو دیکھ رہی تھی۔

مرد و خواتین دونوں کے لئے وائٹ اور بلیو کلر

کے یونیفارم ہینگر میں لٹک رہے تھے۔

جن میں سے وہ ایک یونیفارم اتار کے اچنبھے سے دیکھ رہی تھی۔

"اف میں یہ عجیب و غریب کپڑے کس طرح

پہنوں گی؟

ان بڑے لوگوں کی تو بات ہی نرالی ہے۔

یہاں کام کرنے والے ملازمین سکول کے بچے تھوڑی ناہیں جو یونیفارم پہننا ضروری

ہے۔

یا پھر ان امیر لوگوں کے ملازمین کو کھوجانے کا ڈر ہوتا ہے جو ایک ہی طرح کے کپڑے

بنوادیتے ہیں سب کو۔۔

ویسے جتنا بڑا یہ بنگلہ ہے یہاں تو کوئی بھی کھو سکتا ہے۔ "یونیفارم کو اچنبھے سے دیکھتی

وہ خود ہی اپنے سوالوں کے جوابات دے کر منہ بناتی سٹور روم میں واقع واش روم میں

کپڑے پہننے چل دی۔

پورے چودہ منٹ بعد وہ سٹور روم سے

لڑ کھڑاتی، گرتی پڑتی باہر نکلی اور بمشکل کچن تک پہنچی جہاں سے گزرتے مختلف ملازمین اس کی حالت سے محظوظ ہوتے

ہنسی دباتے آگے بڑھ گئے جبکہ منسل جس کا

اس تنگ لانگ سکرٹ میں چلنا محال تھا بمشکل کچن کے اندر داخل ہوئی اور سلیب سے ٹیک لگا کر لمبی لمبی سانسیں لینے لگی۔

"ارے آپ آگئیں۔۔"

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جو کا دل یہ بھی تیار ہے۔

اب اسے جلدی سے بڑی بی بی کے کمرے میں لے جائیں، یہ نہ ہو وہ پہلے ہی دن دیر سے ناشتہ کروانے پر آپ سے خفا ہو جائیں۔

بڑی بی بی ایک بار خفا ہو جائیں تو انہیں

منانا آسان نہیں ہوتا۔ "خانساماں ٹرے میں سلیقے سے دیے سے بھر ابا اول اور چچ رکھتے ہوئے بتا رہا تھا۔

منسل جس کی سانس ابھی تک ہموار نہیں

ہوئی تھی خانساماں کی بات سنتے ہی تیزی سے ٹیک چھوڑ کر ٹرے پکڑتی اماں جان کے
کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

منسل نے بلیک کلر کی لانگ سکرٹ کے ساتھ روئیل بلیو شرٹ پہن رکھی تھی۔

اس نے زندگی میں پہلی بار اس طرح کا لباس زیب تن کیا تھا شاید اسی لئے اس کا چلنا
دشوار ہو رہا تھا۔

"اف اوہ منسل تم کتنی بڑی بے وقوف ہو۔" چکن سے نکل کر چند قدم چلنے کے بعد
اسے یاد آیا کہ اس نے خانساماں سے اماں جان کے کمرے کے بارے میں تو پوچھا ہی
نہیں!

اور اب اس عجیب سے لباس میں واپس چند قدم چل کے چکن میں جانا بھی اسے کسی
مصیبت سے کم نہیں لگ رہا تھا۔

پھر یہ سوچ کر کہ ارد گرد چلتے کسی ملازم سے پوچھ لے گی وہ آگے کو بڑھنے لگی۔

وہ تیزی سے تنگ لانگ سکرٹ میں خود کو سنبھالتی اور کبھی لڑکھڑاتی چلتی جا رہی تھی

جب سامنے سے آتی کسی سخت چیز سے بری طرح ٹکرا کر زمین بوس ہو گئی۔

اچانک کسی چیز سے ٹکرا کر گرنے کے باعث اس کے ہاتھ میں پکڑی ٹرے بھی چھوٹ

کر زمین پر گری تو بھاپ اڑاتے گرم گرم دلیے کہ

کچھ قطرے اسے کے نازک سے ہاتھ کو بھی جھلسا گئے۔

"ارے جلاڈالا مجھ بوڑھی کو اس کمبخت نے۔" اس سے پہلے وہ اپنی ہاتھ کی جلن

محسوس کر کے کراہتی سامنے وہیل چیئر پر براجمان سیٹھ آفندی کی والدہ نے چلا کر کہا تو

بہت سے ملازم ارد گرد اکٹھے ہو گئے۔

"ارے بڑی بی کیا ہوا آپ کو؟" انہیں میں سے ایک ملازم آگے بڑھا اور گھبرا کر

استفسار کیا۔

"پوچھتے کیا ہو؟"

دکھائی نہیں دے مجھ بوڑھی عورت پر آگ جیسا گرم دلیہ گرا کے جلاڈالا اس کمبخت

نے۔۔۔

ارے میں پوچھتی ہوں کس نے رکھا ہے اسے اس گھر میں؟

نکالو اسے ابھی۔ "سیٹھ آفندی کی والدہ نے چلا چلا کر پورا آفندی ہاوس سر پر اٹھالیا، ہاتھ تو منسل کا بھی بری طرح جلاتھا مگر اپنی تکلیف کو دبا کر آنکھوں میں آئے آنسو پیچھے دھکیلتی وہ برق رفتاری سے اٹھی اور سیٹھ آفندی کی والدہ کے پیروں پر گرا دلیہ اپنے ہاتھوں سے صاف کرنے لگی۔

"م معاف کر دیں اماں جان

میں نے آپ کو دیکھا نہیں تھا، وہ آپ اچانک سامنے آگئیں تو میں خود کو سنبھال ہی نہیں پائی۔" منسل خوفزدہ ہو کر اٹکتی ہوئی اپنی صفائی پیش کرنے لگی۔

"ابھی تو نے مجھے دیکھا نہیں تھا تو میرے پاؤں جلا دیے اور دیکھ لیتی تو مجھے پورا جلا ڈالتی منحوس۔۔" سیٹھ آفندی کی والدہ غصے میں بے ربط الفاظ بولتی غرائیں۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں میں نے جان بوجھ کر نہیں گرایا یہ دلیہ۔" منسل روہانسی ہوئی۔

"ارے پرے ہٹ۔۔۔"

ایک تو مجھے جلا ڈالا اوپر سے زبان لڑاتی ہے۔

چل نکل میرے گھر سے۔۔

نکل دفع ہو جا۔ "سیٹھ آفندی کی والدہ منہل کے صفائی پیش کرنے کے انداز کو گستاخی تصور کرتے ہوئے اسے دوسرے پاؤں سے دھکا

دیتیں ہدیائی انداز میں چلائیں۔

"مگر میرا کوئی قصور۔" قبل اس کے کہ وہ اپنی صفائی میں کچھ اور کہتی ایک ملازمہ سے تھام کر لاؤنج کی جانب بڑھ گئی اور باقی ملازمین اب فرسٹ ایڈ باکس کھولے

سیٹھ آفندی کی والدہ کی مرہم پٹی کر رہے تھے۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں میں نے یہ سب جان بوجھ کر نہیں کیا۔

دراصل میں نے پہلے کبھی ایسا لباس زیب تن نہیں کیا بس اسی لئے میرا توازن برقرار نہیں رہ پایا اور میں سامنے سے وہیل چیئر پر آتی

اماں جان کو نہیں دیکھ پائی۔ "منہل گالوں پر تواتر سے بہتے آنسوؤں کو ہتھیلی کی پشت سے صاف کرتی دوسری ملازمہ کو بتا رہی تھی۔

"میں سمجھ سکتی ہوں۔"

اب تم پلیز رونا بند کرو کچھ نہیں ہوگا۔

تم یہاں بیٹھو میں ذرا اپنے کام دیکھ لوں۔ "وہ ملازمہ اسے لاونج میں چھوڑ کر چلی گئی اور
خوفزدہ سی منسل وہیں زمین پر بیٹھتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

اس رانگ کال کے بعد اس نے سونے کی بہت کوشش کی مگر نیند تھی کہ مہربان ہی نہ
ہوئی۔

وہ مسلسل کروٹ بدلتا تھک چکا تھا۔

کچی نیند سے جاگنے کے باعث جسم میں درد سا محسوس ہونے لگا تھا۔

تنگ آکر بستر سے اٹھتے ہوئے اس رانگ نمبر کو دل ہی دل صلواتیں سناتا وہ کمرے سے
نکل کر زینے اترنے لگا۔

کمرے سے نکل کر زینے اترتا وہ لاونج میں آیا اور ہاتھ میں پکڑا موبائل صوفے پر اچھالتا
چند قدم کے فاصلے پر بنے اوپن کچن کی جانب بڑھ گیا۔

"اس منحوس رانگ نمبر کا تو میں ایسا علاج کروں گا کہ ساری زندگی یاد رکھے گا۔" وہ زیر

لب بڑ بڑاتا ہوا پگن میں آیا اور کافی بنانے لگا۔

دفعتا اس کے موبائل پر رنگ ہوئی اور وہ جو مگن سا کپ میں بھاپ اڑاتی کافی انڈیل رہا تھا چونک کر موبائل کی جانب متوجہ ہوا۔

"تمہارا تو میں وہ حشر کروں گا کہ ساری زندگی یاد رکھو گے۔" وہ کافی کا کپ وہیں چھوڑ کے لاونج میں صوفے پر پڑے موبائل کو تیزی سے پکڑ کے کال اٹینڈ کرتا ہوا سختی سے بولا۔

"مانا کہ ہم اچھے باپ نہیں مگر اتنے بھی برے نہیں کہ ہمارا بیٹا ہمارا حشر کرنے پر ہی تل جائے۔" دوسری جانب کسی نے مسکراتے ہوئے کہا تو بالاج نے موبائل کو کان سے ہٹا کر سکریں پر اپنے ڈیڈ کا نمبر دیکھا اور خجل سا ہو کر واپس کان سے لگا لیا۔

"وہ میں نے نمبر دیکھے بغیر کال اٹینڈ کر لی تھی، میں سمجھا کوئی اور ہے۔"

خیر بولیں خیریت سے کال کی؟ "وہ یکبارگی اپنی ٹون میں واپس آیا اور اکھڑے لہجے میں استفسار کیا۔

لہجے سے بیزاری اور غرور چھلک رہا تھا۔

"کچھ خاص نہیں بس اپنے بیٹے کی یاد آرہی تھی تو میں نے سوچا کہ اپنے آل راوندڑ کی

آواز سن لی جائے۔" دوسری جانب محبت سے بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"سن لی آواز اوکے بائے۔"

"ارے ارے رکو تو کیوں ہر وقت ہوا کے گھوڑے پر سوار رہتے ہو، ایک بات بتانی تھی

تمہیں۔" اس سے پہلے کہ بالاج تنک کر کال ڈسکنیکٹ کرتا سیٹھ آفندی مدعے پر

آئے۔

"تو یہی بات آپ پہلے بھی کر سکتے تھے۔"

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جب جانتے ہیں کہ مجھے فضول کے لاڈ پسند نہیں تو پھر ایسی باتیں کرنے کا

مطلب؟" بالاج تڑخ کے بولا۔

"اچھا بابا غلطی ہو گئی، اب غصہ تھوک دو اور میری بات سنو۔" بالاج کا بگڑا موڈ سیٹھ

آفندی

کو پریشان کر گیا تو نرمی سے گویا ہوئے۔

"مہربانی کر کے ذرا جلدی بتا دیجئے میری کافی ٹھنڈی ہو رہی ہے۔" ایک بار پھر بیزاری

کا اظہار کیا گیا۔

"وہ میں نے یہ بتانے کے لئے کال کی تھی کہ میں نے اماں جان کے لئے ایک بہت ہی سلجھی ہوئی لڑکی کو رکھا ہے، آگے پیچھے اس کے کوئی ہے نہیں اس لئے وہ دن رات اماں جان کے پاس ہی رہے گی۔

اور اس سمجھ دار لڑکی کو دیکھ کر مجھے پہلی بار لگا کہ وہ اماں جان کی طبیعت میں بہتری کا باعث بن سکتی ہے۔

بس تمہیں آگاہ کرنے کے لئے ہی کال کی تھی۔
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
اور اگر تمہاری طبیعت پر ناگوار نہ گزرے تو ایک ریکویسٹ کرنی تھی۔

اگر ہو سکے تو جلدی اماں جان کے پاس چلے جانا کیونکہ تم بھی جانتے ہو کہ اگر وہ کسی سے بہلتی ہیں تو وہ صرف تم ہو۔

باقی لڑکی اپنا کام تو کر رہی رہی ہے پر وہ اپنے پوتے کو اپنے سامنے دیکھ کر وقتی طور پر ہی سہی مگر نارمل ہو جاتی ہیں، یہ تو تم بھی جانتے ہی ہو۔

بس یہی کہنے کے لئے کال کی تھی۔ "سیٹھ آفندی نے نرمی سے ساری بات اس کے

گوش گزار کی۔

"جہاں تک ددوجانی کی بات ہے تو میں بہت جلد ان کے پاس چلا جاؤں گا۔

اور رہی بات کسی نئی ملازمہ کی تو۔۔۔

سیٹھ صاحب دھیان رہے آج کل کی سلجھی

ہوئی نظر آنے والی لڑکیاں خود کو یتیم مسکین ظاہر کر کے ہمدردیاں بٹورنے کے بعد

لوٹ کر بھاگ جایا کرتی ہیں۔

بعد میں پتا چلے محترمہ کا کسی چور گینگ سے تعلق تھا اور اپنی مظلومیت کی داستان سنا کر

آفندی ہاوس لوٹ کر لے گئی۔ "وہ درشتی سے کہتا کال کاٹ گیا اور سیٹھ آفندی بیٹے

کے رویے سے دل برداشتہ ہو کے موبائل کی سکرین کو دیکھتے ہوئے ٹھنڈی آہ بھر کے رہ

گئے۔

وہ جانے کتنی دیر سے لاونج میں زمین پر بیٹھ کر گھٹنوں میں منہ چھپائے روتی رہی، وقت

کا کچھ اندازہ نہ تھا۔

تھا تو صرف خوف اس گھر سے، اس ملازمت سے نکالے جانے کا۔

سیٹھ آفندی سے ملاقات کے بعد جو اس کا اعتماد بحال ہوا تھا وہ چند لمحوں میں ہی ہوا ہو گیا جب سیٹھ آفندی کی والدہ نے اسے گھر سے نکالنے کا حکم صادر کیا۔

سیٹھ آفندی بھی بیرون ملک تھے۔

اگر وہ اس وقت یہاں ہوتے تو اسے اماں جان کے قہر سے بچا لیتے، مگر اب اسے کوئی راہ دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

بے بسی کا یہ عالم تھا کہ چاہ کر بھی وہ اپنا جھکاسر نہیں اٹھا پارہی تھی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اسے خوف تھا کہ جیسے ہی وہ گھٹنوں میں دیا سراٹھائے گی سیٹھ آفندی کی والدہ اس کے سامنے آجائیں گی،

اور گھر سے نکال دیں گی۔

صبح سے رات ہو چلی تھی، صبح سے رات تک ایک ہی انداز میں بیٹھے بیٹھے اس کی کمر تختہ ہو گئی تھی۔

گردن کے پٹھوں میں بری طرح کھچاؤ محسوس ہو رہا تھا۔

وہاں موجود سب لوگ اتنے بے حس تھے کہ کسی نے اب تک اس کی بابت دریافت کرنے کی زحمت کی تھی ناہی اب تک کوئی اسے کھانا دینے آیا تھا۔

وہ یونہی اکڑوں بیٹھ کے رو رہی تھی جب کسی نے نرمی سے اسے پکارا۔

"مناجی کیوں رو رہی ہیں؟

آپ نے صبح سے کچھ نہیں کھایا۔

خالی پیٹ رو رو کے پیٹ کی آنتوں کے ساتھ ساتھ آنکھوں کی پتلیاں بھی سکڑ جائیں گی۔

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چلیں اٹھیں،

اور میرے ساتھ بیٹھ کے چند نوالے لے لیں۔

میں آپ کی پسندیدہ بریانی بنا کے لایا ہوں اپنے ہاتھوں سے۔۔۔" اس کے لہجے میں

منہل کو ہنسانے اور منانے کے لئے مزاح کا عنصر نمایاں تھا۔

"مناجی آپ اچھے سے جانتی ہیں کہ اگر آپ نے اپنا جھکا ہوا چہرہ نہ اٹھایا تو میں تب تک

بولتا رہوں گا جب تک آپ میری جانب دیکھ نہیں لیتیں۔

اور میں تب تک خود بھی بھوکار ہوں گا جب تک آپ بھوکے رہیں گی، جب آپ سب جانتی ہیں تو مان کیوں نہیں جاتیں۔

چلیں ضد چھوڑیں اور میری طرف دیکھیں۔

پلیز ایک بار دیکھ لیں پلیز پلیز ززز۔۔۔ "کوئی

نہایت اپنائیت کے ساتھ اسے بہلا رہا تھا۔

منسل کو اس نرم گوانسان کی آواز جانی پہچانی سی معلوم ہوئی تو جھک جھکتے ہوئے اس کی
پکار پر سر اٹھا کر سامنے دیکھا،

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جہاں وہ اپنی ازلی نرم مسکان لبوں پر سجائے

کبھی اس کی جانب دیکھتا تو کبھی ہاتھ میں پکڑی بریانی کی پلیٹ کی جانب۔۔۔

"بے بلے تو وو۔۔۔" منسل کے منہ سے لفظ ٹوٹ ٹوٹ کر ادا ہوئے۔

سامنے بیٹھے شخص کو دیکھ کر اس کے چہرے پر قوس و قزح کے رنگ بکھرے تھے۔

وہ جو چند لمحے پہلے ایک بار پھر تنہا اور بے سہارا ہو جانے کے خوف میں مبتلا ہو کر اپنی

بے بسی پر آنسو بہا رہی تھی سب کچھ فراموش کرتی تیزی سے اٹھی اور جا کے اس انسان

کے پہلو میں آ بیٹھی۔

آج بھی اس شخص کی آنکھوں میں پاکیزہ جذبات کا سمندر موجزن تھا۔

وہ دیوانہ وار اس کی کانچ سی سبز آنکھوں میں دیکھے گئی

جہاں اس کے لئے بے پناہ محبت پنہاں تھی۔

"تم آگئے بلے۔"

میں جانتی تھی تم کبھی مجھے بھوکے پیٹ رہنے نہیں دو گے۔

جانتے ہو مجھے بھی بہت بھوک لگ رہی ہے۔

صبح سے ایک نوالہ حلق سے نہیں اتر ا اوپر سے ایک بار پھر بے آسرا ہو جانے کے خوف

نے تو میری جان ہی نکال دی تھی۔

مگر اب تم آگئے ہونا۔

اب مجھے کسی بات کا ڈر نہیں۔

اب میں پیٹ بھر کے کھانا کھاؤں گی۔

ویسے تم بھی میری خاطر اب تک بھوکے بیٹھے ہو، یہ لو پہلا نوالہ تم کھا دو سراسر میں
کھاؤں گی۔" وہ سامنے زمین پر ہی دو زانو بیٹھے شخص کے آگے پڑی بریانی کی پلیٹ سے
چچ بھر کے اس کے سامنے کرتے ہوئے بولی تو۔۔۔

دفعتا منظر تبدیل ہو گیا۔

اس کا ہاتھ ہوا میں معلق رہ گیا۔

اب وہاں اس کے علاوہ کوئی ذی روح موجود نہ تھا۔

وہ کبھی سامنے اور کبھی ارد گرد گردن موڑ کے دیکھتی، تو کبھی زمین کو ٹٹولنے لگتی جہاں
کچھ دیر پہلے وہ بریانی کی پلیٹ لئے بیٹھا تھا۔

"بلے بلے۔۔"

کہاں چلے گئے تم!

ابھی تو یہیں تھے۔

تو کیا یہ خیال تھا؟" وہ مسلسل اسے پکارتے ہوئے خود سے سوال کرتی زیر لب

بر بڑائی۔

”نہیں۔۔“

نہیں تم مجھے چھوڑ کر نہیں جاسکتے۔

مجھے معلوم ہے تم مجھ سے محبت کرتے ہو،

اور محبت کرنے والے یوں سر راہ چھوڑ کر نہیں جایا کرتے۔

تم تو بچپن سے میری ہر خطا پر دہ ڈالتے آئے ہو۔

ہمیشہ ہر جگہ مجھے معاف کرتے آئے ہو، پھر

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|...
اس بار کیوں نہیں!

جبکہ میں جی جان سے شرمندہ ہوں۔

سچے دل سے توبہ کرنے پر تو خدا بھی معاف کر دیتا ہے۔

وہ جو تمام جہانوں اور انسانوں کا مالک ہے،

پھر تم نے کیوں معاف نہیں کیا بلے!

تم تو عام انسان ہو، جب خدا مالک و مختار ہو کے معاف کر سکتا ہے تو تم اس کے ادنیٰ سے

بندے ہو کر مجھے معاف کرنے کا حوصلہ کیوں نہیں کر پائے؟

کیوں نہیں دیا تم نے مجھے ایک موقع،

اپنے غلطیوں پر نادام ہونے کا۔۔

اپنے گناہوں کے لئے معافی مانگنے کا۔۔

کیوں۔۔۔ "وہ اپنے گھٹنوں میں چہرہ چھپا کے ہذیبانی انداز میں چلائی۔

جو لوگ محبتوں کے تماشے بناتے ہیں

انہیں محبتیں پھر نصیب نہیں ہوتیں ❤️

آفندی ہاوس پر رات کے سائے گہرے ہوئے تو

بادلوں کی چھایا میں چھپا چاند بھی اپنی چاندنی بکھیرنے سے انکاری ہو گیا۔

ہر رات اس وقت آسمان پر ٹمٹماتے ستارے آج عنقا تھے جیسے چھپ کر اسی کا غم منا

رہے ہوں۔

آسمان پر چھائے بادل بھی منسل کی آنکھوں میں لگی جھڑی دیکھ کر برسے کو بے تاب

تھے اور بالآخر ان کا ضبط ٹوٹ گیا اور آسمان سے مینہ برسنے لگا۔

وہ جو کئی گھنٹے گزرنے کے بعد بھی اسی حالت میں گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی تھی،

موسلا دھار بارش کی گرج چمک نے چونکنے

پر مجبور کیا تو کئی گھنٹوں بعد اس نے گھبرا کر سر اٹھا کر ارد گرد دیکھا۔

جہاں دن کے برعکس سناٹا چھایا تھا۔

دن کے وقت، حتیٰ کہ رات تک بھی وقتاً فوقتاً

ملازمین لاونج سے گزر کر اپنے اپنے کام سرانجام دیتے رہے تھے۔

مگر اب تو پورا لاونج سنسان دکھائی دے رہا تھا جیسے کسی ذی روح کا کبھی اس جگہ سے

گزر ہوا ہی نہ ہو۔

سارا دن مسلسل ارد گرد سے گزرتے ملازمین کے قدموں کی آہٹ نے اسے تنہائی

محسوس ہی نہ ہونے دی تھی اور کچھ اپنے غم نے اس کا دھیان اس طرف جانے بھی نہ

دیا تھا،

مگر اب غالباً سب ملازمین اور گھر کے باسی

سوچکے تھے ایسے میں اتنے بڑے لاونج میں تن تہا بیٹھی وہ نازک دل لڑکی لاونج کے اندر وحشت زدہ ماحول اور باہر گرجتے بادلوں کی آواز سن کر بری طرح خائف ہو گئی۔

وہ خوفزدہ سی اپنے دونوں ہاتھوں کو قینچی کی صورت سینے پر لپیٹے ارد گرد دیکھ رہی تھی جب اسے لاونج کے باہر مردانہ آوازوں کے بلند ہوتے قہقہے سنائی دیے اور ساتھ ہی سکریٹ کی ناخوشگوار بدبو اس کے ناک کے نتھنوں سے ہوتی ہوئی دماغ کو چڑھتی ہوئی محسوس ہوئی۔

خالی لاونج کی وحشت اور گرج چمک کے ساتھ برستی بارش کو وہ شاید برداشت کر ہی لیتی مگر لاونج کے باہر سے آتی مردانہ قہقہے کی آواز نے اسے جی جان سے خوفزدہ کر دیا۔

اور بنا کچھ سوچے سمجھے تیزی سے اٹھ کر اپنی شل ہوتی ٹانگوں کو گھسیٹ کر راہداری کی جانب بڑھ گئی۔

بھاگتے ہوئے اس کے پیروں سے چپل اتر گئی مگر اس لمحے پر واہ کسے تھی۔

سارا دن ایک ہی پوزیشن میں بیٹھے بیٹھے اس کا سارا جسم مثل ہو گیا تھا مگر اس پل اسے ان چیزوں سے زیادہ اپنی عزت کی پرواہ تھی جسے بچانے کے لئے اب تک اسے بے شمار مشکلات اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑا تھا۔

گوکہ وہ اب محفوظ مقام پر تھی اور باہر سے آنے والی آواز مالی اور چوکیدار کی تھی جو کسی بات پر یونہی ہنس دیے تھے، مگر منہل کے لئے لفظ مردخوف کی علامت بن گیا تھا۔ پھر یوں تنہائی میں اس قدر قریب سے آتی

مردوں کی آواز اس کی جان نکالنے کے لئے کافی تھی۔
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
 وہ اپنی مثل ہوتی ٹانگوں کو گھسیٹتی تیزی سے راہداری میں چلتی جا رہی تھی جہاں ایک کے بعد ایک کئی کمرے قطار کی صورت بنے تھے۔

ایسا ہی کمروں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ وہ

آج صبح اوپر والے پورشن میں بھی دیکھ کر آئی تھی جہاں لائبریری میں اس کی ملاقات سیٹھ آفندی سے ہوئی تھی۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ لاونج سے نکل کر کس طرف مڑی اور اب وہ آفندی ہاوس کے

محل نما گھر کے کس حصے میں موجود تھی بس وہ غائبِ دماغی کے ساتھ چلتی جا رہی تھی۔
 صبح سے رات تک اپنی جن محرومیوں اور غلطیوں کا سوگ وہ منار ہی تھی اس پل سب
 فراموش کر کے اسے صرف اپنی عزت کی فکر تھی جسے بچانے کے لئے وہ اپنے آپ کو
 کہیں چھپا لینا چاہتی تھی۔

تیزی سے چلتی بلکہ لگ بھگ بھاگتی ہوئی وہ اسی راہداری میں بنے ایک کمرے کے
 سامنے آئی

اور دروازہ کو نیم وا دیکھ کر کچھ سوچے سمجھے بغیر ہی اس میں گھستی چلی گئی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دفعتا کافی پیتے ہوئے اسے عجب بے چینی کا احساس ہوا تو کافی کا کپ لاؤنج میں پڑے میز
 پر رکھتا وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

جانے کیوں اس کے جسم پر لرزش طاری ہونے لگی اور ساتھ ہی سارا جسم شل ہو گیا۔

من من بھاری ہوتے قدم اسے واپس صوفے پر بیٹھنے پر مجبور کر گئے۔

اب تو وہ اپنی اس حالت سے پریشان دکھائی دینے لگا تھا کیونکہ اکثر ہی اسے اچانک سے

جسم کے کسی بھی حصے میں اٹھنے والی ٹیسیں بے چین کر دیا کرتی تھیں۔

وہ صوفے پر ٹانگیں اوپر کر کے سینے سے لگاتار دونوں ہاتھوں سے کانٹے کی صورت اپنی
ٹانگوں اور اپنے بازوؤں کو بھینچ کر بیٹھ گیا۔

بے چینی بڑھنے لگی تو دونوں بازوؤں میں گاڑھی انگلیوں کو دھیرے دھیرے اپنے جسم

پہ

یوں بے چینی سے پھیرنے لگا جیسے درد اور بے چینی کو رفع کرنے کی سعی کر رہا ہو۔

"یہ اچانک مجھے کیا ہو جاتا ہے؟"

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیوں میرا جسم شدید اذیت کی لپیٹ میں آ جاتا ہے؟ "وہ زیر لب بڑبڑاتا وہیں

صوفے پر گٹھڑی کی صورت لیٹ گیا اور کچھ دیر بعد

اسی حالت میں نیند نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا۔

ویسے یہ نیند بھی بڑی مہربان ہوتی ہے، کانٹوں پر بھی آ جاتی ہے۔

اگر نیند انسان پر مہربان نہ ہوتی تو دکھ، درد، تکالیف، اذیت اور بے بسی میں گھرے

انسان

تو شاید یوں ہی ایڑیاں رگڑتے رہ جاتے۔

چند گھنٹے کے لئے ہی صحیح مگر نیند انسان کو ہر طرح کی اذیت سے آزاد کر دیتی ہے۔

بے شک نیند بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے۔

وہ ادھ کھلے دروازے کو دیکھ کے سوچے سمجھے بغیر اس کمرے میں گھستی چلی گئی۔

کمرے کی بتیاں بند تھیں اور وہاں اس کے علاوہ اور کوئی موجود نہ تھا یہ سوچ ہی اس

کا حوصلہ بندھانے کے لئے کافی تھی۔

پھر بھی وہ چٹخنی چڑھا کر اندھیرے میں بمشکل آنکھیں کھول کھول کر محتاط نظروں سے

ارد گرد کا جائزہ لیتی کمرے کے وسط میں

پڑے جہازی سائز کے بیڈ کی پائنٹی کے ساتھ گٹھڑی سی بن کر بیٹھ گئی۔

جسم ابھی تک ہولے ہولے کانپ رہا تھا۔

چند ثانیے وہ اسی پوزیشن میں بیٹھی رہی

پھر جیسے جیسے اس کے خوف میں کمی واقع ہوتی گئی وہ مطمئن ہوتی آنکھیں موند گئی اور
نیند اس پر مہربان ہو گئی۔

بلاشبہ نیند اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے جو وقتی طور پر انسان کو ہر
طرح کے خوف سے آزاد کر دیتی ہے۔

وہ بائیں کان کے ساتھ فون لگائے دائیں ہاتھ سے منہ میں سگریٹ دباتا اب اسے سلگا رہا
تھا۔
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
دفعہ کال اٹینڈ کی گئی تو جیسے وہ پھٹ ہی پڑا۔

"ایک کام۔۔"

صرف ایک کام دیا تھا تمہیں اور تم ابھی تک وہ بھی نہیں کر سکے۔

پہلے مجھے لگا تھا کہ تم کام کے بندے ہو مگر

اب مجھے لگ رہا ہے کہ تم سے بہتر تو میں خود اس کام کو انجام دے دیتا۔ "وہ سگریٹ کا

کش لیتا منہ سے دھوئیں کا مرغولہ خارج کرتا تک کر بولا۔

"کیا مطلب وہ کاٹج سے باہر نہیں آرہا۔۔

یہ میرا کام نہیں ہے سمجھے۔۔

اسے باہر لانا اور میرا کام مکمل کرنا تمہاری ڈیوٹی ہے۔

میں تمہیں ایڈوانس دے چکا ہوں اب غلطی کی گنجائش نہیں بچتی۔

یاد رکھنا صرف دو دن ہیں تمہارے پاس۔۔

اگر اگلے دو دن میں میرا کام نہ ہو تو یاد رکھنا ایڈوانس تو میں واپس لوں گا ہی ساتھ ہی ساتھ تمہارے چہرے کا ڈیزائن بھی بدل کے رکھ دوں گا۔ "وہ سخت لہجے میں تنبیہ کرتا

کال کاٹ گیا اور اب ہونٹوں میں دبایا سگریٹ

زمین بوس کرتا تنفر سے پیروں تلے یوں مسل رہا تھا گویا اپنے دشمن کو مسل رہا ہو۔

پچھلے ڈیڑھ گھنٹے سے وہ کمرے سے ملحقہ لائبریری میں بیٹھا نمرہ احمد کے ناول حالم

کے دوسرے پارٹ کا مطالعہ کر رہا تھا۔

پچھلے پارٹ کی طرح یہ پارٹ بھی رائٹرنے نہایت شاندار انداز میں لکھا تھا۔

اس کے لبوں پر سچی مبہم سی مسکراہٹ سے واضح تھا کہ چور اور جاسوس والے پہلے باب میں جہان اور تالیہ کی نوک جھونک اسے خاصہ محفوظ کر رہی ہے۔

دفعتا سے اپنی لائبریری سے جڑے بیڈروم میں آہٹ کا احساس ہوا تو وہ ناول کو آہستگی سے بند کرتا دے قدموں اپنے کمرے کی جانب بڑھا۔

چونکہ لائبریری کمرے کے جنوب میں واقع تھی اس لئے باہر سے آنے والے شخص کو نہ تو لائبریری کا پتا چلتا تھا نہ ہی اس میں کسی کی موجودگی کا علم ہو پاتا تھا۔

اس نے اسی لئے اپنی ذاتی کتب اور خاص طور پر ناولز کے لئے یہ چھوٹی سی لائبریری اپنے کمرے کے جنوب میں بنوائی تھی تاکہ باہر سے آنے والے کو علم ہی نہ ہو سکے کہ وہ کمرے میں موجود ہے یا نہیں۔۔

کہتے ہیں جب ہم کوئی ڈرامہ یا فلم دیکھتے ہیں یا پھر کوئی بات، کہانی یا ناول پڑھتے ہیں

تو بہت دیر تک ہمارے ذہن پر اس کا اثر رہتا ہے

اور اکثر ہماری اپنی حقیقی زندگی پر بھی اس کے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔
چور اور جاسوس والا باب پڑھتے ہوئے شاید اس کے دماغ میں وہی سب بیٹھا تھا۔
شاید اسی لئے گھر کے باہر دو، دو گارڈز کھڑے ہونے کے باوجود بھی اسے لگا اس کے
گھر میں چور گھس آیا ہے جبھی احتیاط اپنا وہی موٹی جلد والا ناول ہاتھ میں لئے وہ
پھونک پھونک کر قدم اٹھاتا کمرے میں داخل ہوا جہاں واقعی چور موجود تھا اور اس کے
بیڈ کے قریب جھک کر کاروائی کر رہا تھا۔

وہ بے قدموں احتیاط سے چلتا چور کے عقب میں آکر کھڑا ہو گیا اور اندھیرے میں
بغور

اس کی کاروائی دیکھنے لگا۔

بظاہر چور ایک ہی حالت میں جھکا بیٹھا تھا۔

"کہیں چوری کرتے ہوئے اس کی روح پرواز تو نہیں کر گئی؟

ایسے تو بے چارے جہنم میں جائے گا۔

اگر یہ میرے کمرے سے چوری کر بھی رہا تھا تو میں نے اسے معاف کیا۔ "وہ چور کو

ایک ہی پوزیشن میں بیٹھا دیکھ کر قیاس آرائی کرتا

صدق دل سے دعاء گو تھا۔

"ویسے اگر وفات پا گیا ہے تو ٹھیک ہے

پر اگر یہ زندہ ہو اور پلٹ کر مجھ پر وار کر دیا تو میں تو گیانہ کام سے!

اس سے پہلے کے وہ مجھ پر وار کرے میں ہی اس کے کان کے نیچے دو لگا دیتا ہوں۔

پھر اگر زندہ ہوا تو پکڑا جائے گا اور مردہ ہوا

تو اللہ مالک۔۔۔ "وہ سوچتا ہوا ناول کو اوپر اپنے سر اور کندھے کے درمیان لایا اور پوری

طاقت سے سامنے جھکے چور کی کمر پر رسید کر دیا۔

اس کی اس کاروائی کے جواب میں ایک نسوانی چیخ بلند ہوئی جو اسے لمحے بھر کو ششدر

کر گئی۔

چونکہ یہ محل نما گھراتنا بڑا تھا کہ دور دور تک کسی کو جلدی کسی کے کمرے میں ہونے

والی کاروائی کا علم نہیں ہو سکتا تھا اور ویسے بھی یہ رات کا وقت تھا اور اس وقت گھر کے

مالکان سمیت ملازمین اپنے اپنے کمروں اور سرورنٹ کوارٹرز میں خواب خرگوش کے

مزے لے رہے تھے۔

اس وقت کوئی اس کے کمرے میں آکر نسوانی چیخ کے بارے میں دریافت کرنے سے تو رہا تھا اور نہ ہی اسے کسی کے چیخنے چلانے سے رتی برابر بھی فرق پڑتا تھا۔

مگر ایک چیز جو اسے تھیر میں مبتلا کرنے کے لئے کافی تھی وہ تھا کسی لڑکی کا اس وقت اس کے کمرے میں آنا۔

گھر میں کوئی لڑکی تو تھی نہیں۔

اور رہی بات ملازمین کی تو کسی خاتون ملازم

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کی اتنی ہمت تھی نہیں اس کی اجازت کے بغیر اس کے کمرے میں قدم بھی رکھ سکے۔

پھر سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ اس لمحے کو کسی لڑکی اس کے کمرے میں گھس آئی تھی اور

کس ارادے سے!

شاید اسی لئے اسے شبہ ہوا کہ وہ کوئی چور ہے۔

وہ ایک لمحے کی تاخیر کئے بنا سوئچ بورڈ کی جانب لپکا اور اگلے ہی لمحے بٹن کے آن

ہوتے ہی سارا کمرہ مصنوعی دودھیا روشنیوں سے نہا گیا۔

"یہاں بہت اندھیرا ہے اماں، بلے۔۔۔"

مجھے ڈر لگ رہا ہے، مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے کہ یہ اندھیرا مجھے نکل لے گا۔

خدا را میرے پاس آجائیں۔

خدا را۔۔۔

وہ ایک ویران واندھیر میدان میں تنہا بیٹھی
 مسلسل روتے ہوئے اپنی اماں اور بلے کو پکار رہی تھی جب عقب سے اسے قدموں کی
 چاپ محسوس ہوئی۔

قبل اس کے وہ گردن موڑ کے عقب میں دیکھتی پیچھے کھڑے شخص نے کسی بھاری چیز
 سے اس پر حملہ کر دیا۔

وہ اس اچانک ہونے والے حملے سے بوکھلا کر رہ گئی۔

اور کمر پر لگی چوٹ الگ سے کراہنے پر مجبور کر گئی۔

حملہ آورنے کوئی بھاری چیز اتنی زور سے ماری تھی کہ وہ کمر پکڑے سجدے میں جھکتی چلی گئی۔

وہ نسوانی چیخ اسے تعجب میں مبتلا کر گئی۔

شاید ناول اسے بہت زور سے لگا تھا۔

وہ سجدے کی حالت میں گری گرا رہی تھی۔

اس کی دھیمی دھیمی کراہنے کی آواز سارے میں گونج رہی تھی۔

وہ برک رفتاری سے لائٹ آن کرتا اس کے قریب آ کر چونکنا سا کھڑا تھا۔

اسے یقین تھا کہ اس حملے کے بعد جوابی حملہ ضرور ہوگا مگر ایسا کچھ نہ ہوا تو وہ مختیر ہوتا

گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔

ناول ابھی بھی اس کے ہاتھ میں موجود تھا۔

"مجھے معلوم ہے تم چور ہو اور اب بھی جھک

کر اپنا کوئی خنجر و نجر جراب سے نکال رہی ہونہ؟

مگر یاد رکھنا مجھ سے چالا کی مہنگی پڑے گی لڑکی۔۔

بلکہ ڈاکورانی۔۔ "وہ اپنی دھن میں بولتا رہا مگر سامنے سے کوئی جواب نہیں آیا۔

"سنو۔۔

تم ٹھیک تو ہو۔" کچھ دیر یونہی اس کی حالت کا جائزہ لینے کے بعد اسے احساس ہوا کہ وہ

لڑکی رورہی ہے۔

وہ جو اسے چور سمجھ کے مس بیہو کر رہا تھا اس کی ہچکیاں سن کے نرم پڑ گیا۔

"بولو تم ٹھیک ہو؟

یار بولو بھی۔۔

کہیں گونگی وونگی تو نہیں ہو؟

دیکھو اب اگر تم نہ بولی تو میں تمہیں پولیس کے حوالے کر دوں گا۔" اس نے جھنجھلا کر

دھمکی دی دوسری جانب ہنوز خاموشی برقرار تھی۔

ہاں البتہ وقفے وقفے سے ہلکی ہلکی ہچکیوں کی آواز سارے میں گونج رہی تھی۔

"ہیلومیڈم میں تمہارے ڈرامے سے تنگ آ گیا

ہوں، اٹھو اور اپنا تعارف کرواؤ۔" اس بار درشتی سے کہہ کر اسے کندھے سے پکڑ کے

جھٹکا دے کر سیدھا کیا تو اس کی آنکھوں میں لگی جھڑی اور چہرے پر چھایا خوف دیکھ کر

گھبرا گیا۔

"م میں ایسی لڑکی ن نہیں ہوں۔



م مجھ سے دور رہو۔

خ خدا کے لئے مجھے بخش دو۔

مجھے ہاتھ مت لگانا۔

م مجھے ہاتھ مت لگانا۔ "جو نہیں اس نے اسے جھٹکے سے سیدھا کیا وہ نحیف سی لڑکی بے

ترتیب جملے بولتی تو کبھی ہاتھ جوڑ کر پیچھے سرکتی ہذیبانی انداز میں چلائی۔

اوکے۔۔

اوکے۔۔

ریلیکس۔۔

میں نہیں لگاتا تمہیں ہاتھ لڑکی میں تو تمہیں

اتنی دیر سے ایک ہی حالت میں جھکا دیکھ کر

پریشان ہو گیا تھا بس اس لئے سیدھا کرنے کے لئے ٹچ کیا۔

تم یہ عجیب باتیں کیوں کر رہی ہو اور ہو کون تم اور ادھر میرے کمرے میں کیا کر رہی

ہو بھئی؟" وہ اس اجنبی لڑکی کی حالت دیکھ کر

پریشان ہوا اٹھا تو اچنبھے سے استفسار کیا۔

"م میں ایسی لڑکی ن نہیں ہوں۔

م مجھ سے دور رہو۔۔

خ خدا کے لئے مجھے بخش دو۔

مجھے ہاتھ مت لگانا۔۔

م مجھے ہاتھ مت لگانا۔۔ "وہ اس کے بارے میں جاننا چاہ رہا تھا مگر وہ دیوانہ وار ایک ہی

بات دہرائے چلی جا رہی تھی۔

تعب سے اس کی حالت دیکھتا وہ اس سے چند قدم پیچھے ہٹا اور قدرے نرمی سے گویا
ہوا۔

"ٹھیک ہے میں یہاں سے چلا جاتا ہوں۔

تم پلیزیہ پانی پی لو، اور رونا بند کرو۔" وہ اس عجیب و غریب لڑکی کو ترحم سے دیکھتا
کمرے سے نکل گیا۔

اس کی وہ ساری رات اپنے کمرے کے باہر ٹہلتے اور سوچتے ہوئے گزری۔

وہ بے چینی سے دن چڑھنے کا منتظر تھا۔

تاکہ اس لڑکی کے بارے میں جان سکے جس نے اچانک آدھی رات کو اس کے کمرے
میں آکر

اپنے عجیب رویے سے اسے پریشان کر دیا تھا۔

"گڈ مارنگ دو جانی۔" وہ دستک دیتا اندر داخل ہوا اور جوش سے کہتا ان کے پہلو میں

ناشتے کی ٹرے لئے بیٹھ گیا۔

"آگیا میرا ٹام کروڑ؟" بڑی بی کل رات کی نسبت اس وقت بہتر تھیں جبھی پوتے کو دیکھ کر کھلکھلا اٹھیں۔

"ٹام کروڑ یا فواد خان؟" وہ لبوں پر شرارت بھری مسکان لئے گویا ہوا۔

"فواد خان تو گھر میں قدم ہی قسمت سے رکھتا ہے۔

تم تو میرے ٹام کروڑ ہو بھئی۔

دعاء کرو میرا فواد خان بھی جلد ہی آجائے گھر، پھر ہم گھر پہ پارٹی رکھیں گے اپنے دونوں پوتوں کے ایک ساتھ گھر پہ رہنے کی خوشی میں۔" وہ مسکراتے ہوئے اپنا گلا لائحہ عمل بیان کر رہی تھیں اور وہ لب بھنچے ان کی

معصوم خواہش سن رہا تھا جو آسانی سے پوری ہوتی دکھائی نہیں دے رہی تھی، پھر بھی ان کا دل رکھنے کے لئے بولا۔

"دعاء ہے کہ وہ جلدی آئے مگر

دو جانی آپ کا ٹام کروڑ تو نکتہ ہے۔

جب دل کیا آوارہ گردی کی اور جب دل کیا

گھر واپس چلا آیا۔

مگر آپ کا فواد خان تو سٹار ہے۔

اپنی کرکٹ اور احباب سے ملتے ملتے وہ ہمیشہ ہی ہمیں فراموش کر جاتا ہے۔

اب ایسے میں پارٹی رکھنے کا کیا فائدہ جب وہ ہی موجود نہ ہو جس کے لئے پارٹی رکھی جا رہی ہے۔ "وہ نرمی سے کچھ اس طرح سمجھانے لگا کہ دو اس کی بات بھی سمجھ جائیں اور ان کا دل بھی نہ دکھے۔

"میں جانتی ہوں کہ اس کے پاس گھر اور گھر والوں کو دینے کے لئے وقت کم ہی ہوتا ہے پر اس بار مجھے یقین ہے وہ میرے بلانے پر ضرور چلا آئے گا۔

اور اگر ایسا نہ ہو تو میں اس سے ناراض ہو جاؤں گی، اور خود کو مزید بیمار کر لوں گی

پھر دیکھنا کیسے بھاگا چلا آتا ہے وہ اپنی دو

کے پاس۔۔ "وہ آنکھوں میں آئی نمی صاف کرتی یا اس سے بولیں۔

"ارے۔۔

بیمار ہوں آپ کے دشمن۔۔

خبردار جو آپ نے دوبارہ ایسی کوئی بات کی تو۔۔

چھوڑیں سب کچھ۔۔

اس کو تو ہم کسی نہ کسی طرح بلا ہی لیں گے فی الحال آپ یہ ناشتہ کریں جو ٹھنڈا ہو رہا ہے۔ "اپنی ضعیف دادی کی جھریوں زدہ آنکھوں میں آئی نمی دیکھ کر اس کا دل کٹ کے رہ گیا۔

وہ ان کی توجہ ناشتے کی جانب مبذول کر کے ان کے منہ میں بریڈ کے نوالے توڑ کے ڈالنے لگا۔
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
"آہہہ۔۔۔" پاؤں سیدھے کرتیں بڑی بی بی کے منہ سے سسکاری نکلی۔

"کیا ہوا دو جانی آپ ٹھیک تو ہیں نا؟" وہ اب بے چینی سے استفسار کر رہا تھا۔

ہاں بس بیٹا ایک ناہنجار لڑکی نے کل گرم گرم دلیہ میرے پیروں پر گرا کر پیر جلا

ڈالے۔ "بڑی بی بی نے بتایا۔۔۔"

"اففف۔۔۔"

کس نے کی یہ حرکت!

مجھے بتائیں ابھی خبر لیتا ہوں اس کی۔۔۔" وہ غصے میں کہتا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔
 "ارے نہیں بیٹا واپس بیٹھو۔۔۔"

میں نے پہلے ہی نکال دیا ہے اسے نوکری سے۔۔۔"

بڑی بی بی کے کہنے پہ وہ واپس بیٹھ گیا مگر غصہ ہنوز قائم تھا۔۔۔

بڑے ڈیڈ بھی کمال کرتے ہیں جانے کیسے کیسے عجیب لوگوں کو نوکری پہ رکھ لیتے
 ہیں۔۔۔

خیر فکر نہ کریں اب سے میں خود آپ کا خیال

رکھوں گا، مجھے نہیں ہے کسی بھی ملازمہ پہ اعتبار بس۔۔۔"

"اچھا میرے بچے اپنا خون نہ جلاؤ میں اب ٹھیک ہوں، اور تم ہی نہ کر لینا میری

کتیر۔۔۔"

اب بیٹھو مجھے ایک ضروری بات کرنی ہے تم سے۔۔۔"

بڑی بی بی کے سمجھانے پہ وہ واپس بیٹھ کے استفسار کرنے لگا۔۔۔

"جی حکم کیجئے۔۔۔" وہ ان کے دونوں ہاتھ اپنی آنکھوں سے لگاتا ہوا محبت بھرے انداز میں گویا ہوا۔

ٹھیک ہے پھر تم بتاؤ تم میری بات کب مان رہے ہو؟

اس کا تو ماننا ضدی ہے، کھڑوس ہے، اپنی دنیا میں مگن رہتا ہے مگر تم تو ایسے نہیں ہو پھر ہر بار میری بات ان سنی کیوں کر جاتے ہو؟" وہ مصنوعی خفگی سے گویا ہوئیں۔

"دو کونسی بات!

ارے بھی میں تو آپ کی ہر بات حکم تصور کر کے فوراً تعمیل کرتا ہوں۔

پھر آپ کونسی بات کا ذکر رہی ہیں؟" وہ جانتے بوجھتے مسکراہٹ دباتا انجان بنا۔

"اچھا جی جناب میری ہر بات حکم تصور کر کے تعمیل کرتے ہیں تو اب تک شادی کرنے

والا حکم کیوں نہیں مانا؟" بڑی بی نے پہلو میں بیٹھے پوتے کا کان کھینچ کر کہا۔

"آآآ آووچ دو جانی کان چھوڑ دیں یار ورنہ آپ کا ٹام کروڑ ایک کان سے محروم

ہو جائے گا۔

اور خود سوچیں ایک کان والا ٹام کروڑ کتنا عجیب لگے گا۔

اور ایک کان والے سے کوئی لڑکی شادی کرنے پر بھی راضی نہیں ہوگی۔

دو جانی پلیر رحم۔ "وہ ملتجیانہ انداز میں بولا تو بڑی بی بی نے مسکرا کر اپنے وجیہہ پوتے کو دیکھا جو بچوں کی طرح کان چھڑانے کی سعی کر رہا تھا۔

"ایک شرط پر چھوڑوں گی۔"

"مجھے آپ کی ہر شرط منظور ہے بس کان چھوڑ دیں یا ررر۔" وہ آخری لفظ پر زور دے کو بولا۔

"ٹھیک ہے پھر میں تمہیں ایک مہینے کا وقت دے رہی ہوں۔"

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس ایک مہینے کے دوران لڑکی پسند کر لو ورنہ میں اگلے مہینے کے پہلے ہی دن اپنی مرضی سے تمہارا رشتہ کہیں طے کر دوں گی۔" وہ اس کا کان چھوڑتے ہوئے بولیں تو وہ کراہ کر تعجب سے انہیں دیکھنے لگا۔

"دو جانی ایک مہینہ زیادہ نہیں؟" وہ اب اپنا کان مسلتا طنزیہ انداز میں گویا ہوا۔

"ہاں تو تم ایک ہفتے میں پسند کر لو۔"

پورا مہینہ انتظار کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟" وہ اپنی مسکراہٹ دبا کے اسی کے انداز

میں بولیں۔

"مل ہی نہ جائے ایک ہفتے میں مجھے میری پسند کی لڑکی۔" وہ جل کر بولا۔

"ڈھونڈنے نکلو تو خدا بھی مل جاتا ہے تم نے تو بس ایک لڑکی ہی ڈھونڈنی ہے۔" بڑی بی مسلسل اسے تنگ کر رہی تھیں۔

"دو جانی کچھ تو رحم کریں۔"

ایک مہینہ بہت کم ہے

ویسے بھی میں نے لڑکی ڈھونڈنی ہے کوئی بکری نہیں جو ایک ہفتے میں بکر امنڈی سے ڈھونڈ لاؤں گا۔" وہ اپنا کان رگڑتا معصومیت سے آنکھیں پٹ پٹا کے بولا۔

"چلو جاو کیا یاد کرو گے۔"

دو مہینے دیے۔

مومن اس بار میں مذاق نہیں کر رہی۔

ان دو مہینوں میں اگر میری بہونہ ڈھونڈ سکے تو یاد رکھنا میں حقیقتاً تم سے ناراض ہو جاؤں گی۔" اس بار ان کے لہجے کی سنجیدگی بھانپ کر وہ بھی ٹھٹھک گیا۔

"اچھا جی بہو بھی ڈھونڈ لیں گے ابھی پورے دو مہینے ہیں میرے پاس۔۔
 آپ پہلے ناشتہ ختم کریں پھر کرتے ہیں باقی باتیں۔" وہ ان کے لہجے کی سختی دیکھ کے
 سرعت سے موضوع بدل گیا۔

وہ اس وقت دبئی کے ایک جم میں رنگ مشین پہ فاسٹ سپیڈ پر دوڑ رہا تھا۔
 اس کا پورا جسم پسینے سے شرابور تھا۔
 وہ اس وقت گھٹنوں سے تھوڑا نیچے تک آتے شارٹس کے ساتھ سیلو لیس شرٹ پہنے
 ہوئے تھا جس میں اس کے کسرتی بازو دکھائی دیتے تھے۔

چھ فٹ سے نکلتے ہوئے قدر گہری سبز آنکھوں میں موجود سرد مہری اس کی اضطرابی
 کیفیت کا پتہ دیتی تھی۔

کھڑی مغرور ناک اس کے وجیہہ پن میں اضافہ کر رہی تھی جبکہ کشادہ پیشانی پر
 بکھرے گھنے سیاہ بالوں کے نیچے چھپی شکنوں سے اس کی بے چینی واضح تھی۔

گھنٹہ بھر دوڑنے کے بعد اب وہ رنگ مشین

سے اتر کے ساتھ ہی رکھے ٹاول سے اپنا چہرہ پونچھ رہا تھا جو لپٹنے سے تر تھا۔

اپنا چہرہ اور گردن صاف کرنے کے بعد ٹاول ایک طرف ڈالتا پانی کی بوتل منہ سے لگاتا
واپسی کے لئے قدم بڑھا رہا تھا جب داخلی دروازے سے اندر آتا ایک نازک وجود بری

طرح

اس کے فولادی سینے سے ٹکرایا۔

"ارے محترمہ آنکھیں بند کر کے چلی آرہی ہیں جو سامنے سے آتا انسان دکھائی نہیں دیا

آپ کو؟" اس نے پہلے بوکھلا کر اسے گرنے سے بچانے کے لئے دونوں بازوؤں میں

مضبوطی سے تھاما پھر اگلے ہی لمحے اس لڑکی کا لباس دیکھتا برہمی سے استفسار کرنے لگا۔

اس لڑکی نے ریڈ سیلیولیس شرٹ پہنی تھی جو بمشکل اس کے جسم کو کور کیے ہوئے تھی

اور ساتھ بلیک ٹائٹس پہن رکھی تھی جس میں اس کی رانیں واضح اور بے ہودہ منظر

پیش کر رہی تھیں جبکہ کندھوں سے نیچے آتے ہائی لائٹ کیے سلکی بال کھلے تھے جنہیں

وہ بار بار نزاکت سے جھٹکتی تھی۔

"تو بہ ہے ایک تو میں گرمی، بجائے میری خیریت دریافت کرنے کے آپ الٹا مجھے ہی

کھری کھوٹی سنانے لگے۔ "وہ روہانسی ہوتی اس کی پناہوں سے نکلی۔

"لگتا ہے یادداشت کمزور ہے آپ کی، ابھی دو منٹ پہلے جس نے آپ کو منہ کے بل

گرنے سے بچا یا وہ میں ہی تھا مس۔" بالاج کی تیوری چڑھی۔

"ہاں تو آپ بچا کر احسان بھی تو جتا رہے ہیں۔

ویسے آپ وہی فینس کر کٹر بالاج آفندی ہیں نہ؟

میں نے پہلی نظر میں نہیں پہنچانا، اوہ مائی گاڈ میں تو آپ کی کریزی فین ہوں۔" دفعتاً وہ

بغور اس کا چہرہ دیکھتی خوشی سے اچھلی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بہت جلدی یاد آگیا آپ کو۔" وہ طنزیہ انداز میں گویا ہوا۔

"اچھا چلیں جانے بھی دیں، میں معذرت کر لیتی ہوں۔" وہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں

باہم ملا کر شرمندگی سے بولی۔

"نہیں اس کی کوئی ضرورت نہیں، راستہ چھوڑ دیں مجھے جانا ہے۔" وہ سرعت سے کہتا

سائیڈ سے نکلنے لگا تو وہ لڑکی ایک فین گرل

کی طرح تیزی سے اس کے سامنے آئی۔

"ایک منٹ ایک منٹ سیلفی پلیز۔" وہ ملتجیانہ انداز میں بولی تو وہ کندھے اچکاتا اس کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور لڑکی نے سرعت سے اپنے کلچ سے موبائل نکالا اور دائیں ہاتھ سے اس کے

کسرتی بازو کو تھام کر بائیں ہاتھ سے تین چار

سیلفیاں لے ڈالیں جبکہ وہ اس کی اس حرکت پر بس اسے گھور کر رہ گیا، اس کے چہرے سے عیاں تھا کہ اس لڑکی کا یوں بازو تھامنا اسے سخت ناگوار گزارا ہے مگر وہ خاموش رہا۔

"تھینکیو سوچ بالاج آفندی۔" وہ تشکر آمیز لہجے میں کہتی اس کے سامنے آئی اور موبائل واپس اپنے کلچ میں رکھا۔

"ویلکم۔" کہتا وہ سائیڈ سے نکلنے لگا جب ایک بار پھر لڑکی کے پکارنے پر اس کے قدم زنجیر ہوئے۔

"ارے بات تو سنیں بالاج۔"

"جی فرمائیں اب کیا رہ گیا ہے۔" وہ جیسے اکتا

گیا تھا۔

"آپ نے میرا نام تو پوچھا ہی نہیں۔" وہ معصومیت سے آنکھیں پٹ پٹا کر بولی تو بالاج نے کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے۔

"جی تو محترمہ پلیز بتائیں کیا نام ہے آپ کا تاکہ میری جان چھوٹ سکے۔" وہ تندہی سے بولا۔

"روپ۔"

روپ نام ہے میرا۔" وہ اس کے چہرے کے بگڑتے زاویے کو اگنور کرتی اک ادا سے بولی۔

"اوکے۔"

اچھا نام ہے، اب میں جاؤں؟" وہ اسی ٹون میں بولا۔

ایسے نہیں کہتے، بولیں میں جا کر آؤں۔۔" وہ مبہم سا مسکرا کر بولی تو وہ جواب دیے بغیر سر جھٹک کر خارجی دروازے کی جانب بڑھ گیا اور روپ کی نظروں نے دور تک اس کا تعاقب کیا۔

دور سے مزید دو آنکھوں نے یہ منظر دلچسپی سے دیکھا۔

"کیا گھر میں کوئی نیا فرد بھی آیا ہے؟" وہ اب کچن میں خانساماں کے پاس کھڑا ناشتہ بنتے

دیکھ کر پوچھ رہا تھا۔

"ہمم نیا فرد۔"

صاحب کوئی خاص نہیں بس ایک نئی لڑکی رکھی ہے بڑے صاحب نے بڑی بی بی کی دیکھ

بھال کے لئے۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کل ہی آئی ہے وہ، اس کے علاوہ تو کوئی نیا فرد نہیں آیا گھر میں۔ "خانساماں آخری انڈہ

فرائی کر کے پلیٹ میں نکال کر ٹرے میں رکھتا ہوا بولا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔"

لائیں ناشتہ۔۔ "کہتا وہ سر کو ہلکا سا خم دے کر ناشتے کی ٹرے لئے اپنے اسی کمرے کی

جانب بڑھ گیا جہاں گزشتہ رات اس عجیب ڈری سہمی لڑکی سے ملاقات ہوئی تھی۔

کیونکہ اسے شک گزرا تھا کہ وہی ڈری سہمی

لڑکی اس کی ددو کے پاؤں جلانے کی غلطی کر بیٹھی ہے۔

دروازے پر ہلکی سی دستک دیتا جب وہ ناشتہ لئے کمرے میں داخل ہوا تو خالی کمرادیکھ کر
ٹھٹھک گیا، پھر اگلے ہی لمحے واش روم سے پانی کے گرنے کی آواز سن کر قدرے
مطمئن ہو تا بیڈ کے ایک کونے میں ناشتہ کی ٹرے رکھ کر ساتھ ہی ٹک گیا۔

چند منٹ کے انتظار کے بعد ہی وہ دھلے دھلائے

چہرے کے ساتھ باہر نکلی تو سامنے ہی بیڈ پر اسے بھاپ اڑاتے ناشتہ کے ساتھ بیٹھا
دیکھا کر ٹھٹھک گئی۔

اس کے چہرے پر گزشتہ رات والے خوف کا شائبہ تک نہ تھا مگر اسے دوبارہ دیکھتے ہی
وہ پھر سے بری طرح گھبرا گئی۔

اسے دیکھتے ہی شاید اس کا ارادہ تیزی سے کمرے سے نکل جانے کا تھا، اور اس نے
قدموں کا رخ تیزی سے خارجی دروازے کی جانب موڑ ہی لیا تھا جب مومن کی پکار پر
اس کے قدم زنجیر ہوئے۔

"رک جائیں پلیز۔۔"

میں ایسا ویسا انسان نہیں ہوں۔

پلیز مجھ سے ڈرنا بند کریں۔

دراصل میں یہ آپ کے لئے ناشتہ لایا تھا۔ "وہ گرما گرم ناشتے کی جانب اشارہ کرتا ہوا

بولاً۔

"مجھے لگ رہا ہے شاید آپ مجھ سے گھبرار ہی ہیں۔"

جیسا کہ میں پہلے بھی بتا چکا ہوں میں ایسا ویسا انسان نہیں ہوں، پھر بھی اگر آپ کو میری

موجودگی پریشان کر رہی ہے تو میں چلا جاتا ہوں مگر پلیز آپ یہ ناشتہ کئے بغیر نہ جانا۔

کہتے ہیں رزق کی قدر کرنی چاہیے،

امید ہے آپ بھی رزق کی قدر کرتے ہوئے ناشتہ کر لیں گی۔

جہاں تک میری بات ہے تو میں اٹھ کر باہر چلا جاتا ہوں بس آپ آرام سے ناشتہ

کریں۔ "وہ اس کو ایک ہی جگہ پتھر کی طرح جمادیکھ کر ناشتے کی ٹرے کی طرف اشارہ

کرتا اس میں سے اپنے آملیٹ کی پلیٹ اٹھاتا باہر کی جانب لپکا جبکہ اسے باہر جانا دیکھ کر

تب سے دم سادھے کھڑی منسل نے لمبی سانس خارج کی اور قریباً بھاگ کر ناشتے کی
 ٹرے تک آئی اور کمرے کا بند دروازہ دیکھ کر ایک بار پھر تسلی کرتی تیزی سے ناشتہ
 کرنے لگی۔

کاش کوئی اس پل منسل سے رزق کی قدر پوچھتا تو اس کے پاس کہنے کو لفظوں کا سمندر
 ہوتا۔

اچھے ہیں اس قدر کہ بہلائے نہ جائیں پھر!.....

کچھ لوگ دھڑکنوں میں دھڑکتے ہیں عمر بھر ❤️

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کسی کو میری پرواہ نہیں۔۔"

پاؤں میں پہننے کو چیل تک نہیں میرے پاس،

تو اب کیا غربت کے ہاتھوں مجبور ہو کے اس موسم میں بھی ننگے پاؤں چلنا پڑے

گا؟ "منہی آج پھر اپنی اماں کے ساتھ بحث کر رہی تھی۔

"منہی مجھے تنگ نہ کرو۔"

مجھے یکسوئی سے کام کرنے دو، صبح اٹھ بچے

کسی کی شادی کی بری مکمل کر کے دینی ہے۔

اور ابھی اس بری کے چار سوٹ سلائی کرنے باقی ہیں۔

پوری رات بیٹھ کر کام کرنا ہے اس لئے مجھے تنگ کرنے کی بجائے ایک چائے کا کپ بنا دو تاکہ نیند نہ آئے اور میں آرام سے صبح تک بری مکمل کر سکوں۔ "منہی کی اماں تخت پر بیٹھی ناک پر موٹا چشمہ جمائے سوئی میں دھاگہ ڈالنے کی کوشش کرتی مگن سی بتا رہی تھیں جب منہی ہتھے سے اکھڑ گئی۔

"بس کرا ماں۔۔۔"

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہر وقت کام کام کام۔۔۔

ادھر میں بک رہی ہوں کہ میری چپل کو ٹوٹے ہفتے ہونے کو آیا اور اب تو ننگے پاؤں اس سیمنٹ کے سخت فرش پر چلتے ایرٹھیوں میں سخت تکلیف ہے۔

لحاظ چپل لے دو مگر تجھے تو ہمیشہ کی طرح کام کی پڑی ہے، میری تو کوئی فکر ہی نہیں میری ماں کو۔۔۔ "منہی درشتی سے کہتی آنکھوں میں آئی نمی لئے اٹھ کے اپنے چھوٹے سے کمرے کی جانب بڑھ گئی جہاں پہلے سے کوئی اس کا منتظر تھا۔

"اب تجھے کیا چاہیے؟"

اماں نے کم دل جلایا ہے جو اب تو بھی آگیا ہے

میرادل جلانے کو۔۔ "وہ کمرے میں داخل ہوئی تو اپنے بستر کی پائنٹی پر اپنے اس ملگجے
حلیے والے کزن کو سر جھکا کر بیٹھا دیکھ کر ٹھٹھک گئی اور پھر اس کو دیکھ کر ڈھیروں غصہ
عود کر آنے پر مٹھیاں بھینچ کر بولی۔

وہ ہمیشہ کی طرح آج بھی سر پہ کالک بھری پی کیپ رکھے بیٹھا تھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کالک اور گندگی کے باعث آج بھی اس کے لباس کارنگ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔

منسل کے بستر کی پائنٹی پر ٹانگیں لٹکا کر بیٹھا وہ شخص ہاتھوں کو باہم ملا کر سر جھکائے

اس کے سامنے کسی مجرم کی طرح

بیٹھا تھا اور وہ اسے حقارت اور الجھن بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"ہر وقت کا غصہ اور بدگمانیاں وہ بھی اپنوں کے لئے اچھی نہیں ہوتی مناجی۔" وہ اپنے

مخصوص انداز میں سر جھکا کر اس کے سامنے بیٹھا نرمی سے بولا۔

"اوہ تو یوں کہو نہ اماں کی وکالت کرنے آئے ہو۔" وہ تڑخ کر بولی۔
 "ہر گز نہیں۔"

میں ان کی وکالت کرنے نہیں آیا۔

اور میں کیوں کروں گا ان کی وکالت؟

ان کا مجھ سے زیادہ گہرا رشتہ تو آپ سے ہے۔

ماں کا رشتہ۔۔



الٹا آپ کو اپنی ماں کے لئے کھڑا ہونا چاہیے ہمیشہ۔۔

میں تو غیر ہوں، میری کیا حیثیت مناجی کہ میں آپ کے سامنے بولوں۔۔

اس گھر اور گھر والوں کے اتنے احسانات ہیں مجھ پر، پھر میں کیسے آپ کے سامنے کچھ

بول سکتا ہوں۔" وہ ہنوز سر جھکائے اپنی دھن میں بولتا جا رہا تھا۔

"سنو اگر اپنے دکھڑے اور میری اماں کے احسانات کی کہانی سنا چکے ہو تو یہ بھی بتا دو

کہ میرے کمرے میں کیوں آئے ہو؟" وہ رندھی ہوئی مگر قدرے سخت آواز میں بولی

تو وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے سامنے آیا

سر ہنوز جھکا ہوا تھا۔

"ویسے تو میں عام سا مینک ہوں مگر جب جب آپ کو کچھ چاہیے ہو تو مجھے بتایا کریں
یوں رویانہ کریں، مجھے آپ کے آنسو تکلیف دیتے ہیں مناجی۔" وہ سر جھکائے کچھ یوں
بول رہا تھا کہ اس کے ایک ایک لفظ میں سچائی پنہاں تھی۔

"اچھا ٹھیک ہے کہہ دیا کروں گی۔"

اب جاو مجھے آرام کرنا ہے۔ "وہ پہلے کی نسبت کچھ نرم پڑی مگر اس کا مزید اس تلگے حلے
والے کزن کو اپنے کمرے میں رکھنے کا بالکل بھی موڈ نہیں تھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"جی بس میں جا ہی رہا تھا۔"

یہ چپل رکھ لیں، آپ کے لئے لایا تھا۔

آپ ننگے پاؤں گھوم رہی ہیں پاؤں میں درد ہو رہا ہو گا۔ "وہ نرمی سے کہتا بغل میں دبایا
شاہر کھولنے لگا جو اس کے کپڑوں پہ لگی کالک کی وجہ سے جگہ سے کالا ہو رہا تھا۔

چپل نکال کر اس پیروں میں رکھ دی۔

"یہ چپل پہن لیں۔"

ننگے پاؤں چلنے سے پاؤں میں درد ہو جائے گا " وہ اس کے پیروں میں رکھی چپل کی

جانب اشارہ کرتا ہوا بولا۔

"تم کتنے اچھے ہونہ بلے۔۔"

تمہیں میری ہر ضرورت کا کتنا خیال رہتا ہے۔

سچ میں میرے پیروں کی تلیاں درد کرنے لگی تھیں یوں ننگے پیر چلتے چلتے۔۔"

"میرا نام بلا نہیں مومن ہے محترمہ۔" اس آواز

کے ساتھ ہی سارا منظر بدل گیا وہ اپنے چھوٹے سے ٹوٹے پھوٹے کرایے کے مکان کی

جگہ اس وقت عالیشان محل نما آفندی ہاوس میں کھڑی تھی اور سامنے وہی کل رات

اچانک اس پر حملہ کرنے والا لڑکا تشویش سے اس کو دیکھتا ہوا بول رہا تھا۔

"دیکھیے آپ کو مجھ سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"

دراصل کل رات مجھے غلط فہمی ہوئی تھی

جس کے لئے میں معذرت خواہ ہوں۔

پلیز مجھ سے مت ڈریں۔

میں آپ کو کسی قسم کا کوئی نقصان پہنچانے کی نیت سے نہیں آیا۔

میں تو بس یہاں سے گزر رہا تھا تو آپ کی بڑ بڑاہٹ سن کے ادھر چلا آیا۔ "وہ بغور اس کے چہرے کی بدلتی رنگت دیکھتا

ٹھہر ٹھہر کے بول رہا تھا۔

"دیکھیے میں سیٹھ آفندی کا بیٹا ہوں مومن آفندی۔

کل رات جب آپ میرے کمرے میں یوں آدھی رات کو داخل ہوئیں

تو مجھے لگا کوئی چور گھس آیا ہے۔

بس اسی لئے غلط فہمی ہو گئی اور میں نے وہ بک آپ کو دے ماری۔

دیکھیے میں واقعی بہت شرمندہ ہوں۔

اور آپ سے دوبارہ معذرت کرتا ہوں۔ "مومن نرمی سے گویا ہوا۔

"میرے پاس چپل نہیں ہے۔

میرے پاؤں میں درد ہو رہا ہے۔ "منسل کچھ دیر تو ہونق زدہ سی اسے دیکھتی رہی پھرنا

جانے کیسے سوچے سمجھے بغیر بول گئی۔۔

"نو پرا بلیم آئیے میں آپ کو چپیل دلا دیتا ہوں۔"

مومن بغور اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھتا نرمی سے بولا اور خارجی دروازے کی جانب بڑھ گیا۔۔

منسل جو نہی اپنے حواسوں میں لوٹی تو شرمندہ سی مومن کو آگے بڑھتا دیکھنے لگی۔۔

مگر اب تو اس کے منہ سے الفاظ ادا ہو چکے تھے۔

اسی لئے مرتا کیا نہ کرتا کے مصداق مرے مرے قدم اٹھاتی مومن کے پیچھے چل

دی۔

ٹی وی لاونج میں بیٹھا وہ بار بار چینل بدل بدل کے بیزار ہو چکا تھا۔۔

یو نہی چند لمحے چینل بدلتے ہوئے گزرے اور اس نے بے چینی سے آف کا بٹن پریس

کیا

اور اٹھ کر پیروں میں چپیل اڑستا کاٹیج سے باہر نکل آیا۔۔

ارادہ تازہ ہوا میں کچھ دیر واک کر کے طبیعت بحال کرنے کا تھا۔

جہاں ایک جانب رات کے دوسرے پہر کاٹیج کے ارد گرد پھیلے وسیع سبزہ زار ٹھنڈی ہوا کے جھونکے سے جھوم جھوم کر لہلہاتے ہوئے آنکھوں کو ٹھنڈک بخش رہے تھے۔

وہیں دوسری جانب اس چھوٹے سے روڈ پر چھایا سکوت دل دہلا رہا تھا۔

مگر روڈ کے بیچ بیچ چلتے اس لاپرواہ شخص کو نہ تو ٹھنڈی ہوا کے جھونکے سے لہلہاتے سبزہ زار میں کوئی دلچسپی تھی

اور نہ ہی ویران روڈ پر چھائے سکوت کا کوئی خوف۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ تو بس اپنی سوچوں میں گم آنکھیں موندے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا ہوا کی مخالف سمت بڑھتا چلا جا رہا تھا۔

تیز ہوا اس کی کشادہ پیشانی پر بالوں کا جال

اڑاتی انہیں منتشر کئے دے رہی تھی۔

تیز ہوا کا جھونکا اس کے مضبوط وجود سے ٹکرا کر اسے زیر کرنے کی ہر کوشش میں ناکام

ہوتا واپس لوٹ جاتا جبکہ اس کے صبحی چہرے پر چھائی بے چینی سے عیاں تھا کہ بظاہر

یہی مضبوط دکھائی دینے والا شخص

اندر سے کس قدر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔

درد اس کی رگ رگ میں لہو بن کے بہتا ہے۔

اور اذیت اس کی روح کو تڑپنے پر مجبور

کر دیتی ہے۔

وہ آنکھیں موندے اس تیز ہوا کی مخالف سمت چلتا گیا اس ہوا کے ساتھ ساتھ اپنے

درد کو بھی شکست دے رہا تھا یکبارگی ایک نازک وجود اس سے ٹکرایا اور کچھ سوچنے

سمجھنے کا موقع دیے بغیر اس کی باہوں

میں جھول گیا۔

وہ اپنا تھکا تھکا سا وجود گھسیٹتی مومن کی تقلید کرتی ہوئی کسی روبوٹ کی طرح اس

چم چماتی گاڑی میں آ بیٹھی۔

گاڑی میں بیٹھتے ہی مسحور کن خوشبو کا احساس اسے بھلا لگا اور ساتھ ہی گاڑی میں چلتے
اے سی کی خنکی اسے سمٹنے پر مجبور کر گئی۔۔

وہ زندگی میں دوسری بار گاڑی میں بیٹھی تھی۔۔۔

پہلی بار تو خوف اور پریشانی نے اس قدر گھیر رکھا تھا کہ اسے کچھ محسوس ہی نہیں ہوا۔

مگر آج مومن کے ہمراہ بڑی گاڑی میں بیٹھنے کی اس کی خواہش پوری ہو رہی تھی۔

گو کہ کچھ لمحے پہلے وہ گہری اذیت کا شکار تھی مگر مومن کی سحر انگیز شخصیت کے زیر اثر
وہ نہ صرف اب بہتر محسوس کر رہی تھی

بلکہ چورنگاہوں سے مومن کا سٹیرنگ پر جما ہاتھ بھی دیکھ رہی تھی۔

اس کی بچپن کی خواہش تھی بڑی گاڑی میں

بیٹھ کر ڈرائیونگ سیکھنا۔۔

وہ مومن کو چورنگاہوں سے گاڑی چلاتا

دیکھ رہی تھی جب مومن کے گلا کھنکھارنے

پر گھبرا کر رخ موڑ گئی۔

منہل کی اس معصوم ادھر مومن کے لبوں پر

مسکان رینگ گئی۔

مال کے باہر پارکنگ میں گاڑی کھڑی کر کے اس نے منہل کی سائیڈ کادر وازہ کھولا اور

قدرے جھک کے اسے ہاتھ کے اشارے سے باہر آنے کا کہا۔

"ویسے آپ چاہیں تو گاڑی میں بیٹھ کر انتظار کر سکتی ہیں

میں یہیں جوتا لے آتا ہوں۔" مومن نے نرمی سے کہا۔

"ان نہیں مجھے یہاں اکیلے نہیں رہنا مجھے بھی ساتھ لے چلیے پلیز۔" منہل کے ذہن

میں شہزاد کا تصور آیا تو گھبرا کر بولی اور

اپنے ننگے پیر دیکھ کر نجل ہوتی باہر نکل آئی۔۔۔

"اگر آپ برانہ مانیں تو ایک بات پوچھوں؟"

مومن اس کے ہمراہ چلتا قدرے نرمی سے بولا۔

"ج ج جی پو چھیں۔" منسل نے اس کے ساتھ چلتی انگلیاں چٹختی نروس دکھائی دے رہی تھی۔

"میں نے یہ بھی کہا تھا اگر آپ برانہ مانیں تو!

مومن بغور اس کا چہرہ دیکھتا ہوا گویا ہوا جبکہ منسل اس کی بات کا مطلب سمجھ کے مزید شرمندہ ہو گئی۔

کیونکہ پہلی اور دوسری بار آمناسا منا ہونے پر منسل اس سے خوف زدہ ہی ہوئی تھی۔ اسی لئے اس نے 'برانہ مانیں تو۔۔' پر زور دیا تھا۔

"جیسا آپ نے بتایا آپ آفندی صاحب کے بیٹے ہیں تو میں کیسے اپنے محسن کے بیٹے کی بات کا برامان سکتی ہیں جنہوں نے مجھے۔۔" منسل نے دفعتاً کچھ یاد آنے پر بات ادھوری چھوڑ دی۔

"جنہوں نے آپ کو کیا؟" مومن نے اس کی

ادھوری بات پر الجھ کر استفسار کیا۔

"کچھ نہیں۔" منسل ہنوز سر جھکائے انگلیاں چٹ رہی تھی۔

"اگر آپ نہیں بتانا چاہتیں تو میں آپ کو فورس نہیں کروں گا۔" وہ اپنے چہرے کے

تاثرات

نار مل کرتے ہوئے گویا ہوا۔

"جنہوں نے مجھ بے سہارا کونہ صرف سہارا

دیابلکہ رہنے کے لئے چھت اور عزت سے کمانے کے لئے روزگار مہیا کیا۔" منسل

اسے چہرہ دوسری جانب موڑتا دیکھ کر یہ سوچ کر گھبرا گئی کہ کہیں وہ بھی آفندی

صاحب کی والدہ کی طرح خفانہ ہو جائے۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ویسے بھی بڑے لوگوں کا کیا ہے کب موڈ بگڑ جائے۔

اس لئے اس نے بات مکمل کرنے میں ہی عافیت جانی۔ (یہ سوچ منسل کی تھی)

"وہ دیکھئے جو توتوں کی شاپ آگئی۔" وہ اس کی بات کو یکسر نظر انداز کرتا شاپ کی جانب

بڑھ گیا۔

اور منسل جو خوفزدہ سی اس کی باتوں کا

کا مناسب الفاظ میں جواب دینے کی سعی کرتی ہلکان ہو رہی تھی مال میں پھیلی رنگینیاں

اور لفٹ میں مومن کے ساتھ ہوئے سفر پر غور ہی نہیں کر پائی اور ایک بار پھر
کسی روبروٹ کی طرح اس کے پیچھے جوتوں
کی شاپ کی جانب بڑھ گئی۔

وہ اس اچانک افتاد پر گھبرا گیا اور اس نازک وجود کو کافی دیر متحیر سا دیکھے گیا۔

کچھ دیر بعد جب اس کے حواس بحال ہوئے تو

اسے نرمی سے پکارتا سیدھا کرنے لگا۔۔۔

"کون ہیں آپ میڈم؟"

اور اس وقت میرے کاٹیج کے باہر کیا کر رہی ہیں؟"

وہ اسے سیدھا کرتا ہوا مسلسل پکار رہا تھا مگر دوسری جانب سے جواب نہ پا کر اس نے

اس کے چہرے پر بکھرے بال نرمی سے ہٹا کر اس کا چہرہ دیکھنا چاہا تو اسی پل گرج چمک

کے ساتھ موسلا دھار بارش شروع ہو گئی اور

اسی لمحے وہ اپنا ارادہ بدلتا تیزی سے اس بے ہوش وجود کو اٹھاتا اپنے کاٹیج کی جانب بڑھا،
ارادہ اسے ہوش میں لا کر رات کے اس پہر

اپنے کاٹیج کے باہر آنے کی وجہ اور اس کا نام پتہ پوچھنا تھا تاکہ اسے بخیر و عافیت اس کے
گھر یا اس کی منزل پر پہنچایا جاسکے۔

اس کے عقب میں درختوں کی اوٹ سے جھانکتی دو آنکھوں نے وہ منظر بڑی دلچسپی
سے دیکھا تھا۔

اسی لمحے وہ اپنا ارادہ بدلتا تیزی سے اس بے ہوش وجود کو اٹھاتا اپنے کاٹیج کی جانب بڑھا،
ارادہ اسے ہوش میں لا کر رات کے اس پہر

اپنے کاٹیج کے باہر آنے کی وجہ اور اس کا نام پتہ پوچھنا تھا تاکہ اسے بخیر و عافیت اس کے
گھر یا اس کی منزل پر پہنچایا جاسکے۔

اس کے عقب میں درختوں کی اوٹ سے جھانکتی دو آنکھوں نے وہ منظر بڑی دلچسپی
سے دیکھا تھا۔

کاٹیج میں داخل ہونے سے قبل اسے عقب میں کسی کی موجودگی کا شبہ ہوا تو فوراً امر اور

پھر اپنے پیچھے سنسان سڑک دیکھ کر سر جھکٹتا اس بے ہوش وجود کو لے کر کاسٹج میں داخل ہو گیا۔

اس نسوانی وجود کو لاونچ میں صوفے پر لیٹا کر وہ تیزی سے بائیں جانب بنے امریکن سٹائل کچن کی جانب بڑھا اور پانی کا گلاس لئے اسی رفتار سے واپس آیا۔

"آنکھیں کھولے محترمہ۔" وہ پریشانی سے کہتا پہلے تو گلاس سے چند چھینٹے اس پر ڈالتا رہا پھر دوسری جانب کوئی حرکت نہ

پا کر اس کا چہرہ تھپتھپاتا ہوا گویا ہوا۔
 وہ مسلسل اس نسوانی وجود پر جھکا وہی عمل دہرارہا تھا جب دفعتاً اس وجود میں جنبش ہوئی اور وہ لڑکی چلاتی ہوئی اٹھ بیٹھی۔

"مجھے بچالیں ان سے۔"

پلیز مجھے ان سے بچالیں۔" وہ اس کی شرٹ

کا کالر پکڑے میکانکی انداز میں اپنے

چہرے کو چھپائے چلاتی ہوئی ایک بار پھر بے ہوش ہو گئی، اور بالاج اس اچانک نازل

ہونے والی مصیبت کو دیکھ کر رہ گیا۔

منسل یوں ہی سر جھکائے مشینی انداز میں مومن کے پیچھے چلتی ہوئی جوتوں کی دوکان پر آئی جہاں دنیا جہاں کے خوبصورت جوتے چمچمارہے تھے مگر منسل کی جھکی نظر اوپر اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ منسل کو اگر چند سال قبل اس عالی شان

مال میں ان بیش جوتوں کی دوکان میں آنے کا

موقع ملتا تو اس کی خوشی دیدنی ہوتی، مگر

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اب تو بے رحم وقت اور شاید اس کی خطاوں

نے اس کے اندر خواہشات ہی ختم کر ڈالی تھیں۔

چند منٹ بعد اسے دھپ سے کچھ اپنے قدموں میں گرنے کی آواز آئی تو پہلی مرتبہ

چونک کر سر اٹھایا جہاں مومن اپنی نرم مسکان لئے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"پہن لیں۔" وہ اسی شائستگی سے بولا جو شاید

اس کی ذات کا حصہ تھی۔

"جی؟" وہ نا سمجھی سے بولی تو مومن نے

ہاتھ سے اشارے سے اس کے پیروں کے قریب

پڑی خوبصورت سی سوفٹی کی جانب اشارہ کیا۔

وہ اس کا اشارہ سمجھتے ہی زمین کی جانب دیکھتی اسی مشینی انداز میں جوتا پہننے لگی۔

جوتا اس قدر آرام دہ تھا کہ ناچاہتے ہوئے بھی اس کے منہ سے پرسکون سانس خارج ہوئی۔

اتنے دن سے درد کرتے پیروں کو جیسے اب آکر سکون ملا تھا۔

اور کیا اس کے ہر پل تڑپتے دل اور بے چین روح کو بھی کبھی قرار ملے گا!

وہ بس یہ سوچ کر رہ گئی۔

اتنی دیر میں شاپ میں کام کرتا ایک لڑکا چند جوتوں کے ڈبے لئے اس کے قریب آیا
جنہیں

مسکرا کر تھا مومن شاپ سے نکلتا چلا گیا
اور منہل بھی اسی مشینی انداز میں اس کے
پیچھے چل دی۔

بل وہ شاید پہلے ہی ادا کر چکا تھا جبھی اتنے اطمینان سے باہر نکل آیا، منہل تو بس اتنی دیر
سے اپنے پیروں کو گھورے چلی جا رہی تھی۔

اسی لئے اسے بل ادا کرتا دیکھ پائی نہ یہ دیکھ پائی کہ چند ہی منٹوں میں اس نے اتنے
سارے جوتے کس کے لئے خریدے ہیں۔

"مس منہل کیا آپ کو کچھ اور چاہیے؟" وہ مال میں اسی اطمینان سے چلتا ہوا نرمی سے
استفسار کر رہا تھا۔

"نہیں اور کچھ نہیں چاہیے"

چند جوڑے مجھے اپنے دے کر ہی بھیجا تھا عریضہ نے۔۔ "اس نے بے دھیانی میں بولتے
ہوئے زبان دانتوں تلے دبائی جب مومن نے نا سمجھی سے اس کی جانب گھوم کر اسے
دیکھا۔

"کس نے دیے تھے چند جوڑے؟" وہ اب ابرو اچکا کر استفسار کر رہا تھا۔

"کک کسی می نے نہیں دیے۔"

آپ پلیز جلدی چلیں گھر۔۔" وہ بے چینی سے انگلیاں چٹختی ارد گرد دیکھتی ہوئی بولی۔

"اوکے۔" وہ اسی نرمی سے کہتا ہوا آگے بڑھ گیا جو اس کی ذات کا خاصہ تھی۔



عقب سے آتی کھٹ پٹ کی آوازوں سے اس کی

آنکھ کھلی تو اس نے خود کو صوفے کے ساتھ

زمین پر ٹیک لگا کر بیٹھا پایا۔

رات کے جانے کس پہر وہیں پریشانی کے عالم میں بیٹھے بیٹھے اس کی آنکھ لگی تھی۔

وہ سردونوں ہاتھوں پہ گرائے دکھتی کنپٹیوں

کو انگلیوں سے مسلتا ہوا اٹھا تو عقب میں

موجود کچن میں اطمینان سے پانی پیتی لڑکی کو دیکھ کر گزشتہ رات کا سارا واقعہ اس کی

نظروں کے سامنے گھوم گیا۔

"کون ہیں آپ؟"

اور آدھی رات کو میرے کاٹیج کے باہر کیا کر رہی تھیں؟ "وہ چند لمحے اسے تعجب سے

دیکھتا رہا پھر خود کو کمپوز کرتا اس جانب

بڑھا اور سیدھا سوال کیا۔

"پانی پئیں گے؟" اس لڑکی نے خلاف توقع

اطمینان سے اپنا ادھ پیالہ اس کی جانب بڑھاتے ہوئے استفسار کیا۔

"یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے مس!

یوں میرے ہی گھر میں کھڑی ہو کر آپ

مجھے پانی آفر تو یوں کر رہی ہیں جیسے بہت پرانی جان پہنچان ہو ہماری۔" اس بار وہ ذرا سا

تلملایا۔

"جان پہنچان نہ سہی مگر ایک ملاقات تو ہو چکی ہے پہلے ہماری یاد کیجئے۔" وہ ہولے سے

مسکراتی ہوئی امریکن اسٹائل کچن سے باہر نکل کر اس کے سامنے آکھڑی ہوئی۔

"بات سنیں مس!

میرے ہزاروں فیروز اور جاننے والے اس پوری دنیا میں موجود ہیں۔

میں دن میں کئی لوگوں سے ملتا ہوں اب اس کا یہ مطلب تو ہر گز نہیں کہ ہر ایک کا چہرہ
بھی مجھے یاد رہے۔

اور ویسے آپ کو دیکھ کر کہیں سے بھی اندازہ نہیں ہو رہا کہ آدھی رات کو آپ چیختی
چلاتی

میرے کاٹیج کے سامنے بے ہوش ہوئی تھیں۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شاید کسی سے بچنے کے لئے اس سمت آئی تھیں۔

مگر اب آپ کے چہرے پر پھیلا اطمینان

دیکھ کر مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ رات جو ہو اوہ حقیقت تھی یا اب جو آپ کے چہرے

پر چھایا اطمینان ہے یہ حقیقت ہے۔ "اب وہ

تیوری چڑھائے اس عجیب لڑکی سے استفسار کر رہا تھا جو رات تو چلاتی ہوئی بے ہوش

ہو گئی تھی اور اب مزے سے کھڑی مسکرا رہی تھی جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

"پلیز خفامت ہوں۔"

میں بتاتی ہوں، دراصل کل رات میں اپنی

فرینڈ کی برتھ ڈے پارٹی میں تھوڑی لیٹ ہو گئی تو واپسی پر میری گاڑی خراب ہو گئی۔

بس اسی لمحے مجھے لگا کوئی میرا پیچھا کر رہا ہے، گھبرا کر میں نے گاڑی سے اتر کر

سوچے سمجھے بغیر ایک جانب دوڑ لگا دی۔

اور اس کے بعد جو ہوا وہ سب آپ جانتے ہیں۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels | Afsana | Poetry | Drama | Screenplay

وہ بتاتے ہوئے واپس صوفے پر براجمان ہو گئی۔

"ایک منٹ"

ایک منٹ آپ یہ کہنا چاہ رہی ہیں پارٹی سے لیٹ ہونے پر آپ کی گاڑی اچانک خراب

ہوئی

اور آپ کو شبہ ہوا کہ کوئی آپ کا پیچھا کر رہا

ہے۔

مطلب سیر یسلی!

صرف شک کی بنیاد پر آپ نے دوڑ لگادی؟" وہ متحیر سا سوال کر رہا تھا۔

"جی۔" وہ فقط ایک لفظ کہہ کر پھر سے مسکرا نے لگی۔

"عجیب ہیں آپ صرف شک کی بنیاد پر

آپ آدھی رات کو اپنی گاڑی چھوڑ کر بھاگ آئیں اور ایک انجان مرد کے گھر ساری

رات بے ہوش پڑی رہیں۔" وہ ابھی بھی اس لڑکی کی

باتوں پر یقین نہیں کر پارہا تھا۔

"سر آپ نے میری مدد کی جس کے لئے میں

جتنا شکریہ ادا کروں کم ہے۔

لیکن مدد کرنے کے بعد جتنا بھی مناسب عمل تو نہیں۔" اس بار وہ آنکھوں میں آئی

ہلکی سی نمی کو رگڑتے ہوئے بھیکے لہجے میں بولی

تو وہ پہلے کی نسبت تھوڑا نرم پڑ گیا۔

"چلیے بہر حال جو بھی ہے۔"

میں آپ کی جتنی مدد کر سکتا تھا کر چکا۔

اب چونکہ دن ہے۔

اور دن کے اجالے میں آپ آسانی سے اپنے گھر جاسکتی ہیں اور اگر پھر بھی آپ کو ڈر لگ رہا ہے تو پہلے پولیس سٹیشن جائیے پھر اپنے گھر جائیے۔ "وہ کندھے اچکا کر کہتا کٹیج کے بیرونی کے دروازے کی جانب بڑھا اور دروازہ کھول کر ہاتھ کے اشارے سے اسے

باہر کاراستہ دکھاتا ہوا بے زاری سے بولا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"او کے جیسے آپ چاہیں۔"

میں چلی جاتی ہوں

مگر میں آپ کا شکریہ کرنا چاہتی ہوں

اس کے لئے کیا آپ کل شام میرے ساتھ چائے پیئیں گے؟ "وہ صوفے سے اٹھ کر

اس کے قریب

آکر مسکراتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

"آپ کو شکریہ کہنے کی ضرورت نہیں۔

میں نے انسانیت کے ناتے آپ کی مدد کی

اب آپ جاسکتی ہیں۔" وہ لہجے میں سختی لئے کہہ کر اسے ایک بار پھر ہاتھ کے اشارے سے باہر کا راستہ دکھا رہا تھا۔

"اگر آپ آتے تو مجھے اچھا لگتا۔

خیر آپ کی مرضی۔۔۔

میں پھر بھی کل شام اس ریسٹورینٹ میں آپ کا ویٹ کروں گی جو آپ کے جم کے ساتھ ہی واقع ہے۔" کہتی وہ کاٹج سے نکل گئی اور اس کے نکلتے ہی وہ تیزی سے دروازہ

بند کرتا واپس آ کر دھپ سے صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھا

اور ایک بار پھر سر میں اٹھنے والی ٹیسوں کو دبانے کے لئے اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے کپٹی

مسلنے لگا۔

"اس کی ہمت کیسے ہوئی دوبارہ میرے گھر میں قدم رکھنے کی؟" مومن گھر پہنچتے ہی

گاڑی لاک کر رہا تھا جب وہ گاڑی سے نکل کر تیزی سے اندر کی جانب کی بڑھی جہاں
لاونج میں گونج دار آواز نے اس کے تیزی سے بڑھتے قدم ساکت کر دیے۔

"تم سب میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو اس کے سامان کی طرح اسے بھی اٹھا کر باہر پھینکو
فورا۔" بڑی بی بی ایک بار پھر غصے میں چلائیں تو منسل خوف سے تھر تھر کانپنے لگی۔

ان کے ارد گرد مودب سے کھڑے تمام ملازمین جہاں بڑی بی بی کے غصے سے خائف تھے
وہیں سیٹھ آفندی کی غیر موجودگی میں ان کی ملازمہ کونکالنے سے بھی کترارہے تھے
تبھی وہ ہیل چیئر کے پیہے کو ایک ہاتھ سے آگے بڑھائیں بڑی بی بی منسل کے
قریب آئیں اور دائیں جانب رکھا گلدا ان اٹھا کر اسے دے مارا۔

اگر مومن عین موقع پر وہاں نہ پہنچتا تو منسل کا چہرہ اب تک لہولہان ہو چکا ہوتا۔
"دو جانی یہ کیا کر رہی ہیں آپ؟" وہ متحیر سا کبھی اپنی دادی کو دیکھتا تو کبھی منسل کو۔
"یہ وہی گنوار لڑکی ہے جس کی غفلت نے مجھے جلاڈالا تھا، میں نے اسی وقت اس لڑکی
کو نکال دیا تھا۔"

مگر ڈھٹائی تو دیکھو یہ آج پھر میرے سامنے میرے ہی گھر میں دھڑلے سے گھوم رہی

ہے۔"

بڑی بی غصے سے پیچ و تاب کھاتے ہوئے گویا ہوئیں۔

"آپ اپنے کوارٹر میں جائیں پلیز۔" مومن نے

ذرا سی گردن موڑ کر نرمی سے منسل کو کہا

اور بڑی بی کی وہیل چیئر دھکیلتا ان کے کمرے کی جانب بڑھنے لگا۔

اس لمحے اس کے عقب میں بھاگتی منسل کے وجود پر چھائی تھر تھراہٹ اور جھیل سی آنکھوں میں آئے آنسو اس سے چھپ نہ سکے تھے۔

مگر وہ اس وقت صرف اپنی دادی سے بات کرنا چاہتا تھا۔

"مومن یہ کیا حرکت ہے؟"

جب میں اس لڑکی کو نکال چکی ہوں اور اس کا سامان بھی باہر پھینکو چکی ہوں

تو اسے واپس کوارٹر میں بھیجنے کا مطلب؟"

بڑی بی کے سوال کو نظر انداز کرتا وہ اب انہیں لئے ان کے کمرے میں داخل ہو چکا تھا۔

"دو جانی جتنا میں آپ کو جانتا ہوں

اتنی سنگ دل اور ظالم تو آپ کبھی بھی نہ

تھیں پھر یہ سب کیا تھا؟" وہ ان کی بات نظر انداز کرتا اب گھوم کر وہ ہیل چیئر کے اگلے

حصے کی جانب ان کے سامنے زمین پر دو زانو بیٹھا استفسار کر رہا تھا۔

"ایسی ہی ہوں میں۔" وہ خفگی سے کہتیں

دوسری جانب دیکھنے لگیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"غلط آپ ایسی ہر گز نہیں ہیں۔"

ہاں زندگی میں ایک غلطی ہوئی تھی آپ سے

اور آپ اس غلطی کی آج تک خود کو سزا دے رہی ہیں۔

اور سزا بھی کچھ یوں دے رہی ہیں کہ کسی

بھی سیدھے سادے معصوم انسان پر غصہ نکال کر؟" وہ ان کی آنکھوں دیکھتا سوال

کر رہا تھا جبکہ وہ اس کی سوال کرتی آنکھوں سے کتراتیں ادھر ادھر دیکھ رہی تھیں۔

"اس نے اپنی لاپرواہی سے مجھے جلاڈالا تھا۔" بڑی بی نے نحیف سی آواز میں فقط اتنا کہا۔

"اور آپ نے اس معصوم بے سہار لڑکی کے ساتھ کیا کیا ہاں؟

پہلے ہی دن اسے فارغ کر دیا!

دو جانی معاف کرنا سیکھیں تاکہ اللہ آپ کو معاف کر دے۔

ورنہ یہ روگ ناسور بن جائے گا۔"

"کیا اللہ مجھے اس گناہ کے لئے معاف کر دے گا

جس گناہ کے لئے میں بھی خود کو کبھی معاف نہیں کر پائی؟" وہ جیسے ہار مان کر اس بار

مومن کو یاس سے دیکھتی ہوئیں استفسار کرنے لگیں۔

"بالکل اللہ بہت رحم والا ہے۔

بس آپ اس کے بندوں کو معاف کرنا سیکھیں

پھر وہ آپ کو معاف کرنے میں دیر نہیں کرے گا۔" اب وہ نرمی سے ان کے جھریوں

زدہ

ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر سہلاتا ہوا بول رہا تھا اور بڑی بی بی کے آنسو اس کی ہاتھ کی پشت پر گر رہے تھے۔

وہ اپنے کئے پر نادم دکھائی دے رہی تھیں

پھر چاہے وہ ماضی کی غلطی ہو یا آج منسل

کے ساتھ کیا گیا سلوک ہو۔

ہائے وہ شخص جو جا کر نہیں آیا اب تک!!....

ہائے وہ شام جو ہر شام چلی آتی ہے!!....

"ہاں بلے مجھ سے غلطی ہوئی تھی

غلطی نہیں بلکہ گناہ ہوا تھا۔

توبہ کرنے پر تو خدا بھی معاف کر دیتا ہے۔

پھر تم کیوں نہیں اب تک مجھے معاف کر رہے؟

بلے اللہ جانتا ہے میں توبہ کر چکی ہوں۔



NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لوٹ آؤ خدا مجھے اس ظالم سماج کے حوالے کر کے مت جاؤ۔

رحم کرو مجھ پر،

آکر دیکھو تو سہی اس لمحے میں کس قدر قابلِ رحم ہوں۔

نہ میرے پاس رہنے کو اپنا گھر ہے جس میں

مجھے نکالے جانے کا خوف ہو نہ میری عزت پر حرف آئے۔

نہ میرے پاس کھانے کو دو وقت کی روٹی ہے۔

مانگ کر پہنے ہوئے کپڑے ہیں۔

ترس کھا کر ایک امیر شخص کی دلوائی چیل ہے میرے پیروں میں!

میرا یقین کرو میں اب پہلے جیسی نہیں رہی۔

لوٹ آؤ، مجھے معاف کر دو، مجھے اپنالو۔

اگر تم نے مجھے نہ اپنایا تو روز قیامت نہ میری ماں مجھے اپنائے گی نہ ہی میرا رب۔

شوہر کی نافرمان عورت کو کون اپناتا ہے بھلا۔

معاف کر دو مجھے معاف کر دو۔" وہ اپنے

کوارٹر میں زمین پر دو زانو بیٹھی سسک سسک کر رو رہی تھی جب دروازے پر دستک
نے اسے آنسو پونچھنے پر مجبور کیا۔

"کون؟" منسل نے لرزتی آواز میں استفسار کیا۔

"کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟" وہی نرم مگر بارعب

آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تو منسل نے

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Article
ناچاہتے ہوئے بھی دروازہ کھول دیا۔

"آپ ٹھیک ہیں؟" وہ اس کی روئی روئی آنکھیں اور لال ہوتے چہرے کو دیکھ کر فکر

مندی سے استفسار کر رہا تھا۔

"میرا اور کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔"

خدا راجھے مت نکالیں۔" وہ مومن کے سوال کو نظر انداز کرتی اپنی دھن میں بولتی

چلی گئی۔

"ریلیکس کوئی نہیں نکال رہا آپ کو۔"

ادھر آئیں بیٹھیے مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔ "وہ اس کے کمرے میں رکھے سنگل صوفے کی جانب بڑھتا سے ساتھ والے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کرتا بیٹھ گیا۔"

"مگر وہ بڑی بی نکال دیں گی مجھے، پھر میں

کہاں جاؤں گی۔" وہ گھبرائی گھبرائی سی بے ربط جملے بولتی مومن کے پاس آکر بیٹھتی ہوئی بولی۔

"کوئی نہیں نکالے گا آپ کو۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں بس یہی بتانے آیا تھا کہ میری دادی بیماری کے باعث بہت چڑچڑی ہو جاتی ہیں کبھی کبھار، مگر دل کی بری ہر گز نہیں ہیں۔

میں نے ان سے بات کر لی ہے ان شاء اللہ دوبارہ

آپ کو ان کی جانب سے پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا مگر ایک بات کا دھیان رکھیے
گا

کہ ان کے سامنے ان کے مزاج کے خلاف کوئی

بات نہ ہو پھر کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔

اور رہی بات آپ کی جا ب کی تو آپ کو میرے ہوتے ہوئے کوئی نہیں نکالے گا

اور اگر پھر بھی آپ کو کوئی پریشانی ہو تو مجھے بتائیے گا میں دیکھ لوں گا۔ "مومن اس

کی اجڑی حالت دیکھ کر شرمندہ ہوتا

اٹھ کر دروازے کی جانب بڑھ گیا۔

اسے لگتا تھا کہ اس کی ددو کی وجہ سے اس غریب لڑکی کی یہ حالت ہوئی ہے مگر وہ اس

بات سے انجان تھا کہ وہ لڑکی پہلے ہی دکھوں کے پہاڑ کندھوں پر لادے زندگی کے

کٹھن سفر میں تنہا ننگے پیرانگروں پر چل رہی ہے۔

وہ شام میں ہی جم پہنچ گیا تھا۔

کچھ دیر بعد جب جم سے نکلا تو بلا ارادہ ہی قریبی ریسٹورینٹ میں چلا آیا۔

ارادہ فریش جوس پی کر جلد ہی نکلنے کا تھا۔

اب وہ کاٹیج سے بھی بور ہونے لگا تھا۔

اس لئے جلد از جلد پاکستان جانا چاہتا تھا۔

وجہ کچھ خاص نہیں تھی بس اس کے اندر کی بے چینی اسے زیادہ دیر کسی ایک جگہ ٹکنے نہیں دیتی تھی۔

بس اسی لئے آوارہ پنچھی کی مانند ادھر ادھر بھٹکتا رہتا تھا۔

جو س آرڈر کر کے وہ یونہی ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔

جب مسحور کن خوشبو نے اسے سامنے دیکھنے پر مجبور کیا جہاں وہی لڑکی تمام تر حشر

سامانیوں کے ساتھ موجود تھی جو کل رات

اس کے کاٹیج کے سامنے بے ہوش ہوئی تھی۔

"اوههه تھینکیو سوچی۔"

مجھے یقین تھا آپ ضرور آئیں گے۔

اور ویسے بھی مجھے کون انکار کر سکتا ہے۔"

وہ پہلے پر جوش ہوئی اور پھر اک ادا سے

چہرے پر آئی لٹ ہٹا کر بولی۔

آج بھی اس نے پہلے کی طرح بے ہودہ لباس

زیب تن کر رکھا تھا۔

بلیک شرٹ کے ساتھ بلیک ہی جینز جو جگہ

جگہ سے پھٹی تھی جسے آج کل فیشن کا نام دیا جاتا ہے پہنے ٹانگ پر ٹانگ جمائے وہ بالاج
کوہی دیکھ رہی تھی۔

"ایکسیوز می مس!

کیا میں نے آپ کو اپنے ٹیبیل پر دعوت دی؟

نہیں نا!

تو اٹھیے یہاں سے اور اپنی راہ لیجئے۔" وہ سختی سے کہتا چہرہ موڑ کر دوسری جانب دیکھنے لگا

جہاں ویٹر اس کا جو س موبانہ انداز میں ٹیبیل پر رکھ رہا تھا۔

"ارے عجیب انسان ہیں آپ کبھی اتنے مہربان ہوتے ہیں کہ ایک اکیلی لڑکی کی فوراً

مدد کرتے ہیں اور کبھی اتنے سخت مزاج کے کہ منہ پر

جانے کا بول دیتے ہیں۔" وہ مصنوعی خفگی سے

کہتی ہاتھ میں پہنے بریسلٹ سے کھیلنے لگی۔

"میں نے کل رات آپ کی مدد اس لئے کی کیونکہ وہ میرا اخلاقی فرض تھا۔

مگر مدد کرنے کا یہ ہر گز مطلب نہیں کہ آپ میرے سر پر ہی سوار ہو جائیں۔"

"اور مجھے لگا آپ میرے کہنے پر آئے ہیں۔" وہ

اس بار رو ہانسی ہوئی۔

"بات سنیں مس جو بھی نام ہے آپ کا،

ہمارے درمیان ایسا کون سا رشتہ ہے جو میں

آپ کے ایک بار بلانے پر بھاگا چلا آؤں گا؟"

چہرے پر سخت تاثرات لئے وہ ابرو اچکا کر

استفسار کر رہا تھا۔

"روپ۔۔"

روپ نام ہے میرا۔

اور رشتہ بننے میں دیر نہیں لگتی

اگر آپ چاہیں تو۔" وہ بات کو ادھورا چھوڑ کر

بالاج کا ہاتھ تھام کر مسکرائی تو بالاج جیسے کرنٹ کھا کر اپنی جگہ سے اٹھا۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Arz | Jee | Soch | Poetry | Ghalz

"میں ہی بے وقوف تھا جو آپ جیسی لڑکی

کی مدد کرنے چل دیا۔

جو لڑکی خود کسی غیر مرد کو گناہ کی دعوت دے اسے اپنی عزت کی کیا فکر ہوگی۔" وہ

دھیمے مگر غصیلے انداز میں غرایا۔

"آتم سوری مگر میرے پاس آپ تک رسائی

کا اور کوئی طریقہ نہیں تھا۔

سچ کہوں تو میں آپ کی فین ہوں۔

بلکہ یوں کہیے کہ آپ سے محبت کرتی ہوں۔

اور کہتے ہیں نامحبت اور جنگ میں سب جائز ہے تو میں نے بھی ایک چھوٹا سا جھوٹ بول دیا تو کیا غلط کیا؟" وہ ڈھٹائی سے بول رہی تھی۔

"چھوٹا سا جھوٹ!"

آپ کی نظر میں یہ چھوٹا سا جھوٹ ہے؟

خود کو مظلوم ظاہر کروا کر ایک نامحرم کے

گھر رات رکنے والی لڑکی کہہ رہی ہے کہ چھوٹا سا جھوٹ ہی تو بولا ہے۔

خبردار۔۔

خبردار جو آج کے بعد میرے آس پاس بھی نظر

آئی تو ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔"

وہ اس لڑکی کی ڈھٹائی اور گزشتہ رات کے واقعے کے انکشاف کے بعد پہلے تعجب اور پھر

نفرت سے اسے دیکھتا تنبیہ کر کے لمبے لمبے

ڈگ بھرتا ریسٹورینٹ سے نکلتا چلا گیا۔

"آہ بلاج آفندی آہ تم سے برا تو کوئی ہے بھی نہیں یہ تو اب میں ہی نہیں پوری دنیا کہے

گی۔" وہ زیر لب کہتی ہلکا سا قہقہہ لگا کر بلاج کے چھوڑے ہوئے جوس سے چھوٹے

چھوٹے سپ لینے لگی۔

وہ آج بڑی مشکل سے ہمت مجتمع کرتی بڑی بی کے لئے ناشتہ لے کر ان کے کمرے میں
آئی تھی۔

بالآخر اسے ہمت کرنی ہی تھی۔

چھت اور عزت کی دو وقت کی روٹی کے لئے بڑی بی کی کڑوی کیسلی باتیں سننا بھی پڑیں

تو چپ چاپ سن لے گی یہ سوچ لیا تھا اس نے، اور ویسے بھی مومن کی یقین دہانی نے
اسے مزید حوصلہ بخشتا تھا تبھی تو خوف کو پس پشت ڈالتی وہ ان کے کمرے میں چلی آئی۔

"آاااپ کا ناشتہ۔" وہ اپنی لرزتی آواز پر قابو پانے کی کوشش میں ہلکان ہوتی جو کے

دلے کا پیالہ سائیڈ ٹیبل پر رکھتی ہوئی بولی۔

"اب لے آئی ہو تو کھلا بھی دو یا پو نہی کھڑی

کانپتی رہوگی؟" بڑی بی جو بیڈ پر بیٹھی اسی کا جائزہ لے رہی تھیں پچھلی دو ملاقاتوں کے

برعکس قدرے نرمی سے بولیں تو منسل تھیر سے انہیں دیکھتی پیالہ پکڑ کے ان کے

قریب جا بیٹھی۔

جہاں وہ دلے کا پیالہ بیڈ پر ان کے قریب رکھ چکی تھی جبکہ خود بیڈ کے ساتھ ہی زمین پر

دو زانو بیٹھ گئی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ارے لڑکی یہ کیا کر رہی ہو؟

ادھر آؤ میرے پاس بیٹھو۔" وہ بیڈ اپنے قریب ہی جگہ بناتی ہوئی بولیں۔

"ج جی؟" منسل نا سمجھی سے انہیں دیکھتے ہوئے بولی۔

"اب میں اتنی بھی بری نہیں کہ تم میرے

قریب بیٹھنے سے بھی خائف ہو۔

آؤ۔

آجاو بھئی میں کچھ نہیں کہوں گی۔ "منسل

بڑی بی کے بدلے ہوئے رویے پر متعجب سی

کسی مشینی انداز میں اٹھ کے ان کے قریب جا بیٹھی۔

"اب کھلا بھی دو یا یوں ہی میرا منہ دیکھتی رہو گی؟" وہ اسے منہ کھولے حیرت سے

دیکھتا

پا کر گویا ہوئیں تو منسل کی محویت ٹوٹی

اور وہ اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتی انہیں

پیالے سے چمچ بھر بھر کے دلیہ کھلانے لگی۔

"ہممم کیا نام ہے تمہارا لڑکی؟" بڑی بی نے پہلا

باقاعدہ سوال کیا۔

"ج جی منسل۔" منسل اپنے لہجے کو ہموار رکھنے کی کوشش کرتی بتانے لگی۔

"کتنے بہن بھائی ہیں تمہارے؟" بڑی بی آج باقاعدہ باتیں کرنے کے موڈ میں لگ رہی

تھیں تبھی اگلا سوال کر ڈالا۔

"جی میں اکلوتی ہوں۔" منہل ان کے منہ میں چمچ ڈالتے ہوئے بتانے لگی۔

"اور ماں باپ؟" یہ ایسا سوال تھا جو ہمیشہ

اسے اداس کر دیا کرتا تھا۔

"جی ان کا انتقال ہو چکا ہے۔" وہ آنکھوں میں

اٹڈ آنے والے آنسو اندر دھکیلتی نرمی سے بولی۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Articles | Poetry | Short Stories

"اچھا یتیم و مسکین اور بے سہارا ہو۔"

خیر فکر نہ کرو میرا بیٹا اور پوتے بڑے دریا دل ہیں، تمہارا بہت خیال رکھیں گے۔

اب تم جاو میرے لئے چائے لاو۔

پھر مجھے دوا بھی دے دینا پھر میں کچھ دیر آرام کروں گی۔" کہتی بڑی بیڈ کروان سے

ٹیک لگا کر آنکھیں موند گئیں جبکہ منہل کو ان کے یتیم و مسکین اور بے سہارا جیسے الفاظ

سن کر دل پر گھونسا لگا اور وہ بنا کچھ کہے بچے ہوئے دلے کا پیالہ لے کر ان کے کمرے

سے نکل گئی۔

منسل اپنے مخصوص لباس میں خانساماں کے ساتھ کچن میں کھڑی

بڑی بی کے لئے پرہیزی کھانا تیار کروا رہی تھی

جب دائیں جانب کپ میں کافی انڈیلتی ملازمہ

کا ہاتھ گرم کافی سے جلا اور کچن میں کھڑے تمام ملازمین اس کے ارد گرد جمع ہو گئے۔

"ارے یہ تو بہت زیادہ جل گیا ہے۔"

تم جلدی سے جاؤ اور اس کے ہاتھ پر لگانے کے لئے دو والاؤ۔" خانساماں نے قریب ہی

کھڑے ایک ملازم سے کہا جو فوراً سر ہلاتا کچن سے نکل گیا۔

"اور آپ یوں کیجئے کہ یہ کافی لاونج میں بیٹھے چھوٹے صاحب کو دے آئیں۔"

صاحب کی کافی ٹھنڈی ہو گئی تو خفا ہوں گے۔" ایک ملازم کو دو والا نے کا کہہ کر بزرگ

خانساماں منسل کی جانب دیکھتے ہوئے سرعت سے بولے۔

"ج ج جی میں؟" ہاتھ جل جانے والی ملازمہ سے اظہار ہمدردی کرتی منسل نے

چونک کر خانساماں کی جانب دیکھتے ہوئے اٹک اٹک کر سوال کیا۔

"جی آپ۔

کیونکہ کچن میں ہم چار لوگ ہی موجود تھے جس میں سے ایک دو لینے گیا ہے، ایک اپنا ہاتھ جلانے بیٹھی ہیں، اور تیسری آپ۔

اگر میری بات کریں تو میں بڑی بی بی کے کھانے کو یوں چولہے پر چھوڑ کر جانے سے تو رہا۔

کیونکہ آپ تو بڑی بی بی کے غصے سے اچھی طرح واقف ہیں۔
اگر میری لاپرواہی کے باعث ذرا سا بھی کھانا کا ذائقہ تبدیل ہوا تو میری شامت آجائے گی،

اس لئے برائے کرم آپ یہ کافی دے آئیے۔

میں جانتا ہوں کہ آپ کو بڑے صاحب نے صرف

بڑی بی بی کی خدمت کے لئے رکھا ہے، مگر میں بھی کیا کروں اب آپ کے سوا اور کوئی

ملازم کچن میں موجود نہیں جو یہ کام کر سکے

اور چھوٹے صاحب کو ٹھنڈی کافی ہر گز پسند نہیں۔ "بزرگ خانسا ماں اپنی بات مکمل

کر کے واپس چولہے کی جانب متوجہ ہو گئے جبکہ منسل جو آئندہ مومن کے سامنے نہ
جانے کا

قصد کئے بیٹھی تھی حکم حاکم مرگِ مفاجات

کے مصداق سر کو ہلکی سی جنبش دیتی کافی لے کر لاونج کی جانب بڑھ گئی۔

لاونج میں داخل ہوتے ہی منسل نے دیکھا کہ مومن لیب ٹاپ چہرے کے سامنے کئے
کسی کام میں منہمک ہے تو منسل دبے پاؤں اس کے قریب آئی اور ٹیبل پر کافی رکھ کر
مڑنے ہی
والی تھی کہ عقب سے آتی آواز پر رک گئی۔

"کیسی ہیں آپ؟" مومن کے یوں مخاطب کرنے پر منسل کو ناچاہتے ہوئے بھی پیچھے
مڑ کر دیکھنا پڑا۔

"جی سر میں ٹھیک۔" منسل نے بمشکل جواب دیا۔

"ہممم گڈ۔"

اچھا یہ کافی آپ نے بنائی ہے؟" ایک اور سوال داغا۔

"ج جی نہیں۔" منسل جو جلد از جلد وہاں سے نکلنا چاہتی ہے ایک اور سوال پر انگلیاں چٹختی ارد گرد دیکھتے ہوئے بولی۔

"اچھا چلیے آپ جاسکتی ہیں۔" وہ مضطرب سی منسل کو مزید پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا اسی لئے واپس جانے کا بول دیا۔

اور منسل تو جیسے تیار ہی تھی کہ وہ بولے اور وہ لاونج سے نکلے۔

منسل تیزی سے مڑی تو ایک بار پھر پکارے جانے پر اس کے قدم زنجیر ہوئے۔
 "سنیے۔" مومن نے پکارا۔

"ج جی؟" منسل نے اس بار بغیر مڑے جواب دیا۔

"جب کبھی زندگی میں کوئی راہ سجھائی نہ دے تو بلا جھجھک میرے پاس چلی آئیے گا۔

امید ہے میں آپ کی رہنمائی کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔" وہ نرمی سے کہتا بھاپ

اڑاتا

کافی کاکپ لبوں سے لگا گیا اور منسل اس کی پیشکش پر حیران ہوتی لاونج سے نکلتی چلی گئی۔

وہ جو ایک شخص _____ نہیں ملتا...

لے کر ساری کائنات _____ کیا کروں...؟

زندگی اب معمول پر آنے لگی تھی۔

بڑی بی بھی کافی حد تک اس سے مانوس ہو گئی تھیں۔

اور باقی ملازمین کے ساتھ بھی اس کا اچھا تعلق قائم ہو چکا تھا۔

مختصر یہ کہ زندگی اب پہلے کی نسبت بہت بہتر تھی مگر خلش پیہم اسے مسلسل اذیت
میں مبتلا رکھتی تھی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جہاں بے کی یاد اسے ہر پل تڑپاتی تھی وہیں

اپنی غلطیوں اور ماں کا دل دکھانے کا غم اسے اندر ہی اندر کھا رہا تھا۔

"اماں کاش میں نے کبھی آپ کا دل نہ دکھایا ہوتا۔

کاش میں کبھی بہتر سے بہترین کی دھن میں

باولی نہ ہوئی ہوتی۔

کاش میں نے اپنا آشیانہ اپنے ہاتھ سے نہ اجاڑا ہوتا تو آج مجھے یوں ضمیر کی لعنت ملامت

نہ سہنی پڑتی۔

میں بھی آج خوشگوار زندگی گزار رہی ہوتی۔

اے کاش اماں کاش

میں نے آپ کی بیوگی کی لاج رکھی ہوتی۔

کاش میں نے آپ کے محنت سے کمائی روزی

کی قدر کی ہوتی تو آج میں بھی آپ کی خواہش کے مطابق میڈیکل سٹوڈنٹ ہوتی۔

اے کاش!

بے شک اللہ کا مجھ پر خاص کرم ہے کہ مجھے رہنے کے لئے ایک چھت، اور کھانے کے

لئے دو وقت کی عزت کی روٹی مل گئی ہے، مگر آج بھی میری زندگی کی کتاب کا قرطاس

خالی ہے۔

کہاں جاؤں؟

ایسا کیا کروں کہ مجھے سکون مل جائے!

ایسا کیا کروں کہ میرے اپنے مجھے معاف کر دیں!

ایسا کیا کروں کہ میرا رب مجھ سے راضی ہو جائے!

ایسا کیا کروں۔ "منسل اپنی بستر پر چت لیٹی

زیر لب بڑبڑائی تو آنکھ سے ٹوٹ کر ایک موتی

اس کے رخسار پر بہتا ہوا تکیہ بھگو گیا۔

ناجانے کتنی دیر وہ یونہی خاموش آنسو بہاتی رہی اور پھر فجر کی اذان نے اس کی محویت توڑی تو نرمی سے چہرے پر آئے بے شمار آنسو ہتھیلی کی پشت سے صاف کرتی وہ واشر روم کی جانب بڑھ گئی۔

چند منٹ میں وہ با وضو جائے نماز پر کھڑی تھی۔

نماز ادا کرنے کے بعد جیسے ہی اس نے دعاء کے لئے ہاتھ بلند کئے تو یاد آیا کہ اس نے تو

صرف اللہ پاک سے عزت سے سر چھپانے کی دعاء مانگی تھی جو شاید قبول ہو گئی تھی

تبھی تو وہ آج آفندی ہاوس میں ناصر ف عزت سے ملازمت کر رہی تھی بلکہ رہائش

پذیر بھی تھی۔

"مجھے اب کیا مانگنا ہے؟" اس نے خود سے سوال کیا تو دل میں خیال آیا کہ وہ سکون

چاہتی ہے

قلبی سکون۔

وہ معافی چاہتی ہے ان سے جن کا اس نے دل دکھایا ہے۔

"میرے اللہ مجھے تو مانگنا بھی نہیں آتا،

تو تو دلوں کے حال جانتا ہے نہ،

میرے لئے آسانیاں پیدا کر دے۔" دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہوتی وہ

دونوں ہاتھ چہرے پر پھرتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

جائے نماز تہہ لگا کر ارادہ بستر کی شکن دور کرنے کا تہادفتا کسی کے چند الفاظ اس کے

ذہن میں تازہ ہوئے۔

"جب کبھی زندگی میں کوئی راہ سجھائی نہ دے تو بلا جھجک میرے پاس چلی آئیے گا۔"

بستر درست کرنے کا ارادہ ترک کرتی وہ تیزی سے اپنے کوارٹر سے نکلی تو اس کے قدم

خود باخود آفندی ہاوس کی جانب اٹھنے لگے۔

وہ نہیں جانتی تھی وہ کیا کرنے جا رہی تھی۔

بس اسے قلبی سکون کی تلاش تھی جسے پانے کے لئے اسے تلاش کرنا ضروری تھا۔

صبح کی پھوٹی پہلی کرن اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی

مگر اس لمحے اس کی تمام تر حسیات قلبی سکون کی تلاش میں تھیں۔

وہ تیزی سے چلتی کوارٹر اور آفندی ہاوس کے بیچ کا راستہ طے کرتی اب لاونج سے گزر رہی تھی، ارادہ تو جانے کدھر جانے کا تھا مگر قدم خود باخود مومن کے کمرے کی جانب اٹھنے لگے۔

"کیا میں ٹھیک کر رہی ہوں؟" مومن کے کمرے کا دروازہ ناک کرنے سے پہلے اس نے خود سے سوال کیا۔

پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا سوچ کر کمرے سے

آتی تلاوت قرآن کی آواز سنتے ہی دروازے کی ناب گھما کر کھولنے لگی۔

دروازے کو پورا کھول کر وہ ابھی بھی اسی کشمکش میں تھی کہ اندر جا کر کیا کہے تبھی اس کی سامنے نظر پڑی اور پلٹنا بھول گئی۔

کمرے کے وسط میں مومن جائے نماز پر دو زانو بیٹھا سورہ یسین کی تلاوت کر رہا تھا۔
یقیناً وہ بھی نماز فجر ادا کر چکا تھا۔

اس لمحے اسے اپنے بے چینی زائل ہوتی ہوئی محسوس ہوئی تبھی آنکھیں موندے
تلاوت قرآن سننے لگی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
"ارے آپ اتنی صبح یہاں!

خیریت کچھ چاہیے آپ کو؟" مومن قرآن پاک بند کر کے آنکھوں سے لگاتا جو نہی مڑا
اپنے کمرے کے دروازے میں منہل کو دیکھ کر
ٹھٹھکا پھر خود کو کمپوز کر کے نرمی سے استفسار کیا۔

"قلبی سکون۔" وہ اسی سحر کے زیر اثر کہہ گئی جو نہی سحر ٹوٹا تو گھبرا کر آنکھیں کھولیں
اور سامنے مومن کو متحیر سا پایا۔

جانے کیا سوچ کر وہ یہاں چلی آئی تھی۔

اور اب شرمندہ سی بغلیں جھانکتی واپسی کے لئے مڑنے ہی والی تھی مومن کی آواز پر
رک گئی۔

"تو پھر ملا قلبی سکون؟" مومن کی نرم آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی۔

"پتا نہیں شاید ہاں یا شاید نہیں۔" وہ وہیں کھڑے کھڑے بولی۔

چلیے لان میں چلتے ہیں وہیں اس بارے میں

مزید بات ہوگی۔

وہ اس کی دائیں جانب سے باہر نکلتا ہوا بولا تو منسل کے قدم خود بخود اس کی تقلید
کرنے لگے۔

وہ حیران تھی کہ اس جیسی ڈرپوک اور حالات کی ماری ہوئی لڑکی کس جذبے کے تحت
اس جانب چلی آئی اور اب نا صرف ناچاہتے ہوئے بھی مومن کی ہر بات کا جواب دے
رہی تھی بلکہ اس کے ساتھ چلتی ہوئی لان میں بھی آگئی۔

"بیٹھیے۔" وہ لان میں رکھی کر سی کی جانب اشارہ کرتا ہوا بولا اور خود اس کے سامنے

موجود کر سی پر براجمان ہو گیا ان کے درمیان ایک میز حائل تھا جس پر پہلے ہی

خانساماں نے چائے اور بسکٹ رکھ دیے تھے شاید یہ مومن کی روٹین تھی صبح فجر کے بعد لان میں بیٹھ کر چائے پینے کی تبھی اس کے آنے سے قبل ہی وہاں تمام لوازمات موجود تھے۔

"جی تو پھر بتائیے آپ قلبی سکون کسے کہتی ہیں؟" منسل نے مومن کے عقب میں اڑتے خوبصورت پرندوں کا غول دیکھا جو صبح کے پرسکون ماحول سے لطف اٹھاتا اپنی روزی کی

تلاش میں نکل چکا تھا۔
 NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
 "پتا نہیں

مجھے کچھ نہیں پتا بس اتنا جانتی ہوں

کہ ہر لمحہ مجھے خود سے وحشت ہوتی ہے۔

میرا دل ماہی بے آب کی مانند تڑپتا رہتا ہے

یوں لگتا ہے کسی بھی لمحے یہ پھٹ جائے گا۔

میری غلطیوں اور گناہوں سے جو اس پر بوجھ آ گیا ہے اس سے گھٹن ہوتی ہے۔

دل بے چین کو قرار نہیں،

مجھے قرار چاہیے،

مجھے قلبی سکون چاہیے۔ "کرسی کے ہتھ کو زور سے پکڑ کر بولتی منہل کا تنفس تیز

ہو گیا۔

"ہمم بہتر

یہ بتائیں کہ جب آپ میرے کمرے کے دروازے پر آنکھیں موندے کھڑی تھیں

اس لمحے کیا محسوس ہو رہا تھا؟" مومن اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھتا استفسار

کر رہا تھا۔

"مجھے لگا جیسے وہ میری زندگی کے سب سے حسین لمحات ہوں، مگر ایسا بہت کم وقت

کے لئے محسوس ہوا پھر وہی بے قراری عود

آئی ہے۔

"منہل جانتی ہیں سکون پانے کے لئے لمبی مسافت طے کرنی پڑتی ہے۔

یہ میرے عقب میں اڑتے پرندے دیکھ رہی ہیں

جانتی ہیں ان کا سکون کیا ہے؟ "منسل خالی خالی نظروں سے اس کے چہرے کو دیکھتی
نئی میں سر ہلانے لگی۔

"صبح صادق سے لے کر شام کے ڈھلتے سورج تک اپنے اور اپنے پیاروں کے لئے رزق
تلاش کرنا۔

اور پتا ہے ان کے پیارے کون ہیں؟

ان کے اپنے، ان کی فیملی

اور اس دوران مسلسل ذکر الہی کرتے رہنا۔

اب آپ پوچھیں گی کسی دوسرے کے لئے

کچھ تلاش کرنا بہت تھکا دینے والا کام ہے

پھر اس میں سکون کیسا؟

تو دیکھیے ہمارے اپنے، ہمارے پیارے جب تکلیف میں ہوں تو ہم بھی چین سے نہیں
بیٹھ سکتے۔

کیونکہ اپنے پیاروں سے دل کا رشتہ ہوتا ہے پھر جب وہ تکلیف میں ہوں گے تو ہمارے
دل کو کیونکر قرار آسکتا ہے؟

اسی لئے پرندے اپنے پیاروں کی خوشی ان کا سکون تلاش کرتے ہیں رزق کی صورت
میں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے نصیب میں لکھ رکھا ہے۔

اب بات کرتے ہیں کہ وہ سارا دن انتھک اڑان

بھرنے کے باوجود ذرا الہی میں مشغول کیوں رہتے ہیں؟

تو اس کا جواب ہے کہ بے شک اللہ کا ذکر سکون کا باعث ہے۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اپنا سکون وہ اللہ کے ذکر میں تلاش کرتے ہیں

پھر اپنے پیاروں کا سکون ان کے رزق میں تلاش کرتے ہیں۔

پرندے کی زندگی سے یہ سیکھنے کو ملتا ہے تو ہم تو اشرف مخلوق ہیں۔

امید ہے میں آپ کو آسان الفاظ میں سمجھا پایا ہوں۔

مختصر یہ کہ ہم جب تک خود پر سکون نہیں ہوتے تب تک اپنے پیاروں کا سکون تلاش

نہیں کر سکتے۔۔۔

ہمارا سکون صرف اور صرف ذکر الہی میں ہے۔

ذکر الہی سے خود سکون پائیں گے تب ہی تو

اپنے پیاروں کے لئے سکون تلاش کر سکیں گے۔

تو سب سے پہلے آپ کو کرنا یہ ہے کہ اپنا سکون

تلاش کرنا ہے جو صرف اور صرف ذکر الہی میں ہے۔

اس کے بعد ہی آپ اپنوں کے سکون کے لئے کچھ کرنے کے قابل ہوں گی۔

یا شاید یوں کہنا مناسب ہو گا کہ آپ اپنی غلطیوں اور گناہوں کی تلافی کر پائیں گی۔

رہی بات قلبی سکون کی اس کے بارے میں بتاتا چلوں جو گزشتہ چند لمحات آپ کے

پر سکون گزرے ہیں اس کی وجہ سورہ یسین کی تلاوت ہے۔

میں سورہ یسین کی تلاوت کر رہا تھا اور آپ وہ سنتے ہی پر سکون ہو گئی تھیں۔

اور کیسے نہ پر سکون ہوتیں، سورہ یسین تو خود قرآن کریم کا دل ہے۔

وہ دلوں کو منور کر دینے والا کلام سورہ یسین ہی تو ہے۔

چلیے اب میں چلتا ہوں مجھے صبح کی سیر کے لئے نکلنا ہے پھر ملاقات ہوتی ہے۔
 اور امید ہے اگلی ملاقات میں مزید مثبت باتیں کرنے کا موقع ملے گا فی امان اللہ۔ "وہ
 مضبوط لہجے میں کہتا اٹھ کھڑا ہوا اور منسل کو اس کی باتوں نے بہت حد تک پر سکون
 کر دیا تھا۔

وہ سوچ رہی تھی جس سورہ کا ذکر ہی سکون کا باعث ہے

اسے پڑھ کر کتنا سکون ملتا ہوگا۔



چند دن مزید یونہی سرک گئے۔

اب منسل اگر مکمل پر سکون نہیں تھی تو پہلے کی طرح بے چین بھی نہیں رہتی تھی۔

مومن کی باتوں نے بہت حد تک اسے پر سکون کر دیا تھا۔

مگر قلبی سکون کی تلاش اسے اب بھی تھی۔

کل رات کچن سے نکلتے ہوئے وہ خانساماں سے

مانگ کران کا قرآن کریم لے تو آئی تھی

مگر اب نماز فجر ادا کرنے کے بعد اسے چھونے سے ڈر رہی تھی۔

"یہ تو اللہ کی کتاب ہے نہ!"

یہ تو میرے ہر گناہ ہر غلطی سے واقف ہو گی۔

میں کس منہ سے اللہ کی کتاب کا سامنا کروں گی؟

نہیں نہیں میں اسے نہیں کھولوں گی۔ "وہ قرآن پاک کو دور سے دیکھتی ہم کلام
 ہوئی۔
 NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

(میں سورہ یسین کی تلاوت کر رہا تھا اور آپ وہ سنتے ہی پر سکون ہو گئی تھیں۔

اور کیسے نہ پر سکون ہوتیں، سورہ یسین تو خود قرآن کریم کا دل ہے۔

وہ دلوں کو منور کر دینے والا کلام سورہ یسین ہی تو ہے۔)

وہ قرآن پاک کو کھولنے کا ارادہ ترک کرتی جو نہی جائے نماز تہہ کرنے لگی مومن کے

الفاظ اس کے ذہن کے پردے پر جگمگائے۔

"مجھے بھی سکون چاہیے۔"

ہاں مجھے بھی سکون چاہیے۔

وہی سکون جو اس دن چھوٹے صاحب کی تلاوت سن کر ملا تھا۔

ہاں اسی سورہ کی تلاوت کرنی ہے مجھے بھی،

جس کی چھوٹے صاحب اس دن تلاوت کر رہے تھے۔

وہ تیزی سے سوچتی کمرے کے وسط میں رکھے چھوٹے سے میز کی جانب بڑھی جہاں

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Poetry|Ghazals|Short Stories|Fiction|Drama|Screenplays|E-books|Podcasts|Interviews|Opinion|Columns|Reviews|Features|Special Issues|Guest Writers|Collaborations|Partnerships|Advertising|Subscriptions|Distribution|Contact Us

اس کے قلبی سکون کا ذریعہ موجود تھا۔

"مگر میں نے تو بچپن میں ناظرہ کرنے کے بعد کبھی قرآن پاک کو ہاتھ تک نہیں لگایا کیا

میں

پھر بھی چھوٹے صاحب کی طرح تلاوت کر سکوں گی؟

"نہیں!"

یقیناً میں ایسی تلاوت نہیں کر سکوں گی۔

تو کیا میں سکون تلاش کرنا چھوڑ دوں؟"

"نہیں!

ہر گز نہیں۔

منسل اگر تم نے سکون کی تلاش چھوڑ دی

تو تم ایک دن اپنے گناہوں کے بوجھ تلے دب

کر مر جاو گی۔" منسل کو اندر سے کسی نے جھنجھوڑ کر کہا تو خود بخود اس کے ہاتھ

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|B...

قرآن کریم کی جانب بڑھ گئے۔

غلاف کو کھولتے ہوئے مسلسل اسے گھبراہٹ ہو رہی تھی۔

اسے لگ رہا تھا وہ اللہ کی کتاب کا سامنا نہیں کر پائے گی مگر جو نہی غلاف کھول کر اس

نے قرآن کریم کو آنکھوں سے لگایا تو جلتی آنکھوں میں اک ٹھنڈک سی اتر گئی۔

جانے کتنے ہی لمحے یونہی سرک گئے پھر آہستہ آہستہ قرآن کریم کو آنکھوں سے ہٹاتی

منسل چہرے کے سامنے لائی اور لبوں سے لگا کے کھولا ارادہ سورہ یسین کی تلاوت کا تھا

مگر کونسی سورہ کھلی وہ نہیں جانتی تھی۔

وہ ترجمہ تفسیر والا قرآن کریم تھا جسے ایک سطر سے منسل نے پڑھنا شروع کیا تو بار بار اٹکنے کی وجہ سے عربی سے ترجمہ کی جانب

آگئی۔

الابذکر اللہ تطمئین القلوب

”خبردار رہو کہ اللہ کی یاد سے ہی دل اطمینان پاتے ہیں۔“

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
(سورۃ الرعد: آیت نمبر 28)

جو اللہ کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں انکے دل اللہ کی یاد سے مطمئن رہتے ہیں۔ ایک مومن

کا دل اللہ کی یاد میں اٹکار ہوتا ہے، جس سے اسے اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ ایسے ہی

لوگوں کو دنیا اور آخرت کے اچھے انجام کی خوشخبری

ہے۔

”اور میں نے جو آج تک اللہ کو یاد ہی نہیں کیا،

نہ ہی اس سے تعلق رکھا،

میں نے تو بس اس کی ناشکری ہی کی ہمیشہ،

میں کس طرح سکون پاسکتی ہوں کس طرح؟"

منہل ترجمہ پڑھتے ہی کانپ اٹھی، وہ سورہ یسین کی تلاوت کرنا چاہتی تھی مگر کونسی سورہ اس کی نظر سے گزری اور اسے اپنی بے چینی کا سبب معلوم ہوا، وہ نہیں جانتی تھی بس اس وقت وہ شرمندہ تھی اپنے رب سے بہت شرمندہ،

یہی وجہ تھی کہ وہ قرآن کریم کو سینے سے لگاتی بلک بلک کر رودی۔

NEW ERA MAGAZINE *****
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بالاج وطن واپسی کا ارادہ کرچکا تھا مگر جسم میں اٹھنے والی ٹیسیں اسے وہیں رکے رہنے پر مجبور کر رہی تھیں۔

ہر لمحہ جسم میں بڑھتی تکلیف اسے بے چین کئے رکھتی تھی۔

عرصہ ہوا وہ اسی اذیت میں سکون تلاش کر رہا تھا۔

اس بات سے انجان کہ سکون تو صرف ذکر الہی میں پنہاں ہے۔

آج بھی بستر پر لیٹے لیٹے بے چینی سے مسلسل کروٹ لیتے وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔

اسے پورے جسم میں درد کے ساتھ ساتھ عجب

بے چینی محسوس ہو رہی تھی جیسے پورے

جسم میں چیونٹیاں کاٹ رہی ہوں۔

"اب تو مجھے کسی اچھے ڈاکٹر سے رابطہ کر ہی لینا چاہیے۔" وہ اپنے بستر سے اٹھ کر کچن کی

جانب جاتا ہوا سوچ رہا تھا، ارادہ کافی بنا کر پینے کا تھا۔

اب وہ اکثر جب بھی رات کے کسی پہرے چلین ہو کر نیند سے جاگتا تھا تو یونہی کافی پی کر

اپنی بے چینی کم کرنے کی کوشش کیا کرتا تھا۔

ڈاکٹر یہ کہتا ہے

نارمل حرارت ہے

ایورٹج سی شوگر ہے

ہارٹ بیٹس پورے ہیں

ہارمون اچھے ہیں

نارمل ہے ای سی جی

نارمل ہیں بی بی پی، پلس

روز واک کرتے ہو

دیکھنے میں اچھے ہو

بات بات پہ ہنستے ہو

خوش مزاج بندے ہو

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|

مسئلہ کہاں پر ہے

کس بنا پہ گرتے ہو

کس وجہ سے چکر ہیں

““““

ڈاکٹر کو کیا معلوم

عشق کی مسافت میں

جوڑ جوڑ دکھتے ہیں

سانس تک اکھڑتی ہے

سب رنگیں پھڑکتی ہیں

ڈاکٹر کو کیا معلوم

اک مرضِ محبت ہے

جس مرض کے ہونے سے

خون کی جگہ تن میں

زہر پھرنے لگتا ہے

سر سے لے کے پاؤں تک

ایک ٹیس چلتی

ایسے کاٹ دیتی ہے

جیسے آرا لکڑی کے درمیان چلتا ہے۔



NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Ghazals|Fiction|Non-Fiction|Drama|Screenplay|TV Series|Web Series|Podcasts|E-books|Digital Content

آج بہت دن بعد وہ ڈائری لے کر بیٹھا تھا۔

اس کا دل چاہ رہا تھا کہ اپنی رگوں میں خون کے ساتھ بہتا ہر سارے کا سارا ڈائری کے قرطاس پر اتار دے۔

اور کچھ حد تک وہ اس میں کامیاب بھی ہوا تھا مگر یکبارگی ذہن میں ابھرتے دردناک ماضی کے خیالات سے بے چین ہوا اٹھا اور اپنا سارا غصہ ڈائری پر نکالتے ہوئے زمین پر پٹخ دیا۔

آج صبح ہی وہ شہر کے بہترین ڈاکٹر کے پاس چیک اپ کے لئے گیا تھا مگر ڈاکٹر نے اسے یہ کہہ کر تسلی دے دی تھی کہ وہ جسمانی طور پر مکمل صحت مند ہے بس سارا مسئلہ ذہنی ہے۔

وہ ذہنی دباؤ کا شکار ہے۔

جسے عام طور پر ڈپریشن کہا جاتا ہے۔

وہ ایک سمجھدار پڑھا لکھا نوجوان ہونے کے باوجود ڈاکٹر کی بات سن کر ہتھے سے اکھڑ گیا تھا۔

"ڈاکٹر نے بہت سمجھانے کوشش کی کہ ڈپریشن تو آج کل ہر دوسرے تیسرے انسان کو ہو جاتا ہے مگر اس نے ایک نہ سنی۔

اسے لگ رہا تھا ڈاکٹر اسے پاگل کہہ رہا ہے۔

"آہ زندگی آہ

یہ کس موڑ پر لے آئی ہو مجھے، اب لوگ پاگل

کہنے لگے ہیں۔

اور شاید سچ ہی تو کہتا ہے ڈاکٹر میں پاگل ہی تو ہوں۔

اس نے میری وفا میرے منہ پر مار کر مجھے پاگل ہی تو کر دیا ہے۔

ہاں پاگل ہوں میں۔ "وہ سامنے میز پر رکھا موبائل اٹھا کر زمین پر پٹختا ہوا ہڈیانی انداز

میں چلایا۔

منہل پہلے پہل تو مومن سے بہت کترات تھی

پھر آہستہ آہستہ اس کی جھجک کم ہوئی

تو اس نے مومن کو ایک بہترین انسان پایا۔

گو کہ وہ اس بات کا کبھی زبان سے اقرار نہیں کرتی تھی مگر وہ اسے دل ہی دل میں اپنا استاد مانتی تھی اور جس طرح ایک استاد کو عزت دی جاتی ہے وہی عزت و احترام منسل سے دیتی تھی۔

مومن زیادہ تر اپنے ذاتی کاموں میں مصروف رہتا تھا۔

ایسا کم کم ہی ہوتا تھا کہ دونوں کو بات کرنے کا موقع ملے، مگر اب تو منسل کو جب بھی کوئی مشکل درپیش ہوتی تو وہ بلا جھجک

مومن سے کہہ دیتی اور وہ منٹوں میں دور کر دیتا۔

منسل کو جب مومن نے روزانہ تلاوت قرآن کرنے کی تلقین کی تو منسل نے جھجکتے ہوئے اسے بتا دیا کہ وہ قرآن پاک اٹک اٹک کر پڑھتی ہے۔

اسی لئے مومن نے قریبی مدرسہ میں اس کا داخلہ کر دیا جہاں وہ اب ہر روز فجر کے بعد

جایا کرتی تھی۔

قرآن سے لگا وہی تھا کہ منہل میں اب واضح

مثبت تبدیلیاں رونما ہونے لگی تھیں۔

وہ اب پر اعتماد ہونے کے ساتھ ساتھ بیچ گانہ

نماز کی پابند ہو گئی تھی۔

ایسا تو کوئی دن گزرتا ہی نہیں تھا جس دن منہل تلاوت قرآن نہ کرے۔

وہ صبح مدرسہ میں اور شام کو گھر میں تلاوت قرآن کیا کرتی تھی۔

آخری بار قریباً پانچ دن قبل اس کی مومن سے لاونج میں علیک سلیک ہوئی تھی جس

میں مومن سے اسے بتایا کہ اس کے بابا یعنی

سیٹھ آفندی اپنے تمام بنگ ملازمین کو دوبارہ اپنا تعلیمی سلسلہ شروع کرنے میں مدد

کر رہے ہیں،

اور وہ بھی آفندی صاحب کے خرچ پر،

اتنا ہی نہیں منہل کا بھی ان خوش نصیبوں میں نام شامل تھا یہ سن کر منہل کی آنکھوں

سے آنسو بہہ نکلے۔

منسل کے بچپن سے جوانی تک اس کی ماں نے بیوگی کے باوجود اسے ڈاکٹر بنانے کے لئے دن رات محنت مزدوری کی تھی۔

مگر اس وقت منسل اپنی ماں کی محنت خاطر میں کہاں لاتی تھی۔

لیکن آج قدرت نے اسے ایک اور موقع دیا تھا

اپنی ماں کے خواب کو حقیقت میں بدلنے کا،

جسے اس نے ہر حال میں پورا کرنا تھا۔

منسل مومن کی پوری بات سن کر مودبانہ انداز میں شکر یہ کہتی اپنے کوارٹر کی جانب دو نفل شکرانے کے ادا کرنے چل دی۔

آج اسے آفندی ہاوس میں ملازمت کرتے تین ماہ سے زائد کا عرصہ بیت چکا تھا۔

اور ان تین ماہ میں اللہ نے اسے اپنی زندگی سنوارنے کا ایک اور موقع دیا تھا جسے وہ کسی صورت گنوانا نہیں چاہتی تھی۔

بیک وقت جب اسے اپنے رب کو راضی کرنے اور مرحومہ ماں کا خواب پورا کرنے کا موقع مل رہا تھا تو وہ کیونکر کفرانِ نعمت کرتی۔

قریباً ساڑھے تین ماہ کے بعد آج اس نے اپنے کاٹیج کو الوداع کہا تھا۔

اس کا واپس جانے کو دل تو نہیں کر رہا تھا مگر اب وہ یہاں رہ کر بھی اکتا چکا تھا۔

درحقیقت وہ اپنی ذات سے اکتا گیا تھا۔

وہ کہتے ہیں اصل خوشی تو اپنے دل کی کیفیت سے ملتی ہے۔

اگر دل کا موسم اچھا ہے تو سارے موسم سہانے لگتے ہیں اور اگر دل کا موسم اچھا نہ ہو تو بہار بھی خزاں لگا کرتی ہے۔

بہر حال اسے جانا تو تھا۔

اسی لئے آج وہ وطن واپس آ ہی گیا تھا۔

چونکہ وہ تنہا رہنا چاہتا تھا اس لئے پچھلے ساڑھے تین ماہ سے اس نے اپنے پرائیویٹ

گارڈز کو چھٹی دے رکھی تھی۔

یہی وجہ تھی کہ وہ اس بار پروٹوکول کے بغیر ہی آیا تھا۔

چونکہ وہ بغیر بتائے آیا تھا اس لئے گھر سے کوئی ڈرائیور اسے ریسیو کرنے نہیں آسکا تھا۔ اپنا چھوٹا سا سفری بیگ تھا مے وہ ایئر پورٹ سے نکل کر روڈ پر آیا تو موسلا دھار بارش سے اسے خوش آمدید کہا۔

"حد ہے یار بارش میں سب ٹیکسی ڈرائیور تو ایسے غائب ہو جاتے ہیں جیسے ان کی ٹیکسی کو بارش میں سردی لگ جائے گی۔" وہ بڑبڑاتا ہوا بارش میں بھیگ رہا تھا دفعتاً ایک ٹیکسی اس کے قریب آ کر رکی۔

"کہاں جانا ہے صاحب؟" ٹیکسی ڈرائیور نے گاڑی کا شیشہ نیچے کر کے استفسار کیا۔
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
 بالاج نے اسے اپنا ایڈریس بتایا تو ٹیکسی ڈرائیور نے بتایا اس کے ساتھ ایک اور شخص موجود ہے اگر بالاج کو اس کے ساتھ سفر کرنے میں کوئی مسئلہ نہیں تو وہ اسے لے چلے گا۔

چونکہ مجبوری تھی اور بارش میں دوسری ٹیکسی ملنا بھی ممکن نہیں تھا اس لئے بالاج نے مجبوراً حامی بھر لی۔

"کیا نام ہے تمہارا بر خور دار؟" پانچ منٹ کی خاموشی کے بعد ساتھ والی سیٹ پر بیٹھے

بزرگ نے نرمی سے استفسار کیا۔

"حیرت ہے محترم آپ بالاج آفندی کو نہیں پہنچانتے۔" مغرور سا بالاج ابرو اچکا کر

بولا۔

"پہنچانتا میں تو خود بھی نہیں بیٹا۔"

"اوہ اچھا یادداشت کمزور ہے آپ کی؟" بالاج نے

اپنے مخصوص انداز میں ان پر چوٹ کی۔

"اگر میں خود کو پہنچانتا تو آج ولی ہوتا۔"

مگر میں تو اس فانی دنیا کی رنگینیوں میں

کھو کر خود کو فراموش کر بیٹھا۔

آہ کاش میں ایسا نہ کرتا۔

کاش میں خود پر یہ ظلم نہ کرتا۔" بالاج نے محسوس کیا اس بزرگ کی آواز میں رفتہ رفتہ

نمی گھلنے لگی ہے۔

"کیسا ظلم؟"

میرا مطلب ایسا کونسا ظلم کیا ہے آپ نے خود پر جس کا ملال ہے؟ "اس بار بالاج کے لہجے میں غرور کی جگہ تعجب تھا۔"

"اپنے رب سے دور ہو کر جو ظلم انسان خود پر

کرتا ہے کیا اس سے بھی بڑا کوئی ظلم ہو سکتا ہے؟" انہوں نے الٹا اسی سے سوال کر ڈالا۔

بالاج کچھ دیر تو ہونق زدہ سا ان کی جانب
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
دیکھتا رہا اور جب کوئی مناسب جواب نہ دے پایا تو رخ پھیر گیا۔

چند منٹ بعد ٹیکسی بالاج آفندی کے محل نما

بنگلے کے باہر رکی اور بالاج اپنی طرف کا دروازہ کھول کر نکلنے ہی والا تھا کہ بزرگ کی پکار پر رکا۔

"سنو جوان میں بھی یہیں رہتا ہوں

میرا مطلب میں ڈیفنس کا ہی رہائشی ہوں۔"

اگر کبھی اپنی بکھری ذات کی گتھی سلجھانے

کو دل چاہے تو قریبی مسجد میں چلے آنا۔ "بالاج اس بزرگ کی پوری بات سن کر بغیر جواب دیے ٹیکسی سے نکل کر کرایہ ادا کرتا بنگلے کے گیٹ کی جانب بڑھ گیا۔

منسل اپنی کلاس لے چکی تھی مگر جانے کیوں آج اس کا وہاں سے اٹھ کر جانے کو دل نہیں کر رہا تھا۔

آج پھر اسی اس کے وجود پر قبضہ جمائے بیٹھی تھی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

منسل جس ہال میں بیٹھ کر قرآن پاک پڑھتی تھی اس میں دو بڑے قالین بچھے تھے جن پر جا بجا چھوٹے چھوٹے ڈیسک رکھے گئے تھے۔

منسل بھی اسی قالین پر آلتی پالتی مارے ایک ڈیسک کے آگے بیٹھی تھی جس پر کچھ دیر پہلے ہی اس نے اپنا قرآن پاک غلاف میں بند کر کے رکھا تھا۔

مدرسے کی ناظرہ والی بچیوں سمیت حفظ قرآن تجوید اور تفسیر کرنے والی بہت سی لڑکیاں بھی جاچکی تھیں سوائے چند ایک کے۔

منسل کا شمار بھی تجوید والی لڑکیوں میں ہوتا

تھا۔

"میں نے توبہ کر لی ہے مگر کیا مجھے یہ معاشرہ قبول کرے گا؟

کیا مجھے میرا محرم قبول کرے گا؟

کیا مجھے میرا اللہ قبول کرے گا؟

میری غلطیاں، میرے گناہ ہی اتنے ہیں مجھے کون قبول کرے گا!

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Art | Poetry | Fiction | Prose | Drama | Screenplay | Music | Film | TV | Radio | Podcast | E-books | Audiobooks | Comics | Games | Merchandise | Events | Workshops | Seminars | Conferences | Exhibitions | Auctions | Fundraising | Philanthropy | Social Impact | Sustainability | Innovation | Entrepreneurship | Leadership | Personal Development | Health & Wellness | Education | Research | Journalism | Public Relations | Marketing | Advertising | Media | Entertainment | Sports | Fashion | Beauty | Food & Beverage | Travel | Real Estate | Law | Business | Finance | Technology | Science | Environment | Culture | Arts & Crafts | Music | Film | TV | Radio | Podcast | E-books | Audiobooks | Comics | Games | Merchandise | Events | Workshops | Seminars | Conferences | Exhibitions | Auctions | Fundraising | Philanthropy | Social Impact | Sustainability | Innovation | Entrepreneurship | Leadership | Personal Development | Health & Wellness | Education | Research | Journalism | Public Relations | Marketing | Advertising | Media | Entertainment | Sports | Fashion | Beauty | Food & Beverage | Travel | Real Estate | Law | Business | Finance | Technology | Science | Environment | Culture | Arts & Crafts

مجھ جیسی سیاہ کار کے لئے وہی بہت ہے۔

پرکاش آخری سانس سے پہلے میرے سب اپنے مجھے معاف کر دیں۔

خاص طور پر اللہ۔

میرا رب مجھ سے راضی ہو جائے۔

میرا رب مجھ سے خفا نہ ہو۔

جیسے سب اپنوں نے مجھے چھوڑ دیا،

میرا رب مجھے نہ چھوڑے۔ "اس لمحے اسے اپنے دل پر آنسو گرتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔

"اب مجھے بھی چلنا چاہیے کافی وقت ہو گیا

مجھے یہاں فارغ بیٹھے۔ "گہری سوچ کے بھنور سے نکلی منسل بڑ بڑاتی ہوئی اپنا قرآن پاک سینے سے لگاتی اٹھنے ہی والی تھی کہ چند قدم کے فاصلے پر لگے ترچھے ڈیسک پر نظر پڑی تو وہاں پڑی سنہری ڈائری نے اس کی توجہ اپنی کھینچ لی۔
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
ناچاہتے ہوئے بھی منسل اس ڈائری کی جانب بڑھ گئی۔

قرآن پاک کو اسی طرح سینے سے لگائے وہ

چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اس ڈیسک تک آئی جہاں ترجمہ تفسیر کرنے والی لڑکیوں کی کلاس ہوتی تھی۔

اس کلاس کی قریباً سبھی لڑکیاں جاچکی

تھیں پھر وہ ڈائری کس کی تھی!

بس یہی بات منسل کو تخریر میں مبتلا کر رہی تھی۔

"ہو سکتا ہے کوئی لڑکی اپنی ڈائری بھول گئی ہو۔" وہ دل ہی دل میں سوچتی اس ڈیسک کے آگے بیٹھ گئی۔

ارادہ بس اس خوبصورت ڈائری کو دیکھنے کا تھا۔

منسل نے نرمی سے اس ڈائری کو چھوا تو ایک خوبصورت احساس ہوا۔

دوسرے ہی لمحے اس ڈائری کو کھول کر دیکھنے کی خواہش جاگی تو اس نے احتیاط سے اس کو کھولا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ ڈائری جس قدر باہر سے خوبصورت تھی

اس کے صفحات اندر سے بھی اتنے ہی حسین تھے۔

سنہری رنگ کے صفحات کو دیکھ کر گمان ہوتا تھا کہ سونے کی تاروں سے بنے ہیں۔

وہ انگوٹھے کی نوک سے تیزی سے سب صفحات دیکھتی اب واپس پہلے صفحے پر آگئی جہاں بہت ہی عمدہ لکھائی میں لکھا تھا۔

"میرے بندوں کو بتا دیجئے کہ میں

غفور بھی ہوں اور رحیم بھی ہوں،"

(القرآن)

وہ انگلیوں کی پوروں سے اس سطر کو چھوتی روپڑی جانے کیوں اسے لگا کہ اس کے رب نے اس کے سوال کا جواب دے دیا۔

"عائشہ بیٹا دیکھو ترجمہ تفسیر والی کلاس میں میری ڈائری پڑی ہے سنہری رنگ کی وہ اٹھا لاو۔" وہ اس ڈائری کو مزید پڑھنا چاہتی تھی مگر اسی لمحے اس کو اپنے عقب سے کسی کی میٹھی آواز سنائی دی تو وہ تیزی سے ڈائری بند کرتی پیچھے دیکھے بغیر خارجی دروازے کی جانب بڑھ گئی۔

کوئی نہیں ہے!

جو اس کو جا کر یقین دلائے

کہ اب بھی

اس کے گمان میں اکثر

ذرا سی آہٹ پہ بھی چونکتی ہوں میں ❤️

مدرسہ سے واپسی پر وہ سیدھی اپنے کوارٹر میں آئی جہاں سے منہ ہاتھ دھو کر چنچ کرنے کے بعد اب اس کا رخ آفندی ہاوس کی جانب تھا۔

وہ کوارٹر سے نکل کر بمشکل چند قدم ہی چلی ہوگی کہ یکبارگی کسی نے عقب سے اس کے کندھے کو مضبوطی سے تھام لیا۔

اس اچانک افتاد سے گھبرا کر منسل نے جو نہی مڑ کر دیکھا تو حیرت کے سمندر میں ڈوب گئی۔



عریشہ مجھے یقین ہی نہیں آرہا کہ اس وقت

تم میرے سامنے کھڑی ہو، ورنہ میں تو سمجھی تھی کہ تم مجھے نوکری دلانے کا وعدہ پورا کرتے ہی بھول گئی ہو۔

گویا مجھ سے جان چھڑا کے سکھ کا سانس لیا ہو۔

سچ میں عریشہ مجھے یقین نہیں آرہا کہ یہ تم ہو۔ "منسل تھرا اور خوشی کے ملے جلے

تاثرات لئے مسلسل اپنی کیفیت بیان کر رہی تھی جبکہ عریشہ اس کے چہرے کی تغیر

ہوتی رنگت سے محظوظ ہو رہی تھی۔

"سب کچھ خود ہی کہہ دو گی یا

مجھے بھی کچھ کہنے کا موقع دو گی؟" عریشہ نے زیر لب مسکراتے ہوئے استفسار کیا تو

منسل نادم ہوتی اس کا ہاتھ پکڑ کے اسے

لئے اپنے کو ارٹری کی جانب بڑھ گئی۔

"تمہیں پتا ہے عریشہ اگر تم اب بھی مجھ سے ملنے نہ آتی تو میں خود تم سے ملنے آ جاتی

سچ میں تمہاری بہت یاد آرہی تھی اور

ویسے بھی میں نے عروج باجی کے پیسے لوٹانے تھے۔

چونکہ میں اس محلے میں واپس نہیں جانا

چاہتی تھی اس لئے تمہارے ہاتھ ہی ان کا قرض لوٹا کر ان کا شکریہ ادا کرنا

چاہتی ہوں۔" منسل اس کے دونوں ہاتھ مضبوطی سے تھامتے ہوئے اپنے کمرے میں

موجود بستر پر بیٹھتی بتا رہی تھی۔

"اچھانا عروج باجی کے پیسے بھی لوٹا دینا

پہلے اپنے بارے میں تو کچھ بتاؤ، کیسی ہو؟

کام کیسا جا رہا ہے؟

ان لوگوں کا رویہ کیسا ہے؟ سب کچھ

بتاؤ۔" عریشہ اس کے چہرے پر چھایا اطمینان اور مسرت دیکھتے ہوئے استفسار کر رہی تھی۔

"میں بھی ٹھیک ہوں، کام بھی بہترین ہے

اور ان لوگوں کا رویہ بھی بہت اچھا ہے میرے ساتھ، ہاں شروع شروع میں بڑی بی خفا ہو گئی تھیں مجھ سے مگر اللہ کا کرم ہے کہ اب سب ٹھیک ہے۔

اور رہی سیٹھ آفندی کی بات تو وہ اب تک لوٹے ہی نہیں،

سنا ہے چند ایک دن میں ان کی واپسی ہو رہی ہے۔

عریشہ سچ کہوں تو اللہ کے بعد میں تمہاری اور عروج باجی کی ہمیشہ شکر گزار

رہوں گی۔

میرے ساتھ جو نیکی آپ دونوں نے کی ہے میں اسے ہمیشہ یاد رکھوں گی۔ "منہل کے چہرے پر مسلسل مسکان تھی یہی چیز عریشہ کے اطمینان کا باعث بن رہی تھی۔

"چلو شکر ہے اللہ پاک کا کہ تمہاری مشکلات

ختم ہوئیں اور تم اب بھر پور زندگی گزار رہی ہو۔" عریشہ نے نرمی سے اس کے گال کو چھوتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"نہیں عریشہ ابھی مشکلات کا خاتمہ تو نہیں ہوا ہاں البتہ تمہاری اس نیکی کے باعث میں اپنے اصل کو پہچان پائی ہوں۔"

"میں سمجھی نہیں منہل کھل کر کہو کیا کہنا چاہتی ہو؟" عریشہ الجھ گئی۔

"عریشہ تم نے میرے لئے نہ صرف نوکری تلاش کی بلکہ عزت سے سر چھپانے کا ٹھکانہ بھی مہیا کیا۔

اور سب سے بڑھ کے مجھے میرا رب مل گیا۔

یقین کرو سب مل گیا۔

عریشہ جس بے قراری کا میں شکار تھی اور جس قلبی سکون کی تلاش مجھے تھی وہ بہت حد تک میں پا چکی ہوں مگر جو اپنوں کا میں نے دل دکھایا ہے اس کا ازالہ نہیں کر پار ہی۔

دعاء کرنا میرے اپنے مجھے معاف کر دیں

تاکہ میں مکمل سکون پاسکوں۔

"ان شاء اللہ جلد ہی معاف کر دیں گے



تم بس اپنے رب سے اپنے تعلقات اچھے رکھو،

باقیوں سے تعلقات میں بہتری خود ہی آجائے گی ان شاء اللہ۔"

"اچھا منسل اب میں چلتی ہوں بہت جلد ان شاء اللہ پھر تم سے ملنے آؤں گی۔" کافی

دیر بعد عریشہ واپسی کا ارادہ کرتی اٹھتے ہوئے بولی۔

"عریشہ ایسے کیسے کچھ کھا کر جانا۔

ویسے بھی جب سے میں یہاں آئی ہوں

پہلی بار تو ملنے آئی ہو مجھے کچھ دیر تو اور بیٹھو پلیز۔ "عریشہ کو واپسی کا ارادہ کرتے دیکھ کر
منسل اداسی سے بولی۔

"میں معذرت چاہتی ہوں اتنا عرصہ ملنے نہیں آسکی، مگر آئندہ ایسا نہیں ہوگا میں
کوشش

کیا کروں گی جب بھی وقت ملے تم سے ملنے آتی رہوں۔

سچ کہوں تو میں خود بھی تمہیں مس کر رہی تھی مگر پہلے پیپر کی مصروفیت اور اس کے
بعد چھٹیوں کے باعث میں گاؤں اپنی فیملی سے ملنے گئی تھی اس لئے آ نہیں سکی اتنا
عرصہ، مگر آئندہ تمہیں گلہ کرنے کا موقع نہیں دوں گی پرامس۔"

"اور اگر تم نہ آئی تو؟" منسل نے مصنوعی خفگی کا اظہار کیا۔

"اگر نہ آئی تو ہاسٹل کا راستہ تو تمہیں معلوم ہی ہے تم ملنے آجانا۔"

"عریشہ میں اس بار خفا ہو جاؤں گی۔" منسل نے اس کی شرارت سمجھ کر مصنوعی خفگی
کا اظہار کیا۔

"اچھا بابا ہر ہفتے وقت نکال کر ملنے آؤں گی

وعدہ اب خوش؟"

"ہاں بہت خوش، اور یہ عروج باجی کے پیسے انہیں شکر یہ کے ساتھ لوٹا دینا اور میرا سلام کہنا۔" منسل نے مسکراتے ہوئے پیسے عریشہ کے ہاتھ پر رکھے اور چند الوداعی کلمات اور جلد دوبارہ آنے کا وعدہ لیتی اسے باہر تک رخصت کر کے خود آفندی ہاوس کی جانب بڑھ گئی۔

عریشہ نے جب سے اسے آفندی ہاوس میں جا ب دلائی تھی تب سے اسے چاہنے کے باوجود ملنے نہیں جاسکی تھی۔

پہلے پیپرز میں مصروف رہی اور اس کے بعد جب چھٹیاں ہوئیں تو گاؤں چلی گئی۔

اب واپسی ہوئی تو سب سے پہلا کام اس نے منسل سے مل کر اس کی خیریت دریافت کرنے کا کیا۔

آفندی ہاوس میں آکر اسے سب سے زیادہ

خوشی جس بات کی ہوئی وہ منسل کے چہرے

پر گھبراہٹ اور احساس کمتری کی جگہ سکون

اور اعتماد تھا۔

جب سے اس نے منسل کو آفندی ہاوس بھیجا تھا اسے اس ڈری سہمی لڑکی کی بہت فکر

تھی جس کی ناتو تعلیمی قابلیت ایسی تھی کہ کوئی ڈھنگ کی جاب اسے مل سکے اور نہ ہی

اس میں اعتماد نام کی کوئی چیز تھی۔

مگر آج اس بے سہارا اور ڈری سہمی لڑکی کو مطمئن اور پر اعتماد دیکھ کر اسے بہت خوشی
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
 ہوئی تھی۔

اور اب وہ اس معصوم سی منسل کے لئے صدق دل سے خوشیوں کی دعاء کرتی گیٹ

سے نکل ہی رہی تھی کہ اچانک گیٹ میں داخل ہوتی گاڑی تلے آکر کچلے جانے سے

بال بال بچی۔

"ارے یہ کیا طریقہ ہے ہاں!

بڑی گاڑی ہونے کا یہ مطلب تو نہیں کہ آپ کسی بھی راہ چلتے کو کچل دیں۔" عریشہ

طیش میں کہتی آگے بڑھی تو گاڑی سے نکلتے

شخص کی پر سنیلٹی سے مرعوب ہوتی لب بھینچ کر رہ گئی۔

"محترمہ آپ کو لگی تو نہیں؟" وہ شخص

اپنی رعب دار شخصیت کے برعکس اتنا ہی نرم گو ثابت ہوا۔

"نہیں جی لگی تو نہیں مگر ارادہ تو تھا نہ

آپ کا مجھے کچلنے کا؟" وہ ناگواری سے کہتی

آگے بڑھنے ہی لگی تھی کہ مقابل کی نرم پکار نے روک لیا۔

"خدا نخواستہ میں کیوں کچلنے لگا آپ کو!

بھئی میری ددو جانی تو کہتی ہیں

اچھی لڑکیاں تو قسمت والوں کو ملتی ہیں

اور اگر قسمت سے کہیں مل جائیں تو ان کی قدر کرنی چاہیے۔

اب اگر مجھے اچھی لڑکی مل ہی گئی ہے تو میں بجائے قدر کرنے کے اپنی گاڑی تلے کچلنے

کی غلطی کیوں کروں گا؟" وہ بظاہر سنجیدگی

سے کہتا عریضہ کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر محظوظ ہو رہا تھا۔

"اور میں جو آپ کو مہذب انسان سمجھ کر آپ کی پکار پر رکی تھی بہت بڑی غلطی ہوئی

مجھ سے۔

بات سنیں مسٹر اگر فلرٹ کرنے کا اتنا ہی شوق ہے تو اپنے جیسی لڑکی ڈھونڈیں میں

آپ کے ٹائپ کی لڑکی نہیں۔" وہ جل کر کہتی عقب میں کھڑے مومن کو مسکراتا

چھوڑ کر آفندی ہاوس کا گیٹ عبور کر گئی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لاونج میں قدم رکھتے ہی اسے عجیب محسوس ہوا۔

اس سے قبل ایسا احساس اسے

کبھی نہیں ہوا تھا۔

وہ اس احساس کو مکمل طور پر ذہن سے جھٹکتی کچن کی جانب بڑھی جہاں سے

بڑی بی کا ناشتہ لے کر اسے ان کے کمرے میں جانا تھا۔

زینے چڑھتے ہی وہ اس راہداری میں چلنے لگی

جہاں قطار در قطار کئی کمرے بنے تھے اور انہیں کمروں میں سے ایک کمرہ بڑی بی کا تھا۔

چونکہ بڑی بی کا مزاج بدلتا رہتا تھا اس لئے

انہوں نے چند دن پہلے ہی ضد کر کے اپنا ضروری

سامان اوپر والے پورشن میں رکھوا دیا تھا۔

اس دوران مومن نے ان کی بیماری کو مد نظر رکھتے ہوئے بہت کوشش کی انہیں نیچے

والے پورشن میں روکنے کی مگر ان کی

ضد تھی کہ اوپر ہی رہنا ہے تو مجبوراً مومن

کو بھی ان کی ضد کے آگے ہتھیار ڈالنا پڑے۔

مسنل راہداری سے گزرتے ہوئے مسلسل خانساماں کے بتائے کمرے کو یاد کرنے کی

کوشش کر رہی تھی۔

کیونکہ اس راہداری میں بے شمار کمرے تھے

اس لئے منہل کو یہ فیصلہ کرنے میں مشکل پیش آرہی تھی کہ بڑی بی کا کمرے دائیں
ہاتھ پانچواں ہے یا چھٹا، کافی تردد کے بعد منہل
نے چھٹے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا اور جواب نہ ملنے پر ہچکچاتے ہوئے اندر داخل
ہو گئی۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی مسحور کن خوشبو

نے اسے اپنے گھیرے میں لے لیا۔

وہ لمبا سانس کھینچ کر اس خوشبو کو محسوس کرتی مسکرا دی پھر دوسرے ہی لمحے وہ اپنی
غلطی پر سرپیٹتی وہاں سے سرپیٹ دوڑی، اس کمرے میں جا بجا مردانہ کپڑے اور
مردانہ جوتے بکھرے پڑے تھے۔

یقیناً وہ غلطی سے بڑی بی کے دوسرے پوتے کے کمرے میں آگئی تھی جس کا ذکر اکثر وہ
خود بڑی بی اور مومن کے منہ سے سنتی رہتی تھی۔

اس دوران مسلسل ہاتھ روم کے نل سے پانی بہنے کی آواز آرہی تھی

اس نے بیرونی دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا

تو کسی احساس کے تحت مڑ کے دیکھا مگر

جو نہی باتھ روم کا دروازہ کھلنے کی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی وہ تیزی سے بیرونی
دروازے کا ہینڈل گھماتی باہر نکل گئی۔

تھوڑی ہی دیر بعد جب وہ بڑی بی کو ناشتہ کروا کے نکلی تو جانے کیوں اس کا دل چاہا مڑ
کے عقب میں اسی کمرے کو دیکھنے کو جہاں کچھ دیر قبل وہ غلطی سے چلے گئی تھی،
وہ ایسا کرتی اس سے قبل ہی اسے راہداری میں آتا مومن دکھائی دیا جسے مسکراتا دیکھ کر
وہ بھی احتراماً مسکراتی اس کی جانب بڑھ گئی۔
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
وہ یونہی باتیں کرتے کرتے زینے اترتے لاؤنج

سے ہوتے ہوئے لان میں آگئے۔

مومن اسے دوبارہ تعلیمی سلسلے کا آغاز کرنے

پر مبارکباد دے رہا تھا اور وہ نرمی سے

مسکراتی ہوئی اس کے تعاون کا شکریہ ادا کر رہی تھی۔

"جی تو بتائیے ددو جانی کے ساتھ دوستی ہو گئی یا ابھی بھی ڈانٹ پڑ جاتی ہے؟" مومن کا

موڈ آج بہت اچھا لگ رہا تھا جی ہلکے

پھلکے انداز میں استفسار کر رہا تھا۔

"جی اللہ کا شکر ہے اب تو بہت

دوستی ہو گئی ہے۔" منسل نے نرمی سے مسکرا

کر کہا۔

"میں دیکھ رہا ہوں آپ کے آنے کے بعد

ددو جانی بہت خوش رہنے لگی ہیں۔

حالانکہ پہلے وہ بہت چڑچڑی ہو گئی تھیں۔"

مومن نے مسکراتے ہوئے بات آگے بڑھائی۔

"جی یہ تو میرے اللہ کا کرم ہے ورنہ مجھ

میں تو ایسی کوئی بات نہیں کہ کسی کی خوشی کا باعث بن سکوں۔" متانت سے کہتی

منہل اس کے ہمراہ چلتی ہوئی لان میں رکھی چئیر پر بیٹھ گئی۔

مومن اور منہل آج بھی آمنے سامنے کرسی پر براجمان تھے جبکہ درمیان میں میز حائل تھا۔

"بے شک اللہ کا کرم تو ہے ہی مگر آپ کا

ساتھ بھی دد و جانی کو اچھا لگنے لگا ہے۔

خیر آپ یہ بتائیں کہ آگے کا کیا پلان ہے۔



چند دن میں وطن واپسی ہو رہی ہے۔

اس کے بعد آپ اپنا تعلیمی سلسلہ بھی

دوبارہ شروع کرنے جا رہی ہیں۔

اس کے لئے تیار ہیں؟" اس نے استفسار کیا۔

"جی تیار تو ہوں مگر۔۔" منہل جزبہ ہوئی۔

"مگر کیا؟" مومن نے ابرو اچکایا۔

"مجھے ہچکچاہٹ محسوس ہو رہی

ہے میرا مطلب آپ لوگ پہلے ہی میرے لئے اتنا کر رہے ہیں مزید آپ لوگ مجھ پر یہ مہربانی بھی کرنے جا رہے ہیں میں کبھی کبھی سوچتی ہوں کہ کیسے آپ کے اور آفندی صاحب کے احسانات کا قرض چکاؤں گی؟" منسل نخل ہوئی۔

"ایسا مت کہیے مس منسل

انسان تو صرف ذریعہ ہے
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اصل مدد کرنے والی ذات تو وہ اوپر ہے، آپ ایسا کہہ کر مجھے شرمندہ

کر رہی ہیں۔" مومن نے آسمان کی جانب اشارہ

کر کے کہا۔

"بے شک مدد کرنے والی ذات وہی ہے۔

اور میں ہر لمحے اپنے رب کا شکر ادا کرتی ہوں

جس نے مجھے آپ جیسے اچھے لوگوں سے

ملوایا جو اتنا خوبصورت دل رکھتے ہیں۔

یقین کیجئے میرے دل میں آپ کی بہت قدر

ہے۔

آپ بہت اچھے انسان ہیں۔ "منہل سر جھکائے"

سیٹھ آفندی اور مومن کی دریاہلی کی تعریف کر رہی تھی کہ عقب سے آتی تالیوں
کی آواز پر چونک کر مڑی تو پلک جھپکنا بھول گئی۔

کہیں اکیلے میں مل کر جھنجھوڑ دوں گا سے

جہاں جہاں سے وہ ٹوٹا ہے جوڑ دوں گا سے

مجھے وہ چھوڑ گیا یہ کمال ہے اس کا

ارادہ میں نے کیا تھا کہ چھوڑ دوں گا سے

بدن چرا کے وہ چلتا ہے مجھ سے شیشہ بدن

اسے یہ ڈر ہے کہ میں توڑ پھوڑ دوں گا اسے

پسینے بانٹتا پھرتا ہے ہر طرف سورج

کبھی جو ہاتھ لگا تو نچوڑ دوں گا اسے

مزه چکھا کے ہی مانا ہوں میں بھی دنیا کو

سمجھ رہی تھی کہ ایسے ہی چھوڑ دوں گا اسے

راحت اندوری

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Poetry|Short Stories|E-books
"اور میں ہی بے وقوف تھا جو سمجھا تھا کہ

تم سدھر گئی ہو گی۔

مگر مجھے اندازہ نہیں تھا کہ تم جیسے لوگ

جن کے منہ کو پیسہ لگ جائے پھر رکا نہیں

کرتے۔

اب ایک کولوٹ چکی تو دوسرا شکار کرنے چلی!

اور دوسرا کیوں۔۔

کیا خراب تک کتنوں کو اپنی محبت کے

جال میں پھانس کر لوٹ چکی ہو۔

اور وہیں تک تمہارا دل نہیں بھرا اب میرے گھر میں ڈاکہ ڈالنے آگئی زہریلی ناگن۔

ڈس لیا تم نے میری ماں جیسی مامی کو،

میرے چھوٹے سے آشیانے کو،

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry
اور میرے جذبات کو،

کاش۔۔

اے کاش میں نے تمہیں اس وقت ہی طلاق

دے دی ہوتی تو آج کم سے کم تمہیں اپنے ہی

بھائی کے ساتھ یوں کھڑا دیکھ کر اذیت میں

مبتلا نہ ہوتا۔

مگر کوئی بات نہیں جو کام تب نہیں کیا اب کئے دیتا ہوں۔

آج اسی وقت تمہیں پہلے اپنے گھر سے دھکے مار کر نکالوں گا۔

اس کے بعد ساری دنیا کے سامنے تمہیں اس

بندھن سے آزاد کر دوں گا جس سے آزادی

حاصل کرنے کے لئے تم اتنا گر گئی۔ "منسل اور مومن نے عقب سے آتی تالیوں کی آواز سن کر جیسے ہی گردن موڑی تو سامنے کھڑے شخص کو دیکھ مومن کے چہرے کے تاثرات میں تو کچھ خاص فرق نہیں آیا البتہ منسل کے چہرے کی رنگت تغیر ہوئی تھی۔

اس سے قبل مومن بالاج سے یوں تالی بجانے کی وجہ پوچھتا بالاج کے منہ سے نکلنے والے الفاظ نہ صرف اسے بلکہ اس کے ساتھ کھڑی منسل کو بھی سن کر گئے۔

ہوش تو تب آیا جب بالاج منسل کو کلانی سے

کھینچتا ہوا بیرونی دروازے کی جانب لے جا رہا تھا۔

"ر کو بالاج یہ کیا کر رہے ہو؟

بالاج میں کہتا ہوں کہ کوئی غلط فہمی ہوئی ہے انہیں ہماری دوجانی کے لئے رکھا گیا ہے۔

بالاج یہ کیا بد تمیزی ہے چھوڑو انہیں۔ "مومن بالاج کو مسلسل روکنے کی سعی کر رہا تھا

جبکہ بالاج کے سر پر تو جیسے خون سوار تھا

جو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

چوکیدار بالاج کو اس طرح کسی لڑکی کو گھسیٹ کر لاتا دیکھ کر گھبرا کر پیچھے ہٹ گیا۔

بالاج نے بیرونی گیٹ کو ٹھوکر سے کھولا اور منسل کو جھٹکے سے باہر کی جانب دھکیل

دیا۔

مگر منسل زمین بوس ہونے کی بجائے

اسی لمحے باہر سے آتی سیٹھ آفندی کی گاڑی

سے ٹکرا کر زخمی ہو گئی۔

بالاج دیوانگی کے عالم میں منہ سے جانے کیا کہنے والا تھا جب مومن نے آگے بڑھ کے

اس کے لبوں پر ہاتھ رکھ دیا۔

دوسری جانب یوں اچانک اپنی گاڑی سے ایک نسوانی وجود کو ٹکراتے دیکھ کر سیٹھ
آفندی

تیزی سے گاڑی کا دروازہ کھولتے باہر نکلے اور

گاڑی کے آگے زمین پر پڑی زخمی لڑکی کو دیکھ کر ٹھٹھک گئے۔

بالاج مومن کو خود سے دور دھکیلنے کی سعی کر رہا تھا جب سیٹھ آفندی نے زخموں سے
کراہتی منسل سے نظر ہٹا کر ایک غصیلی نگاہ بالاج پر ڈالی۔

"بالاج پانچ منٹ میں مجھے سٹڈی میں ملو۔" کہتے وہ اندر کی جانب بڑھ گئے تب تک

چوکیدار بھاگ کر اندر سے ایک ملازمہ کو بلا لایا جو اب منسل کو سہارا دے کر بٹھار ہی
تھی۔

بالاج مومن کو جھٹکے سے خود سے دور کرتا

تنفر سے مومن اور منسل کو باری باری دیکھتا

اندر کی جانب بڑھ گیا۔

"یہ کیا تھا بالاج؟"

ٹھیک ہے تمہاری نظر میں 'میں اچھا باپ نہیں

مگر تمہاری ماں تو اچھی تھی نہ!

اس نے یقیناً تمہاری تربیت اچھی کی ہوگی۔

پھر کیسے تم اس قدر جارحانہ حرکت کر سکتے ہو؟

آخر کیسے تم نے ایک لڑکی کو یوں ذلیل کر ڈالا؟

بالاج تمہیں اندازہ بھی ہے کہ کس قدر گری ہوئی حرکت کی ہے تم نے؟ "وہ تاسف

سے بالاج کو دیکھتے استفسار کر رہے تھے۔

آہ آہ

ہا ہا ہا آہا ہا ہا۔

آہ سیٹھ آفندی آہ

یہ آپ پوچھ رہے ہیں؟

واقعی آپ پوچھ رہے ہیں کہ کیسے کی میں نے یہ گری ہوئی حرکت ہاں!

جس نے اپنے باپ کے کہنے پر اپنی بیوی کو طلاق دے دی تھی۔

جس کے سامنے اس کی بیوی اور بیٹے کو گھر سے دھکے مار کر نکالا جا رہا تھا مگر وہ خاموش

تماشائی تھا۔

جس نے مڑ کر کئی سال اپنی اولاد کا حال

نہیں پوچھا۔

جس کا دل اپنے بے سہارا بیٹے کے مسکین ہونے پر بھی نہیں پگھلا۔

وہ انسان کس طرح مجھ سے سوال کر سکتا ہے؟

جس کا اپنا ماضی سوالیہ نشان ہے۔

کچھ بھی کہیے سیٹھ آفندی

خون تو میں آپ ہی کا ہوں، جو آپ نے کیا

میں بھی تو وہی کروں گا نہ!

جیسے آپ نے میری ماں کی وفاؤں کا صلہ بے وفائی کی صورت میں دیا تھا
بالکل ویسا ہی کچھ میں بھی کر کے آپ کا نام روشن کرنا چاہتا ہوں سیٹھ صاحب۔

وہ کیا کہتے ہیں سیانے جو بویا جائے وہی کاٹنا

پڑتا ہے۔

یاد کیجئے سیٹھ آفندی آپ نے بہت سال پہلے جو بویا تھا بس وہی کاٹنے کا وقت

ہے۔ "نفرت

آمیز لہجے میں کہتا وہ تن فن کرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا اور سیٹھ آفندی آنکھوں میں آنسو
لئے اسے جاتا دیکھتے رہ گئے۔

رات کے تین بج رہے تھے مگر شاید نیند مومن کی آنکھوں سے خفا ہو گئی تھی۔

وہ بے چینی سے اپنے کمرے کے چکر کاٹتا مسلسل منہل کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

"تو کیا ہمارے گھر میں چند ہزار پر نو کری کرنے والی لڑکی میری بھا بھی ہے؟" بس یہی

سوچ

اسے پریشان کئے دے رہی تھی دفعتاً اس کے ذہن کے پردے پر منسل کا آنسوؤں سے

ترچہ

آیا تو سے آج پہلی بار اپنے جان سے پیارے بھائی پر جی بھر کے غصہ آیا۔

"کیسے؟"

آخر کیسے وہ ایک لڑکی پر ہاتھ اٹھا سکتا

ہے؟

وہ انسان جو باہر سے جتنا بھی سخت نظر آئے مگر اندر سے چیونٹی کو بھی تکلیف دینے کا

حوصلہ نہ رکھتا ہو وہ کیسے اتنا سنگ دل اور

بد تمیز ہو گیا کہ ایک نازک سی لڑکی کو بے رحمی سے ذلیل کر دیا؟

کیسے آخر کیسے؟"

ساری رات اس کی آنکھوں کے سامنے وہی منظر چلتا رہا اور وہ منسل کے بارے میں

سوچ کر پریشان ہوتا رہا۔

اس کی آنکھ کھلی تو اس نے خود کو اپنے کوارٹر میں پایا۔

چند لمحے خالی الذہنی کی کیفیت میں چت

لیٹی چھت کو گھورتی رہی،

رفتہ رفتہ اس کی نظروں کے سامنے وہی تکلیف دہ سین دوبارہ کسی فلم کی طرح چلنے لگا۔

"اور میں ہی بے وقوف تھا جو سمجھا تھا کہ

تم سدھر گئی ہو گی۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Articles | Poetry | Gists | Interviews | Photo | Reviews | Cartoons | Columns | Special

مگر مجھے اندازہ نہیں تھا کہ تم جیسے لوگ

جن کے منہ کو پیسہ لگ جائے پھر رکا نہیں

کرتے۔

اب ایک کولوٹ چکی تو دوسرا شکار کرنے چلی!

اور دوسرا کیوں۔۔

کیا خبر اب تک کتنوں کو اپنی محبت کے

جال میں پھانس کر لوٹ چکی ہو۔

اور وہیں تک تمہارا دل نہیں بھرا اب میرے گھر میں ڈاکہ ڈالنے آگئی زہریلی ناگن۔

بالاج کے الفاظ اس کے دماغ پر کسی ہتھوڑے کی مانند برس رہے تھے۔

اس نے اپنی سو جھی آنکھوں کو زور سے بند کر کے دکھتے پپوٹے مسل کر دو بارہ کھولا تو

ڈھیروں بے تاب آنسو بہہ نکلے۔

"تو کیا میری دعاء قبول نہیں ہوئی مالک؟

مطلب میرے اپنے مجھے کبھی معاف نہیں کریں گے؟

جیسے بالاج کی دل میں میرے لئے نفرت کا الاودہک رہا ہے اس سے صاف واضح ہے کہ

وہ مجھے معاف کرنا تو دور کبھی دیکھنا بھی پسند نہیں کریں گے۔

یقیناً ماں نے بھی مجھے معاف نہیں کیا ہوگا۔

میں اس داغ کے ساتھ کیسے جیوں گی مالک

جو میں نے اپنی ایک بیوقوفی سے اپنے دامن

پر لگا لیا ہے؟

میں کبھی بھی کسی کو اپنی پار سائی کا یقین دلا پاؤں گی نہ ہی عزت کی زندگی جی پاؤں گی۔
چند دن قبل جو مجھے لگا تھا کہ زندگی آسان ہو رہی ہے اور میں اپنی اماں کی خواہش پوری
کرنے کے لئے دل و جان سے محنت کر کے پڑھنے لگوں گی ان حالات میں کیسے ممکن
ہے میں

پر سکون رہ سکوں!

پر سکون رہنا تو دور اب تو شاید میرے سر سے چھت تک چھن جائے گی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اے میرے مالک تو جانتا ہے نامیں نے سچے دل سے توبہ کی تھی۔

اماں کہتی تھی تو اپنے بندے کی توبہ کا منتظر رہتا ہے۔

اور سچے دل سے توبہ کرنے والے کو فوراً معاف کر دیتا ہے۔

اماں تو یہ بھی کہتی تھی تو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

میں تجھ سے امید کرتی ہوں کہ تو نے مجھے

معاف کر دیا پھر یہ انسان معاف کیوں نہیں کرتے اللہ کیوں؟ "وہ خود کلامی کرتے ہوئے ایک بار پھر رودی مگر اس بار اس کی ہچکیاں سن کر درود یوار بھی اس کی بے بسی پر نوحہ کناں تھے۔

مسلسل چینل بدلتا وہ اکتا کر ری موٹ پٹخنے کے انداز میں بستر پر اچھالتا جہازی سائز کے بیڈ سے اٹھ کر دائیں سے بائیں چکر لگانے لگا۔

بچپن سے لے کر جوانی
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
اور منسل کے دھوکے تک اسے سب یاد آ رہا تھا۔

اسے آج بھی یاد تھا جب وہ پہلی بار اپنی ماں کے ساتھ ماموں کے گھر گیا تو کیسے اجڑی بہن

کا صدمہ ان کے لئے جان لیوا ثابت ہوا تھا۔

اسے آج بھی یاد تھا کہ شوہر کی موت کی وجہ بننے کے باوجود کس طرح اس کی ممانی نے اسے اور اس کی ماں کو گلے لگایا اور پھر

کچھ ہی عرصے میں اپنی نند کی بگڑتی حالت

اور موت کے بعد اسی نند کے بیٹے کو اپنا بیٹا بنا کر پالا۔

اس عظیم عورت نے کبھی غربت کا رونا رویا نہ ہی نند یا اس کی اولاد سے نفرت کی۔

کس نے سوچا تھا کہ

شوہر کی موت کو اللہ کی رضا جان کر

جوانی میں ہی بیوگی کی چادر اوڑھ کر صبر شکر کرنے والی اسی عورت کی بیٹی اس سے الٹ
نکلے گی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

منہل نے دوسرے دن ہی اپنی پھپھو اور ان

کے بیٹے سے یہ کہہ کر نفرت کا اظہار کر دیا تھا کہ وہی لوگ اس کے باپ کی موت کی

وجہ

ہیں۔

بچپن کی دہلیز پار کرتے کرتے منہل کے دل میں نفرت کی جڑیں اس قدر مضبوط ہو

جائیں گی بالاج نے کب سوچا تھا۔

وہ تو لڑکپن سے جوانی تک اس سے خاموش محبت کرتا آیا تھا۔

گو کہ منسل اس سے چھوٹی تھی مگر تھا تو وہ بھی بچہ ہی

لیکن ماں کی موت نے اسے بچپن میں ہی سمجھدار بنا دیا تھا۔

اور جیسے جیسے وہ بڑا ہوتا گیا منسل کی نفرت کے باوجود خود کو اس کی جانب بڑھنے سے

روک نہیں پایا۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جس طرح اس کے دل میں منسل کی محبت بڑھتی گئی

ٹھیک ویسے ہی منسل کے دل میں اس کے لئے نفرت بڑھتی گئی جس کا وہ برملا اظہار

کرتی بھی دکھائی دیتی تھی۔

وہ کئی بار دھتکارے جانے کے باوجود

خود کو اس کے سامنے بے بس پاتا تھا۔

جوں جوں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کے دل میں منسل کے لئے محبت بڑھی

اپنے اور اس کے درمیان نکاح جیسے پاکیزہ رشتے کے باعث عزت بھی بڑھتی گئی۔

وہ جتنی بار اسے دھتکارتی وہ اپنے آپ کو

اتنی بار اس کی محبت میں بے بس پاتا۔

نفرت اور دھتکارے جانے کے باوجود بھی

وہ اس احساس کے ساتھ خوش تھا کہ وہ

صرف اور صرف اس کی ہے۔

مگر منہل کے دھوکے اور صدمے سے اس کی ماں جیسی ممانی کی موت نے جیسے

اسے توڑ کر رکھ دیا۔

وہ بچہ جس نے بچپن میں اپنی ماں کا ذلیل ہو کر سسرال سے نکالے جانے کا منظر اپنی

آنکھوں سے دیکھا تھا۔

وہ بچہ جس نے ننھی سی عمر میں بہن کے اجرٹے پر اپنے ماموں کی موت کو دیکھا تھا۔

اور وہ بچہ جس نے کھیلنے کودنے کے دنوں میں اپنی چھاواں اپنی ماں کو ابدی نیند سوتے

دیکھا تھا جو دکھ سہتا سہتا بہت مضبوط

ہو گیا تھا وہی بالاج جوانی میں اپنی محبت اپنی منکوہ کے دھوکے سے اس طرح بکھرا

کہ پھر چاہ کر بھی کبھی خود کو سمیٹ نہ پایا۔

اس دن اس نے فیصلہ کر لیا کہ اس قدر دولت کمائے گا کہ دنیا اس کی جیب میں ہو مگر وہ کسی کو خاطر میں نہ لائے۔

پیسے کی خواہش تو اسے کبھی بھی نہ تھی مگر منہل کے دھوکے نے اسے دیوانہ کر دیا

اور اسی دیوانگی کے عالم میں اس نے اپنے باپ

سیٹھ آفندی کے پاس لوٹنے کا فیصلہ کیا۔

اسی باپ کے پاس جس نے سالوں پہلے اسے اور اس کی ماں کو در بدر ٹھوکریں کھانے کے لئے چھوڑ دیا تھا۔

باپ کے پاس آتے ہی اسے سب ملا دولت عزت اور سیٹھ آفندی کی بد دولت آسانی سے کرکٹ

ٹیم میں جگہ ملنے کے ساتھ ساتھ اس کے ٹیلنٹ کے دم پر شہرت بھی، مگر نہیں مل سکا تو سکون نہیں مل سکا۔

وہ سکون جو پہلے اس کے باپ کے سلوک سے اسے اپنی ماں کی حالت دیکھ کر رخصت

ہوا تھا۔

دوسری بار اس کی محبت کے دھوکے سے چھن گیا۔

یہی وجہ تھی کہ نہ تو وہ اب تک اپنے باپ کو

معاف کر پایا تھا اور نہ کبھی منسل کو معاف کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

باپ کے ساتھ بد سلوکی کی وجہ بھی یہی تھی اور منسل سے نفرت کی بھی۔۔

مگر یہ بھی سچ تھا کہ وہ آج بھی اندر ہی اندر

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|

باپ کی شفقت کو ترستا تھا

اور آج بھی منسل کی محبت اسے تڑپنے پر مجبور کر دیتی تھی۔

دل لاکھ منسل کے لئے بے چین ہوتا مگر اس کا دھوکہ یاد کرتے ہی وہی دل جلنے لگتا۔

اسی بے چینی پر قابو پانے کے لئے وہ اپنے ارد گرد کے لوگوں سے بد سلوکی کیا کرتا تھا۔

اور آج لمبے عرصے بعد وہ دشمن جاں سامنے آئی بھی تو کسی نامحرم کے ساتھ خوش

گپیاں کرتی ہوئی۔

وہ اس بے وفا کو دیکھ کر دیوانہ ہی تو ہو گیا تھا۔

اور اسی دیوانگی کے عالم میں اس نے جو کیا وہ پورے بنگلے کے درو دیوار نے دیکھا۔

منہل کی آنسوؤں سے لبریز آنکھیں بار بار اس

کے ذہن پر جگمگاتیں وہ تو بے چین ہوا ٹھتا۔

مگر اگلے ہی لمحے اپنے ہی بھائی کے ساتھ

اس کو سوچ کر اس کا چہرہ تیش سے متمنا لگتا۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Article|Bod...
"میں تم سے نفرت کرتا ہوں منہل

سنا تم نے نفرت۔۔۔" وہ ماضی سے حال

میں لوٹا تو ہذیبانی انداز میں چلا کر کمرے میں موجود ہر چیز کو ٹھوکروں پر رکھ لیا۔

اک جنون ہے بے معنی، اک یقین لا حاصل

کیا ملا ہمیں محسن اس کی آرزو کر کے

سار ادن کمرے میں ٹوٹے کانچ پر آڑھا تر چھا

لیٹا بالاج نیم بے ہوشی کی حالت میں مسلسل گریہ وزاری کرتا رہا پھر قریباً عصر کے وقت اسے ایک بار پھر ہوش آیا تو اپنے جسم کے مختلف حصوں میں چھبے کانچ کی چھن چھن برداشت کرتا وہ اٹھ بیٹھا۔

چند لمحے سختی سے جبراً بھنچے تکلیف سہنے کے بعد وہ جسم میں چھبے کانچ کو بے دردی سے نوچ کر زمین پر پھینکنے لگا۔

اس ساری کاروائی میں اس کی آنکھیں ضبط سے لال انگارہ بنیں اور آنسو تو اتر سے بہہ رہے تھے، اب خدا جانے وہ آنسو کانچ کی چھن کے تھے یا زندگی میں ملنے والی مسلسل اذیتوں کے۔۔۔

جسم کے مختلف حصوں سے کانچ کھینچ کر نکلنے کے بعد وہ لڑکھڑاتے قدموں سے اٹھا اور شاہرہ لینے چل دیا۔

یہ وہی کانچ تھا جو اس نے اپنے تمام پر فیومز توڑ کر کمرے میں بکھیرا تھا۔

شاہرہ لینے کے بعد وہ جسم سے بہتے خون کی چھوٹی بڑی بوندوں کو نظر انداز کرتا تو لیے سے جسم رگڑ کر اپنے تئیں خون صاف کر کے کپڑے پہنتا کمرے سے نکلتا چلا

گیا۔

لاونج سے گزرتے ہوئے اس نے محسوس کیا

کہ ملازم اسے دیکھ کر گھبرا گئے ہیں۔

ملازم بھی اس کی جنونی طبیعت سے واقف تھے تبھی اس سے ڈرتے تھے یہی سوچ کر

تلخی سے لب کچلتا وہ بنگلے سے گاڑی لے کر نکلا اور یونہی بے مقصد سڑکوں پر گاڑی

دوڑانے لگا۔

عصر کے قریب گھر سے نکلا وہ سورج ڈوبنے کے بعد بھی اپنے اندر کے اضطراب کو کم نہ

کر سکا

تو تھک ہار کر واپسی کی راہ لی۔

اپنے گھر کے قریب پہنچ کر اس کی سماعتوں سے ایک بار پھر موزن کی خوبصورت آواز

ٹکرائی تو وہ چاہ کر بھی خود کو مسجد کی جانب بڑھنے سے روک نہ سکا۔

اسے یاد پڑتا تھا کہ آخری بار نماز اس نے حافظ کے مسلسل اسرار پر پڑھی تھی

مگر دل لگا کر نہیں۔۔

ہاں مگر اسے یہ بھی یاد تھا کہ آخری بار اس نے دل لگا کر نماز اپنی ماں جیسی ممانی کے انتقال سے قبل پڑھی تھی۔

وہی تو تھیں جنہوں نے اسے نماز کا عادی بنایا تھا۔

وہی اسے ہمیشہ صابر و شاکر رہنے کی تلقین کیا کرتی تھیں اور وہ بھی سعادت مند بچے کی طرح ان کا ہر حکم بجالاتا تھا۔

مگر جس دن سے اس کی محبت نے اس کے اور اپنے درمیان قائم پاکیزہ رشتے کا مذاق بنا کر جس دن سے اس کا آخری سہارا (ممانی) چھینا تھا

وہ تو جیسے زندالاش بن گیا تھا۔

اپنے باپ سے خفا

منہل سے خفا

خود سے خفا

یہاں تک کہ اپنے رب سے بھی خفا۔

آج عرصے بعد اس نے مسجد کی دہلیز پر قدم رکھا تو پورا وجود کانپ کانپ گیا۔
دل نے پوری شدت سے دھڑکنا شروع کیا تو اس کی کشادہ پیشانی پر پسینے کی ننھی بوندیں
نمودار ہو گئیں۔

دل نے کہا "کس منہ سے اللہ کے حضور پیش ہو گے بالاج؟

لبے عرصے سے اپنے رب سے دوری اختیار کیئے رہے۔

اب اپنی من مانیوں اور نادانیوں پر کیا عذر پیش کرو گے؟

تم اللہ سے کیا خفا ہو گے بالاج سوچو اگر اللہ تم سے خفا ہوا تو!

اس احساس کے ساتھ اگلا سانس لے پاو گے کہ خالق تم سے خفا ہے؟ "اس کے جسم پر

رعشہ کی سی کیفیت طاری تھی،

وہ وہاں سے بھاگ جانا چاہتا تھا اور اس نے ہمت مجتمع کی اور واپس مڑنے ہی والا تھا کہ

کسی نے اسے کندھے سے تھام لیا۔

"اب اگر یہاں تک آگئے ہو تو اندر بھی آ جاؤ

یقین کرور حمان کبھی نہیں دھتکارتا۔ "وہ نرم آواز اس نے پہلے بھی سنی تھی مگر کہاں
یہ یاد نہیں تھا۔

اس نے ہمت کر کے لڑتے وجود کو مڑنے پر آمادہ کیا تو سامنے ایک جانا پہنچانا چہرہ
دیکھا۔

وہ اس چہرے کو پہلے بھی کہیں دیکھ چکا تھا

مگر کہاں یہ اس کے دماغ سے محو ہو چکا تھا۔

اس شخص نے ایک زینہ اتر کے بالاج کو اپنے گھیرے میں لیا اور نرمی سے شانہ تھپتھپا کر
مسجد کے اندر داخل ہونے کا اشارہ کیا۔

بالاج اس کا اشارہ سمجھ کر اپنے من من بھاری ہوتے قدموں سے مسجد کی حدود میں

داخل ہو گیا۔

ہراٹھتے قدم کے ساتھ اسے یوں محسوس

ہوتا تھا گویا اس کا وجود لوہے کی طرح وزنی ہوتا جا رہا ہے۔

وہ شخص اسے یوں نہیں شانے سے تھامے وضو کرتے نمازیوں کے قریب لے آیا اور خود

بھی

ایک نل کے سامنے بیٹھتے ہوئے اسے بھی بیٹھ کر وضو کرنے کا اشارہ کیا۔

بالاج اس شخص کے اشارے پر بیٹھتا چلا گیا

اور اس شخص کی طرح اپنے جسم کے مخصوص حصوں پر پانی بہانے لگا۔

وضو سے پہلے ہاتھ دھوتے ہوئے اسے محسوس ہوا کہ جیسے اس کا جسم آگ کی بھٹی ہے

جس پر ٹھنڈا تپانی بہا یا جا رہا ہے۔

وہ اپنی اس اذیت پر چیخنا چلانا چاہتا

تھا مگر چاہ کر بھی اس کی زبان نہیں کھل رہی تھی۔

وہ وہاں سے بھاگ جانا چاہتا تھا مگر ساتھ بیٹھے شخص کے وجود سے اسے اپنا آپ بندھا ہوا

محسوس ہو رہا تھا۔

"ارے میاں نل کیوں بند کر دیا وضو تو مکمل کر لو۔" اپنے دہکتے وجود پر جب پانی کا بہاؤ

اذیت ناک لگا تو بالاج نے گھبرا کر نل بند کر دیا۔

بالاج اس شخص کے استفسار پر لب واکرنا چاہتا تھا۔

وہ بتانا چاہتا تھا کہ یہ پانی اسے درد دے رہا ہے مگر چاہتے ہوئے بھی وہ ایک بار پھر نہ بول

سکا اور درد سہتا وضو کرنے لگا۔

عجب کیفیت تھی اس کی۔

جس درپر ہر درد کی دوا میسر تھی

وہیں اس کا درد بڑھتا چلا جا رہا تھا۔

اب وہ اس شخص کی تقلید کرتا تیسری صف میں کھڑا ہو گیا، جسم اب بھی ہولے ہولے
کانپ رہا تھا۔

جوں جوں نماز ادا کرتا گیا اس کی بے چینی بڑھتی گئی۔

وہ وہاں سے بھاگ جانا چاہتا تھا مگر پیچھے کئی نمازی تھے جنہیں پھلانگ کر جانا ممکن نہ

تھا۔

ہر سجدہ اسے بے چین کئے دے رہا تھا۔

اس کی کپکپاہٹ عروں پر تھی جب ساتھ بیٹھے شخص کی آواز اس کی سماعتوں سے

ٹکرائی۔

"میاں نماز کے بعد دعاء بھی مانگتے ہیں۔" اس آواز کے تعاقب میں اس نے گردن موڑ کر اس شخص کو دیکھا اور اسی کی طرح دعاء کے لئے ہاتھ اٹھائے۔

دعاء میں مانگنے کو تو کچھ نہ تھا

ہاں البتہ پچھتاؤں کی لمبی لسٹ تھی۔

گناہوں کی لمبی لسٹ تھی۔



اللہ کی نافرمانی

اور اپنے رب سے دوری کا کیا عذر پیش کرتا!

بنالہ ہلائے کپکپاتے ہاتھ چہرے پر پھیرتا

وہ تیزی سے اٹھنا چاہتا تھا جب ایک بار پھر وہی لمس اسے کندھے پر محسوس ہوا تو

آہ بھرتا واپس بیٹھ گیا۔

"ارے میاں ایسی بھی کیا جلدی ہے؟"

کم از کم دعاء تو سکون سے مانگ لو۔

یا نماز کی طرح دعاء بھی ٹھیک سے نہیں کرو

گے؟ "وہی شخص اس سے نرمی سے استفسار کر رہا تھا اور اس بار جیسے وہ تھک کر وہی

دوزانو بیٹھ گیا۔

"مجھے یہاں بے چینی ہو رہی ہے۔

میں یہاں مزید نہیں رک سکتا۔" وہ بے بسی سے کہتا گود میں دھرے اپنے ہاتھ دیکھ رہا

تھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اچھا۔۔

یہاں بے چینی ہو رہی ہے تو چین کہاں ملتا ہے؟"

مقابل کے لہجے میں اب بھی نرمی تھی۔

"یہی تو مسئلہ ہے کہیں سکون نہیں ملتا

ہر جگہ بے چینی ہے۔

کبھی کبھی مجھے لگتا ہے کہ سکون کی
تلاش مجھے دیوانہ کر دے گی مگر سکون
نہیں ملے گا۔

یوں لگتا ہے سکون مجھ پر قمقمے لگاتا آگے
آگے بھاگ رہا ہے اور میں فریادی بنا اس کے

پچھے بھاگے جا رہا ہوں۔ "وہ میکانیکی انداز

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books
میں سامنے دیکھتا بولتا چلا گیا۔

"جب اپنے اصل سے بھاگو گے تو چین

کہاں پاو گے میاں؟

قرآن کریم کی آیت مبارکہ ہے۔

الابذ کر اللہ تطمئنی ن القلوب

"خبردار رہو کہ اللہ کی یاد سے ہی دل اطمینان پاتے ہیں۔"

(سورۃ الرعد: آیت نمبر 28)

جو اللہ کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں انکے دل اللہ کی یاد سے مطمئن رہتے ہیں۔ ایک مومن کا دل اللہ کی یاد میں اٹکار ہوتا ہے، جس سے اسے اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ ایسے ہی لوگوں کو دنیا اور آخرت کے اچھے انجام کی خوشخبری ہے •

اب بتاؤ جب ذکر الہی سے بھاگ کر دنیاوی

چیزوں میں سکون تلاش کرو گے تو کیسے ملے گا سکون؟

تمہیں کیا لگتا ہے مسجد میں داخل ہونے سے لے کر اب تک کی بے قراری کا سبب تمہارا یہاں آنا ہے!

چلو میں بتاتا ہوں۔ "اسے خاموش پا کر وہ گویا ہوئے۔

"تمہاری بے چینی کا سبب یہاں آنا نہیں بلکہ

تمہاری اللہ سے دوری ہے۔

جانتے ہو زندہ رہنے کے لئے ہمیں جن بنیادی چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے اس میں

شامل ہو اپنی خوراک سبھی کچھ ہم حسب ضرورت جسم کو مہیا کرتے ہیں۔

اور سمجھتے ہیں ہم نے اپنی ذات کا حق ادا

کر دیا جبکہ حقیقتاً ایسا نہیں ہے جسم کے علاوہ ایک چیز اور ہے جسے زندہ رہنے کے لئے
کچھ درکار ہے اور

پتا ہے وہ کیا ہے؟

نہیں سمجھے چلو میں سمجھاتا ہوں۔ "اسے نا سمجھی سے تکتا پا کر خود ہی اپنے سوال کا
جواب دینے لگے۔

NEW ERA MAGAZINE
وہ چیز ہے روح۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں ہماری روح کو بھی زندہ رہنے کے لئے کچھ درکار ہے اور وہ ہے ذکر الہی۔

جیسے ہمارے جسم کا ہوا، پانی اور خوراک کے بغیر زندہ رہنا ناممکن ہے اسی طرح ہماری
روح کا ذکر الہی کے بغیر زندہ رہنا ناممکن ہے۔

اور ہم کیا کرتے ہیں؟

ہم اپنے جسم کے جینے کا انتظام تو کرتے ہیں

مگر اپنی روح کے جینے کا انتظام نہیں کرتے،

اور پھر مسلسل ذکر الہی کو ترستی ہماری روح

علیل ہو جاتی ہے۔

اور یہی علیل روح ہماری بے چینی کا سبب ہے

اور ہم سکون کی تلاش میں دربدر کی ٹھو کریں کھاتے پھرتے ہیں بجائے اپنی روح کے

قرار کا انتظام کرنے کے۔۔

اور آج جو تم اس درپہ آ کے بھی بے چین تھے نہ اس کا سبب وہ ندامت ہے جو تمہیں

اندر ہی اندر جھنجھوڑ رہی ہے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اپنے رب سے دوری کی ندامت۔۔

تمہاری روح ذکر الہی کی جانب لپک رہی ہے اور تمہاری ندامت تمہیں یہاں سے

بھاگ جانے پر مجبور کر رہی ہے۔

اب فیصلہ تمہارا ہے تم اپنی ندامت کو گھسیٹ

کے اللہ کے حضور پیش کر کے اپنی کوتاہیوں کی معافی مانگ کر اپنی روح کو قرار دیتے ہو

یا اپنی روح کو تڑپ تڑپ کر مردہ ہونے دیتے ہو۔

مگر یاد رکھنا زندہ جسم میں مردہ روح لے کر
 تم کبھی قرار نہیں پاو گے۔ "وہ آخری بات کہتے
 اس کے شانے پر ہلکا سا دبا دیتے اٹھ کر مسجد سے نکل گئے جبکہ وہ کتنی ہی دیر خالی خالی
 نظروں سے نمازیوں کو مسجد سے نکلتے دیکھتا رہا۔

وہ مدرسہ گئی اور پورا دن تکلیف دہ خیالوں کو جھٹک کر پڑھائی میں دل لگانے کی سعی
 کرتی رہی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مگر رہ رہ کر بلاج کے الفاظ اس کی سماعتوں میں گونجتے رہے۔

وہ شخص جو کبھی اس کا دیوانہ ہوا

کرتا تھا اب اسے دیکھنا بھی گوارا نہ کرتا تھا۔

صرف ایک غلط قدم نے اسے آسمان سے زمین

پر لا پٹھا تھا۔

جیسے تیسے پڑھ کے اس نے وقت گزار لیا تھا
 اب چھٹی کا وقت تھا جب درجہ ثانیہ سے آتی
 کسی لڑکی کی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی۔
 اس کا تعلق کیونکہ درجہ اولیٰ سے تھا اس لئے
 دونوں درجوں میں بس ایک باریک پلاسٹک
 کی دیوار کی دوری تھی۔



NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Art | Drama | Poetry

اسی لئے دونوں درجوں کی تمام آوازیں
 دونوں جانب باآسانی سنی جاسکتی تھیں۔
 لڑکی کسی سے سوال کر رہی تھی اور سوال
 محبت میں اور نامحرم کے کنسیپٹ کے بارے
 میں تھا۔

جواب کسی نے نرمی سے جواب دینا شروع کیا

تو منہل جو سوال سن کر ٹھٹھک گئی تھی دیوار سے کان لگائے بغور سننے لگی۔

"محبت میں محرم اور نامحرم کا کنسیپٹ:

انسان کو محبت کسی سے بھی ہو سکتی ہے۔

مسئلہ محبت کرنا نہیں مسئلہ محبت کے حصول اور محبوب سے تعلق کا ہے۔ کسی سے محبت

ہو جانا بری بات نہیں لیکن اگر وہ نامحرم کی محبت ہو تو اللہ کی قائم کردہ حدود کا خیال نا

رکھنا بری بات ہے۔ ان حدود کو توڑنا بری بات ہے۔ ہمیں محبت کرنی چاہیے لیکن نا

محرموں سے تعلقات سے اجتناب کرنا چاہیے۔ جسے محبت ہوگی وہ سب کے سامنے

محرم بنا لے گا اور جو صرف محبت کا دعویدار ہو گا وہ معاشرے کے سامنے مجرم بنا دے

گا۔ نامحرم سے تعلق میں دونوں فریق ہی نقصان اٹھاتے ہیں لیکن زیادہ نقصان اکثر

صنف نازک کا ہی ہوتا ہے کیونکہ لوگ عورت کی غلطی کو اس کے مرنے کے بعد بھی

نہیں بھولتے۔ "کسی نے نرمی سے اس لڑکی کو اپنی رائے دی تھی جسے سن کر منہل کو

اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔

تو یہ طے تھا کہ اس کی غلطی اس کے مرنے کے بعد بھی یاد رکھی جائے گی مطلب

نہ زندگی میں اور نہ ہی موت کے بعد زمانے
سمیت اس کا بلا سے معاف کرے گا۔
تلخی سے سوچتی وہ مدرسے سے نکل گئی۔

اگلے روز علی الصبح جب منسل کی فجر کے وقت آنکھ کھلی تو اسے کوارٹر کی کھڑکی سے
ایک سایہ ساد کھائی دیا۔

منسل اس سایے کو دیکھ کر ٹھٹھکی اور وضو
کوارٹر کی کھڑکی کی جانب لپکی۔

کمرے کی بتی بجھا کر اس نے دھیرے دھیرے کھڑکی کا پٹ کھولا تو سامنے کا منظر دیکھ
کر حیران رہ گئی۔

سامنے بلا میں گیٹ کی جانب چلا جا رہا تھا۔

"یہ اتنی صبح کہاں جا رہے ہیں۔" منسل بڑبڑاتی ہوئی اپنے کوارٹر کا دروازہ کھول کر باہر

نکلی

اور دبے پاؤں اس کے پیچھے لپکی۔

جیسے ہی وہ گارڈ سے گیٹ کھلوا کر باہر نکلا

تو فوراً منسل گارڈ کے سر پر پہنچ گئی۔

"سنیے آپ کو معلوم ہے کہ چھوٹے صاحب اس وقت کہاں گئے ہیں؟" منسل نے

بے قراری سے استفسار کیا تو گارڈ کی آنکھوں میں حیرانی دیکھ کر شرمندہ ہوئی۔

"میرا مطلب ہے اس وقت کبھی کوئی گھر سے نکلا نہیں اس لئے میں آواز سن کر گھبرا

گئی تھی تبھی باہر آئی تو چھوٹے صاحب کو باہر جاتے دیکھ کر آپ سے پوچھ لیا

بس۔" انگلیاں چٹختی وہ خود ہی اپنے سوال کا جواب دے رہی تھی جبکہ گارڈ ہنوز اسے

شکی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

"ہم کو نہیں معلوم بی بی

سیٹھ صاحب نے ہمیں یہاں چوکیداری کے لئے رکھا ہے

صاحب لوگوں سے سوال و جواب کرنے کے لئے نہیں۔" گارڈ سختی سے کہتا رخ موڑ

گیا

اور منسل شرمندہ سی واپس کوارٹر کی جانب چل دی۔

اس واقع کے بعد مومن اور منسل کا اب تک سامنا نہیں ہو پایا تھا مگر مومن مسلسل اس کے لئے پریشان تھا۔

وہ چاہتا تو خود سرونٹ کوارٹر جا کر اس کی خیریت دریافت کر سکتا تھا مگر بالاج کی شکی ذہنیت کا سوچ کر خود اپنا خیال جھٹک دیتا۔

پھر بھی وہ مسلسل منسل کے لئے دعاء گو تھا

وہ ڈری سہمی سی لڑکی شروع سے ہی اسے قابلِ رحم لگی تھی

اور اب تو وہ اسے چھوٹی بہن کی طرح عزت دینے لگا تھا اور جب سے بالاج کی منکوحہ

ہونے کا پتا چلا اس کے دل میں منسل کے لئے بھابھی کے روپ میں احترام بڑھ گیا تھا۔

مگر بالاج کا وہ توہین آمیز رویہ اسے بے کل کئے ہوئے تھا۔

آج بھی وہ پریشان سالان میں ٹہل رہا تھا

جب مین گیٹ سے آتی نسوانی آواز نے اسے متوجہ کیا۔

"آخر آپ مجھے اندر کیوں نہیں جانے دے رہے؟ میں منہل کی دوست ہوں۔"

"دیکھیے بی بی آپ جو بھی ہیں

انتظار کریں

ہم آپ کو چھوٹے صاحب کی اجازت کے بغیر

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|B...

اندر داخل نہیں ہونے دیں گے

چھوٹے صاحب نے سختی سے منع کیا ہے

کسی بھی انجان انسان کو بنگلے میں

گھسنے کی اجازت نہیں۔" گارڈ نے اپنی مجبوری بتائی۔

"ارے ایسے کیسے آپ کے چھوٹے صاحب ایسا کر سکتے ہیں جبکہ میں یہاں پہلے بھی آتی

جاتی رہتی ہوں

اور سیٹھ آفندی مجھے جانتے ہیں۔ "وہ لڑکی تڑخ کر بولی۔

دیکھیے بی بی آپ جو بھی ہیں

جب آپ سے ایک بار کہہ دیا کہ چھوٹے صاحب

کی جانب سے ہمیں کسی انجان کو بنگلے میں

داخل ہونے کی اجازت نہیں تو مطلب نہیں

اب اپنا اور ہمارا وقت ضائع کرنے کی بجائے

تشریف لے جائیے۔ "بے زار کھڑا گارڈ سختی سے بولا۔

"ارے ایسے کیسے اجازت نہیں

میں تو جاؤں گی اندر

اور دیکھ لیتی ہوں تمہارے چھوٹے صاحب کو بھی جو یوں لوگوں کی بے عزتی کرتے

پھرتے ہیں۔ "وہ لڑکی غصے میں دندناتی ہوئی زبردستی گیٹ کے اندر گھسنے کی کوشش

کر رہی تھی تو مجبوراً گارڈ کو اپنی گن سے سنبھالنا پڑی۔

"ارے رے

یہ کیا کر رہے ہو؟

لڑکی ہے بھی تمیز سے "قریب تھا کہ گارڈ اس لڑکی سے سختی کے ساتھ پیش آتا عقب سے آتی

مومن کی آواز سن کر اس کے حرکت کرتے ہاتھ تھم گئے۔

"اوہ تو آپ ہی ہیں وہ چھوٹے صاحب

جو گھر آنے والے مہمانوں کو پہلے ذلیل کرواتے ہیں پھر ہیرو بن کر کود پڑتے ہیں

بچانے۔ "عریشہ لال ہوتے چہرے پر آئی ننھی ننھی سپینے کی بوندیں بازو سے صاف کرتی پھٹ پڑی۔

"محترمہ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے

میں وہ نہیں جو آپ سمجھ رہی ہیں۔" مومن اس کے چہرے کی بدلتی رنگت دیکھ کر نرمی سے گویا ہوا۔

"آپ بالکل وہی ہیں

جو میں سمجھ رہی ہوں

انتہائی چپ قسم کی حرکتیں کرنے والے انسان جو کھلے عام لڑکیوں سے فلرٹ کرتا پایا جاتا ہے وہی نہ؟ "عریشہ پھری شیرنی کی طرح آگے بڑھی۔

"پہلی بات تو یہ کہ آپ تمیز کے دائرے میں رہیے

اور دوسری بات یہ کہ سیٹھ آفندی کے دو بیٹے ہیں

اور گھر کے ملازمین دونوں کو ہی چھوٹے صاحب کہہ کر بلاتے ہیں۔

یہاں گارڈ جس چھوٹے صاحب کی بات کر رہا تھا وہ میں نہیں میرا بھائی بالاج ہے۔

اور جو اس وقت آپ کو ہوئی ہے اسے غلط فہمی کہتے ہیں سو آئندہ اگر کسی کو

یوں ذلیل کرنے کا دل کرے تو برائے مہربانی پہلے تصدیق کر لیجئے گا۔ "قدرے دھیمی

آواز

میں تنبیہ کرتا وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اندر چلا گیا اور عریشہ وہیں شرمندہ سی کھڑی رہ

گئی۔

"ارے عریشہ تم کب آئی؟"

عریشہ نادم سی کھڑی انگلیاں چٹخار ہی تھی جب عقب سے منسل کی آواز آئی۔

"عریشہ کیا ہوا تم کچھ بول کیوں نہیں رہی؟" اسے خاموش پا کر منسل نے استفسار کیا۔

"کچھ نہیں بس تم سے ملنے آئی تھی۔" عریشہ نے چہرہ اٹھائے بغیر بھرائی ہوئی آواز

میں کہا تو منسل نے ٹھٹھک کر اس

کا ضبط سے لال پڑتا چہرہ بغور دیکھا۔

"تم چلو میرے ساتھ کوارٹر میں۔" اس کی حالت دیکھ کر مزید کچھ پوچھنے کا ارادہ ترک

کرتی وہ اسے کندھے سے تھام کر اپنے کوارٹر میں لے آئی، اور پانی پلانے کے بعد بغور

اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے دوبارہ استفسار کیا۔

"اب بتاؤ تمہارا چہرہ لال کیوں ہو رہا ہے

اور یہ آنکھوں میں آنسو کیسے؟" منسل نے تشویش سے اس کی حالت دیکھی۔

"یقین کرو منسل میں بد تمیز نہیں ہوں۔

بس مجھے غلط فہمی ہو گئی تھی

بلکہ میں تو اپنے رویے پر نادم بھی ہوں۔" عریشہ جانے کیا بولے جا رہی تھی جبکہ

منسل نا سمجھی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"ایک منٹ ایک منٹ

عریشہ تم کیا کہہ رہی ہو؟

مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی

کیا ہوا ہے تمہیں کھل کر بتاؤ۔" منسل الجھ گئی۔

"وہ دراصل میں تم سے ملنے آئی تو گارڈنڈر آنے نہیں دے رہا تھا

میرے کئی بار بتانے کے باوجود اس کا یہی کہنا تھا کہ چھوٹے صاحب نے منع کیا ہے۔

پچھلی بار جب میں تم سے ملنے آئی تھی

تو سیٹھ آفندی کے بیٹے سے یونہی سرسری سی ملاقات ہوئی تھی

سچ کہوں تو مجھے وہ پہلی نظر میں ہی کوئی دل پھینک بگڑا امیر زادہ لگا تھا

تبھی میں نے اسی وقت جھاڑ کر رکھ دیا تھا۔

تم تو جانتی ہونہ میرے غریب ماں باپ نے کتنے جتن کر کے مجھے شہر پڑھنے بھیجا ہے

اس لئے ہر قدم پھونک پھونک کر رکھتی ہوں تبھی اس دن سیٹھ آفندی کے بیٹے کو
سنادیں تھیں۔

اور آج جب گارڈ نے کہا کہ چھوٹے صاحب نے مجھے بنگلے میں داخل ہونے سے منع کیا
ہے تو مجھے لگا اسی نے کیا ہو گا کیونکہ چھلی بار میں نے اسے خوب سنائیں تھیں
بس اسی لئے طیش میں آکر میں اول فول بول گئی جو سیٹھ آفندی کے بیٹے نے سن لیا،
اور پھر انہوں نے جو کہا وہ مجھے شرمندہ کرنے کے لئے کافی تھا۔

میرا یقین کرو منسل مجھ سے انہیں سمجھنے میں غلطی ہوئی

میں جو انہیں دل چھینک بگڑا امیر زادہ سمجھتی تھی وہ تو سلجھے ہوئے انسان ہیں۔

مجھ سے غلطی ہو گئی منسل،

میں سچ مچ شرمندہ ہوں۔ "عریشہ بولنے پر آئی تو ایک ہی سانس میں سب کہہ گئی۔

"پہلی بات کہ تمہیں مجھے کسی بھی بات کا یقین دلانے کی ضرورت نہیں

میں تمہیں جتنا جانتی ہوں

تم میرے لئے قابل اعتبار دوست ہو۔

رہی بات چھوٹے سیٹھ صاحب کی تو وہ بہت اچھے اور سمجھدار انسان ہیں۔

ہوئی تو تم سے غلطی ہی ہے

اور یقیناً تمہارے سخت الفاظ سے انہیں تکلیف بھی پہنچی

ہوگی، مگر اب تک جتنا میں انہیں سمجھ پائی ہوں وہ بہت سلیجھے ہوئے اور نیک دل انسان ہیں

تم ان سے معذرت کر لو تو مجھے یقین ہے وہ

سب بھول کر تمہیں معاف کر دیں گے۔"

"مجھے معافی مانگنے میں تو کوئی مسئلہ نہیں مگر جانے کیوں مجھے اب ان کا سامنا کرنے سے ڈر لگ رہا ہے۔

خدا جانے میرا چہرہ دوبارہ دیکھنے پر کیساری ایکٹ کرتے ہیں وہ!

اوپر سے بڑے لوگ ہیں

اور ان کا بھی پتا نہیں چلتا پیل میں تولہ

پیل میں ماشہ۔ "منہل کے جواب میں عریشہ نے گھبرا کر کہا۔

"عریشہ تم تو ہمیشہ مجھے حوصلہ دیتی آئی ہو

یقین کرو تم پر یوں ڈرنا،

گھبرانا نہیں چجتا

جاوشاباش مومن صاحب سے معذرت کر کے

آؤ میں یہیں تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔" منہل نے اس کے لال پڑتے گالوں پر نرمی

سے چٹکی بھری تو عریشہ اچھل کر بولی۔

"کیا مطلب تم نہیں چل رہی میرے ساتھ؟

میں ہر گز اکیلے نہیں جاؤں گی سمجھی!

اٹھو اور تم بھی ساتھ چلو پھر ہی میں جاؤں گی تمہارے اس چھوٹے صاحب کے پاس،

کیا خبر جیسا تم بتا رہی ہو ویسا کچھ ہو ہی نا اور اگلا بندہ میرا سر پھاڑ دے،

نہ بابانہ میں اکیلی نہیں جانے والی تم بھی چلو۔ "عریشہ ضدی انداز میں بولی تو منسل
روہانسی ہو گئی۔

"دیکھو عریشہ ضد نہیں کرو

کچھ وجوہات کی بنا پر میں بنگلے کے اندر نہیں جاسکتی،

اب پلیز تم یہ ضد لے کر مت بیٹھ جانا کہ وجہ بھی جانی ہے،

بس یہ سمجھ لو اگر میں اس وقت تمہارے ساتھ بنگلے میں گئی تو نوکری سے ہاتھ دھو
بیٹھوں گی

اور تم تو جانتی ہو نہ میرے لئے یہ نوکری روزی روٹی کا ذریعہ ہی نہیں بلکہ سرچھپانے
کے لئے ایک محفوظ پناہ گاہ بھی ہے

اور مجھے یقین ہے تم کبھی یہ نہیں چاہو گی کہ میری واحد امید بھی ٹوٹ جائے۔ "عریشہ
سمجھدار تھی اپنے ڈر کے باوجود

اس نے دوبارہ منسل سے ضد نہیں کی اور اس سے راستہ سمجھ کر سرونٹ کو ارٹر

سے نکل کر بنگلے کی جانب بڑھ گئی۔

یوں تو عریشہ پر اعتماد لڑکی تھی۔

مگر آج جو اس سے غلطی سرزد ہوئی تھی

اس نے اسے کمزور کر دیا تھا۔

مسئل کے بتائے ہوئے راستے پر اعتماد سے چلتی جو نہی وہ مومن کے کمرے کے

دروازے کے باہر پہنچی تو ایک لمحے کے لئے اپنی غصے میں کی گئی باتوں کا سوچ کر

شرمندہ ہو گئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ٹھیک کہتے ہیں سیانے کہ کم بولو مگر سوچ کے بولو۔۔

خود کو کوستی وہ اسی کشمکش میں تھی کہ اندر جائے یا نہیں تبھی دروازہ کھلا اور مومن جو

بے دھیانی میں باہر نکلا تھا اس

کا سر عریشہ کے سر سے بری طرح ٹکرا

گیا۔

آہہہہ۔۔

"آپ ٹھیک ہیں آپ کو لگی تو نہیں؟" عریشہ کے کراہنے پر مومن جسے خود بھی چوٹ

آئی تھی اپنی تکلیف نظر انداز کرتا فکر مندی

سے پوچھ رہا تھا۔

"نہیں۔۔۔"

زیادہ نہیں لگی

میں ٹھیک ہوں۔" عریشہ اپنے ماتھے کو شہادت کی انگلی سے دباتی ہوئی بولی۔

"دیکھیں اگر زیادہ لگی ہے تو میں بینڈج کر دیتا ہوں۔"

اور میں معذرت چاہتا ہوں مجھے نہیں پتا تھا کہ کمرے کے باہر آپ ہیں ورنہ آپ سے

یوں نہ ٹکراتا۔"

"ارے نہیں غلطی آپ کی نہیں میری ہے

دراصل میں آپ سے اپنی غلطی کی معذرت کرنے آئی تھی مگر سچ کہوں تو شرمندگی

اور خوف کے ملے جلے تاثرات لئے باہر کھڑی

اسی شش و پنج میں مبتلا تھی کہ اندر جاؤں نہ جاؤں۔

مگر آپ نے خود باہر آ کر میرا مسئلہ ہی حل کر دیا۔

سوری سر میرے اس رویے کے لئے

مجھے آپ کو سمجھنے میں بھول ہوئی

جس کے لئے میں شرمندہ ہوں۔

امید ہے آپ میری معذرت قبول کر کے مجھے مزید شرمندہ ہونے سے بچالیں
گے۔ "عریشہ جھکے سر سے کبھی ناخنوں سے کھیلتی تو کبھی اپنا ماتھا مسلتی معذرت کر رہی
تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ویسے مس؟"

"عریشہ۔" مومن کے سوالیہ انداز پر عریشہ نے فوراً اپنا نام بتایا۔

"مس عریشہ اب میں اتنا بھی خوفناک نہیں کہ آپ مجھ سے ڈر جائیں۔" مومن نے

مسکراہٹ دبا کر کہا تو عریشہ خفیف سی ہنسی ہنس دی۔

"ویسے آپ کو معذرت کرنے کی ضرورت نہیں مجھے بس آپ کے رویے پر حیرانگی

ہوئی تھی اور تھوڑا سا دکھ بھی ہوا تھا

کیونکہ مجھے نہیں لگتا کہ میں اتنا برا ہوں

جتنا آپ کو لگا بلکہ میں تو اس سے بھی کہیں زیادہ برا ہوں۔ "آخری بات مومن نے مشکل سے اپنی ہنسی پہ قابو پاتے کہی تو عریشہ نے گھبرا کر چہرہ اٹھایا۔

"آپ مذاق کر رہے ہیں نہ سر۔" مومن کے چہرے پر چھائی سنجیدگی دیکھ کر عریشہ رو ہانسی ہوئی۔

"بالکل نہیں

آپ سے کس نے کہا میں مذاق کر رہا ہوں

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میری سنجیدگی سے تو اس گھر کے تمام افراد بشمول ملازمین بھی واقف ہیں۔" مومن

عریشہ کی رونی صورت دیکھ کر اپنی ہنسی پر قابو کرنے کی کوشش میں لب بھنچے کھڑا تھا

جبکہ عریشہ جیسی بااعتماد لڑکی

مومن کی شرارت سے گھبرا کر اپنے کنفیڈینس کی دھجیاں اڑتے دیکھ رہی تھی۔

"میں

میں چلتی ہوں سر

سوری سر

آپکو میری کوئی بات بری لگی ہو تو

میں بس معذرت کرنے آئی تھی۔ "مشکل سے اپنی بات مکمل کرتی وہ اٹے پیر دوڑی

اور

مومن کے فلک شگاف قہقہے نے اس کا لاونچ تک پیچھا کیا۔

"پاگل لڑکی۔" مومن بڑبڑاتا ہوا واپس اپنے کمرے میں بند ہو گیا۔

NEW ERA MAGAZINE.COM

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آج صبح ہی اذان کے ساتھ جب اس کی آنکھ کھلی تو نہ چاہتے ہوئے بھی وہ اس پکار پر

کھینچتا چلا گیا۔

گھر سے نکلتے ہوئے گارڈ نے اسے اچنبھے سے دیکھا مگر وہ مکمل طور پر نظر انداز کرتا باہر

نکلتا گیا۔

اسے کچھ خبر نہ تھی کہ کس سمت چلتا جا رہا ہے،

بس اسے یوں محسوس ہو رہا تھا کوئی طاقت اسے اپنی جانب کھینچ رہی ہے

اور وہ موذن کی آواز کے قریب تر پہنچنا

چاہتا تھا۔

یونہی چلتے چلتے جب اس کی نظروں کے سامنے مسجد کا پر نور منظر آیا تو وہ ٹھٹھک کر

رک گیا۔

چند نمازی مسجد میں داخل ہو رہے تھے

اور باقی کی ساری کالونی اپنے رب کی پکار کو یکسر نظر انداز کرتی خواب خرگوش کے

مزے لے رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ بھی شاید انہیں لوگوں میں سے ہوتا اگر چند دن پہلے ایک بزرگ نے اس کی تڑپتی

روح کو سکون کا ذریعہ نہ دکھایا ہوتا۔

مسجد کے سامنے ایک خالی پارک نما میدان تھا جس میں اس وقت اندھیرا تھا جو یقیناً اس

پوش علاقے کے بچوں کے کھیلنے کے لئے

بنایا گیا تھا مگر اس وقت وہاں مکمل اندھیرا تھا۔

مسجد کے باہر لگی لائٹ صرف مسجد کے دروازے کے چند قدم آگے تک اپنی روشنی

بکھیر رہی تھی

اس کے آگے اندھیرا تھا۔

اور وہ اس وقت اسی اندھیرے میں چھپ کر مسجد میں داخل ہوتے چند نمازیوں کو

دیکھ رہا تھا۔

جانے اسے کس کا انتظار تھا۔

یہ تو وہ خود بھی نہیں جانتا تھا مگر مسجد میں داخل ہوتے اکاد کا نمازیوں کو

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Urdu Stories | Ghazals | Poetry | Drama | Screenplay | Children's Stories | Comics | Cartoons | Photo Stories | Interviews | Columns | Reviews | Book Reviews | Awards | News | Events | Calendar | Contact Us

بغور دیکھتا جانے کیوں وہ مایوس لگ رہا تھا۔

"تم بھی جاو مسجد میں بالاج

تمہیں تمہارا رب پکار رہا ہے۔" اس کے دل کے کسی کونے سے آواز آئی۔

"م میں

میں نہیں جاؤں گا۔

مجھ میں ہمت نہیں اس کا سامنا کرنے کی

میں اس کا نافرمان ہوں۔" اس نے دل کی سختی سے تردید کی۔

"سوچ لو بالاج تمہاری تڑپتی، سسکتی روح کا علاج یہیں ہے۔" دل نے پھر سے کہا۔

"مجھ جیسے نافرمان کی روح صدا تڑپتی رہے یہی اس کی سزا ہے،

اسے کبھی قرار نہیں مل سکتا،

میں اس درپہ جانے کے قابل ہی نہیں تو کیوں ضد لگاتا ہے میرے ساتھ؟

چپ کر۔" وہ بڑبڑاتا ہوا آخری نمازی کو داخل ہوتا دیکھ کر واپس مڑا تو دل نے آخری
کوشش کی۔

"تو پھر منہ اندھیرے بستر کی نرمی چھوڑ کر یہاں کیا لینے آیا ہے؟"

"چپ کر

بالکل چپ۔" اس بار اس کے پاس دل کو دینے کے لئے کوئی جواب نہ تھا تبھی سینے پر

ہاتھ رکھ کر غراتا ہوا گھر کی جانب چل دیا۔

جانے کتنی ہی دیر راستوں کی خاک چھانتا

جب وہ گھر پہنچا تو صبح کی سپیدی

ہر سو پھیل چکی تھی۔

لاونج سے ہوتا ہوا جو نہی وہ کوریڈور تک پہنچا تو ایک لڑکی تیزی سے اس کے پاس سے

گزری اور چند قدم پر کھڑا مومن قہقہہ لگاتا اپنے کمرے میں داخل ہو رہا تھا۔

اس عجیب منظر کو اچنبھے سے دیکھتا وہ کندھے اچکا کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔



NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آج مومن خوش نظر آ رہا تھا

وجہ اس کی ددو جانی کی واپسی تھی۔

وہ ڈیڑھ ہفتے بعد اپنی خالہ زاد کے پوتے کی شادی میں شرکت کرنے کے بعد لوٹ رہی

تھیں۔

وہ ان کا منتظر لان میں ٹہل رہا تھا جب

گیٹ پر کھڑے گاڑنے کسی کو ایک بار پھر روکا تو وہ متوجہ ہوا۔

مومن لان سے نکل کر گیٹ کی جانب بڑھا تو سامنے کھڑی عریشہ کو دیکھ کر اس کے لبوں پر دھیمی سی مسکان رینگ گئی۔

ہمیشہ کی طرح آج بھی وہ سر پہ سلیقے سے دوپٹہ جمائے ہینڈ بیگ کی بیلٹ کو مضبوطی سے تھامے گاڑڈ سے بحث کر رہی تھی

مگر آج اس کی آواز قدرے دھیمی تھی۔

گلابی رنگ کے سادہ سے سوٹ میں اس کا

روپ بھلا لگ رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اس کے اور گاڑڈ کے عقب میں جا کھڑا ہوا۔

"آپ نے آج پھر انہیں روک لیا ہے۔"

جب میں نے کہا تھا کہ انہیں آنے دیا کریں تو کیوں روک رہے ہیں؟ "مومن نے سختی سے استفسار کیا تو گاڑڈ کے ساتھ ساتھ عریشہ بھی چونک کر مڑی۔

"سوری صاحب"

مگر مجھے بالاج صاحب نے کسی بھی انجان کو گھر میں داخل ہونے سے سختی سے منع کیا

ہے اس لئے بس صاحب میں تو اپنی ڈیوٹی کر رہا تھا۔ "گارڈ نے کھسیانی سی ہنسی کے ساتھ بتایا۔

"بالاج نے آپ کو کسی انجان کو اندر داخل ہونے سے منع کیا ہے نہ؟

تو یہ جان لیں کہ یہ انجان نہیں ہیں

میں انہیں جانتا ہوں

اور آپ کے لئے اتنا کافی ہونا چاہیے۔

دوبارہ انہیں روکنے کی غلطی نہ کرنا آگے آپ خود سمجھدار ہیں۔ "سختی سے تشبیہ کرتا وہ

عریشہ کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتا

ایک بار پھر لان کی جانب بڑھ گیا۔

"میں آپ کی شکر گزار ہوں کہ آپ نے ایک بار پھر مجھے عزت دی۔" عریشہ اس کے

قدم سے قدم ملانے کی سعی کرتی ہانپ رہی تھی۔

"عورت کو عزت دینا میری تربیت کا حصہ ہے

آپ کو شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں۔" مومن نے ذرا سی گردن موڑ کر اسے

دیکھا جو کبھی سر سے پھسلتے آنچل کو سنبھالتی تو کبھی کندھے سے گرتے بیگ کو ٹھیک کرتی تقریباً اس کے ساتھ چلنے کی کوشش میں بھاگ رہی تھی۔

"یہ تو آپ کے والدین کی اچھی تربیت

ہے سر۔۔

یقین کیجئے میں اپنے گزشتہ رویے

پر اب تک شرمندہ ہوں۔" عریشہ کی بات سن کر یکبارگی اس کے چلتے قدم تھمے اور ایرٹھی کے بل مڑ کر اس نے بغور عریشہ کا جائزہ لیا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"آپ اب تک وہ بات دل سے لگائے بیٹھی ہیں

جبکہ میں تو کب اس بات کو بھول بھی گیا ہوں۔" مومن نے کندھے اچکا کر بتایا۔

"آپ کی بات بجا سر مگر میں اب تک اپنی اس غلطی پر شرمندہ ہوں۔

یقین کیجئے میں ویسی (بد تمیز) لڑکی نہیں

بس اس دن مجھے غلط فہمی ہو گئی تھی۔

دراصل میرا تعلق ایک پسماندہ گھرانے سے ہے

میرے والدین نے کھیتی باڑی کر کے بڑی مشکل سے مجھے گاؤں کے سکول سے
میٹرک کروایا تھا

اب بھی وہ جو کماتے ہیں اس کا آدھے سے زیادہ حصہ میرے تعلیم پر خرچ کرتے ہیں۔

میں نے اپنے بابا سے وعدہ کیا تھا کہ شہر جا کر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ

اپنی آبرو پر بھی آنچ نہیں آنے دوں گی

بس یہی وجہ ہے کہ میں ہر قدم پھونک پھونک کر رکھتی ہوں۔

اس دن بھی غلط فہمی کی بنیاد پر میں اول فول بول گئی

اسی لئے مسلسل شرمندگی کا احساس ہو رہا ہے۔"

"عریشہ جی آپ کا ڈر بجا ہے مگر

میں بھی ویسا (فلرٹ) لڑکا نہیں ہوں۔

میں کم گو مگر صاف دل انسان ہوں

جو دل میں ہو

وہی زبان پر ہوتا ہے

جیسا کہ اس وقت میرے دل میں ہے کہ

میں آپ سے آپ کے گھر کا ایڈریس لوں

اور اپنے دادی کو لے کر باقاعدہ رشتے کی بات چلاؤں۔ "مومن کی جانب نا سمجھی سے

دیکھتی عریشہ کو جب اس کی بات سمجھ آئی گھر آکر دو قدم پیچھے ہٹی

تیز چلتی ہو اسے اس کا آنچل ایک جانب سے اڑ کے مومن کے چہرے سے لپٹ گیا جسے

نرمی سے ہٹاتا وہ اب مسکرا کر اسے دیکھ رہا تھا۔

"ج جی؟" عریشہ نے گھبرا کر گردن جھکا دی۔

"دیکھیے مس عریشہ جیسا کہ میں پہلے ہی بتا چکا ہوں

جو میرے دل میں ہو

میں سیدھا کہہ دینے کا عادی ہوں

مجھے بناوٹ نہیں آتی۔

اب جبکہ آپ مجھے اچھی لگی ہیں

اور میں اپنے گھر والوں کو آپ کے گھر بھیجنا چاہتا ہوں تو ظاہری سی بات ہے یہ بات مجھے پہلے آپ سے ہی کہنی چاہیے۔

اور ایک بات مجھے امیر غریب سے کوئی فرق نہیں پڑتا پلیز اس بات کو ذہن میں لا کر میرے جذبات کی توہین نہ کرنا۔ "مومن کی بات سن کر عریشہ نے اپنا جھکاسراٹھایا اور بے یقینی سے اس کے مسکراتے چہرے کو دیکھ کر ایک بار پھر سر جھکا کے دھیمی آواز میں اپنے گاؤں کا پتا بتا کر وہاں رکی نہیں۔

گھبرائی لجائی عریشہ کو دیکھ کر مومن

کے چہرے پر ایک بار پھر مسکراہٹ نمودار ہوئی جسے لان میں داخل ہوتے شخص نے

بڑے غور سے دیکھا اور شیطانی مسکراہٹ لئے واپس مڑ گیا۔

بڑی بی بی کی واپسی کا سن کر گھر کے ملازموں میں ہلچل مچی تھی۔

کہیں ان کے لئے پرہیزی کھانا تیار کیا جا رہا تھا تو کہیں ان کے کمرے کی صفائی ستھرائی پر

خاص توجہ دی جا رہی تھی۔

بالاج حسب معمول آج بھی گھر سے باہر تھا

جبھی منسل بھی ملازموں کے ساتھ کام کرتی نظر آتورہی تھی مگر ہر لمحہ اس کا دھیان
لاونج پر تھا جہاں سے کسی بھی وقت بالاج کی آمد متوقع تھی اور وہ کسی صورت بالاج کا
سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی

کسی بھی قسم کی بد مزگی سے بچنے کے لئے

اس نے اپنا چہرہ اچھے سے لپیٹ رکھا تھا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تاکہ جب بھی بالاج آئے وہ چہرہ چھپا کر وہاں سے نکل سکے۔

اسی اثناء میں لاونج میں بڑی بی بی کی آواز گونجی تو ملازمین کے ساتھ ساتھ منسل نے بھی
گردن موڑ کر دیکھا۔

مومن اور سیٹھ آفندی ایک ساتھ لاونج میں داخل ہوئے۔

مومن اپنی دو جانی کی وہیل چیئر گھسیٹ رہا تھا جبکہ سیٹھ آفندی ساتھ ساتھ چلتے اپنی
والدہ کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

خلاف توقع آج بڑی بی بھی مسکرا رہی تھیں۔

منہل نے تعجب سے انہیں مسکراتے دیکھا

اور پھر سر جھٹک کر کام کرنے لگی۔

"ہم سب کے لئے چائے بنا کر اماں کے کمرے میں لے آئیں پلیز۔" سیٹھ آفندی نے

رک کر منہل کو مخاطب کیا اور آگے بڑھ گئے۔

منہل نے بھی سر ہلا کے کچن کا رخ کیا۔

منہل نے چائے کے تین کپ سلیقے سے ٹرے میں رکھے ساتھ مزید لوازمات خانساماں

کی مدد سے سیٹ کرتی بڑی بی کے کمرے کی جانب چل دی۔

اب تک منہل خانساماں سے بہت سے کھانے پکانا اور ٹیبل پر اچھے انداز میں لگانا سیکھ

چکی تھی اسی لئے آج بھی تیزی سے سیٹھ آفندی کے حکم کی تعمیل کرتی وہ اب بڑی بی

کے کمرے میں داخل ہوئی۔

"جہاں تین کپ بنوائے تھے وہاں ایک اور بنوانے میں کیا حرج تھا؟" سب اپنے اپنے

کپ تھامے خوش گپیوں میں مصروف تھے جب عقب سے آتی آواز پر سب چونکے

جبکہ منسل کمرے کے کونے میں ہو کے چہرہ موڑے ڈسٹنگ کرنے لگی۔

اس جانی پہچانی آواز نے اسے جہاں کپکپانے پر مجبور کیا تھا وہیں سیٹھ آفندی کی موجودگی سے اسے حوصلہ ملا تھا

کچھ بھی ہوتا یہاں سیٹھ آفندی اور مومن اسے بد تمیزی نہ کرنے دیتے اور اپنی بیمار دادی کی موجودگی میں بالاج خود بھی ایسی حرکت نہ کرتا شاید۔۔

شاید لفظ پر آ کے یکبارگی اس کا وجود کانپ اٹھا

بالاج کو وحشی بننے پر منسل نے خود ہی مجبور کیا تھا

اب وہ وحشی کہیں بھی کچھ بھی کر سکتا تھا

یہ سوچ ہی سوہان روح تھی۔

"ارے میرا بچہ آیا

دادی قربان جائے۔" بڑی بی نے اس کے جھکنے پر ڈھیروں دعائیں دے کر سر پر ہاتھ رکھا۔

"کیسی ہیں آپ ددو جانی

اور مجھے کتنا یاد کیا جلدی بتائیں۔" بالاج نے ان کے ہاتھ تھام کر نرمی سے استفسار کیا۔

"میرے بچے تمہاری بوڑھی بیمار دادی تمہیں

دیکھ کر دوبارہ جی اٹھی ہے

اگر تم یونہی نظروں کے سامنے رہو تو میں ہمیشہ خوش رہوں۔" بڑی بی نے اس کے

ہاتھ آنکھوں کو لگا کر محبت سے کہا۔

"بس پھر خوش ہو جائیں کیونکہ میں نے آپ کی سب سے بڑی خواہش پوری کرنے کا

فیصلہ کر لیا ہے۔" بالاج نے مسکرایا کر کہا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"یعنی ہمارا شہزادہ شادی کے لئے تیار ہے؟" بڑی بی کے چہک کر استفسار کرنے پر

منسل کے ٹیبل پر چلتے ہاتھ تھم گئے۔

"جی بالکل۔" بالاج نے کہا۔

"اور کون ہے وہ خوش نصیب جس کا انتخاب ہمارے شہزادے نے کیا ہے؟"

"اکثر اس گھر میں نظر آتی ہے وہ ددو

جانی۔" بالاج کی بات سن کر منسل کو لگا شاید اس کی معافی کا وقت آ گیا ہے

اس کی ہر دعاء سن لی گئی ہے اور اب اس
کی آزمائش ختم ہونے کا وقت قریب ہے،
مگر شاید یہ اس کی خام خیالی تھی
اصل آزمائش کا وقت تو اب شروع ہوا تھا۔

"اس کا نام عریشہ ہے دو جانی

یوں تو اس کا تعلق گاؤں کے ایک غریب گھرانے سے ہے مگر کیا کروں مجھے وہ لڑکی
پسند ہے

اور میں اسی سے شادی کروں گا اس لئے میں چاہتا ہوں آپ کل ہی میرے لئے اس کا
ہاتھ مانگنے جائیں

اور اپنے ساتھ ڈیڈ اور مومن بھائی کو لازمی لے جائیں

آخر میری خوشی میں میرے اپنوں کی موجودگی بھی تو ضروری ہے نہ۔ "بالاج کے
الفاظ تھے یا کوئی بم جو منسل کے ساتھ ساتھ سر جھکائے بیٹھے مومن اور سیٹھ آفندی کی
ساعتوں پر پھٹا تھا۔

"مجھے کسی کے امیر غریب ہونے سے فرق نہیں پڑتا بس میرا بچہ خوش ہے تو میں بھی خوش ہوں

اور میں کل ہی جاؤں گی اپنے بچے کے لئے اس لڑکی کا ہاتھ مانگنے۔" بڑی بی مومن اور منسل کی تغیر ہوتی حالت سے بے خبر خوشی خوشی اس رشتے کے لئے مان گئیں جبکہ بالاج کی تمسخر اڑاتی نگاہیں مسلسل مومن کے چہرے کا احاطہ کئے ہوئے تھیں۔

"اچھا دو جانی مجھے ایک ضروری کام سے کہیں جانا ہے

آپ یہ پیسے رکھ لیں اور غریب ملازمین میں بانٹ دیں

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آخر سیٹھ بالاج کی شادی ہے

غرباء کا خیال رکھنا تو بنتا ہے۔" بڑی بی کے قریب سے اٹھتے ہوئے اس نے زخمی نظروں سے منسل کو دیکھتے ہوئے چوٹ کی اور کمرے سے نکل گیا۔

خانسا ماں رات کا کھانا تیار کر کے کب کا سرونٹ کو اڑ میں جاچکا تھا مگر منسل ابھی تک کچن میں کھڑی اپنی قسمت پر رو رہی تھی۔

کیسے بالاج کے الفاظ اس کے دل پر خنجر کی طرح لگے تھے یہ وہی جانتی تھی۔

اسے دل و جان سے چاہنے والا انسان آج اس کے سامنے کسی اور کو اپنی زندگی میں شامل کرنے کی بات کر گیا تھا۔

کیسے وہ اپنے شوہر کو اپنی ہی محسن کے ساتھ دیکھ پائے گی اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

خاموش آنسو بہاتے دل نے کہا تھا منسل اب

تیرے سر سے یہ چھت بھی چھن جائے گی۔

"کیسے؟"

آخر کیسے کر سکتے ہیں آپ میرے ساتھ یوں بالاج؟

"جیسے تم نے اس کے ساتھ کیا تھا منسل۔"

اپنی باری آئی تو اپنا آپ مظلوم لگ رہا ہے نہ مگر حقیقت یہی ہے تمہیں تمہارے گناہوں کی سزا مل رہی ہے

اور اب اس چھت کے چھن جانے کا انتظار کرو بس۔ "اس کے سوال پر اس کے ضمیر نے اسے جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا۔

"اگر یہی میرے رب کا فیصلہ ہے تو میں اسی میں راضی ہوں۔" آنسو پونچھ کر واپس مڑتی منسل عقب میں کھڑے مومن کو دیکھ کر ٹھٹھکی گئی۔

"آپ یہاں؟" منسل نے گھبرا کر استفسار کیا۔

"میں آپ کے سامنے آنا تو نہیں چاہتا تھا

کیونکہ میں آپ کے اور بالاج کے تعلق کو مزید خراب ہوتے نہیں دیکھ سکتا مگر اب جبکہ بالاج نے سارا لحاظ بالائے طاق رکھ دیا

ہے

تو مجھے یہ قدم اٹھانا پڑا۔

یقین کیجئے اپنے لئے نہیں بلکہ آپ کے اور عریشہ کے لئے۔۔

بالاج کی ہٹ دھرمی دودو لڑکیوں کی زندگی تباہ کر دے گی

اور میں ایسا ہرگز نہیں ہونے دوں گا۔"

"دیکھیے آپ پوری بات نہیں جانتے

بالاج جیسے اب ہیں

پہلے ویسے بالکل نہیں تھے۔

اور اس سب میں سب سے زیادہ قصور وار میں ہوں۔

اس لئے جو بھی ہو رہا میں روکنے کا حق

نہیں رکھتی

اور کیا خبر بالاج واقعی شادی کے لئے سنجیدگی سے سوچ رہے ہوں، اس لئے میرا یہی

خیال ہے کہ ہمیں ان کے معاملات میں

داخل اندازی نہیں کرنی چاہیے

بلکہ ان کی آنے والی زندگی کے لئے نیک تمنائیں دینی چاہئیں۔ "منہل ضبط کرتی کہہ کر

آگے بڑھنے ہی والی تھی کہ مومن کی پکار

پر اس کے قدم زنجیر ہوئے۔

"میں عریشہ کو پسند کرتا ہوں اور شاید

وہ بھی اب مجھے پسند کرتی ہیں۔

شاید یہ بات انہوں نے آپ کو ابھی تک نہ بتائی ہو مگر میں نے انہیں باقاعدہ پرپوز کیا

ہے اور ان کے گھر اپنے بڑوں کو بھیجنا چاہتا تھا مگر بالاج کی حرکت نے مجھے پریشان

کر کے رکھ دیا ہے۔

"دیکھیے بات اگر صرف بالاج کی شادی کی ہوتی تو میں چپ رہتا

مگر میں جانتا ہوں وہ یہ سب صرف مجھے نیچا دکھانے کے لئے کر رہا ہے

یقیناً سے عریشہ کے لئے میری پسندیدگی کا

علم ہو گیا ہے تبھی اس نے یہ حرکت کی ہے۔

اور میں ایک معصوم لڑکی کو اس کے پاگل پن کا شکار نہیں ہونے دوں گا۔"

"خدا کے لئے میرے بلے کو پاگل مت کہیں

وہ پاگل نہیں ہے۔

میں ہوں اس کی خوشیوں کی دشمن،

اگر کسی کو سزا ملنی چاہیے تو وہ میں ہوں

میرا بلا نہیں۔ "وہ مومن کی پکار پر پلٹ کر ہونقوں کی طرح اس کی باتیں سنتی آخری

الفاظ سن کر تڑپ اٹھی۔

"آپ کو کیا لگتا ہے کہ بالاج کا آپ کے ساتھ ہتک آمیز رویہ دیکھ کر میں نے ماضی کو

کھنگالنے کی کوشش نہیں کی ہوگی؟

بھابھی میں نے سب پتا کر والیا ہے

گو کہ مجھے وہ سب جان کر تکلیف ہوئی کیونکہ کوئی بھائی اپنے بھائی کے ساتھ برا

ہوتا نہیں دیکھ سکتا مگر یہ بھی حقیقت ہے

کہ آپ نے میری آنکھوں کے سامنے خود کو

مکمل بدل ڈالا ہے۔

آپ نے اپنی غلطی کی بہت سزا کائی ہے

کیا اسے یہ سب دکھائی نہیں دیتا۔"

"غلطی مت کہیں

وہ غلطی نہیں گناہ تھا۔

اللہ کا خاص کرم تھا اور میری اماں کی دعاؤں کا نتیجہ جو اللہ نے مجھے اس گھٹیا شخص سے

بچالیا مگر میں نے اپنے ہاتھوں

سے اپنی زندگی برباد کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔" منہل اعتراف کرتے

ہوئے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"دلوں کے حال تو اللہ بہتر جانتا ہے

مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ میں نے آپ کو اکثر مصلے پر بیٹھ کر گریہ وزاری کرتے دیکھا

ہے۔

جو انسان اپنی غلطی یہاں تک کے اپنے گناہ پر نادم ہو کر سچے دل سے توبہ کر لے

اسے تو خدا بھی معاف کر دیتا ہے

تو انسان کیوں نہیں کرتا۔

اگر یہاں آپ یہ کہیں کہ وہ مرد ہے

اور مرد ایسی غلطی معاف نہیں کیا کرتا تو

پھر اسے چاہیے کہ آپ کو آزاد کر دے

کیوں اس نے سولی پر لٹکا رکھا ہے آپ کو؟"

"نہیں چاہئے مجھے طلاق،

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|مجموعہ افسانہ

مجھے اسی کے نام پر جینا ہے

یہ اس کا نام ہی ہے جس نے مجھے زندہ رکھا ہے ورنہ میں کب کی مر گئی ہوتی۔" مومن

کی تلخ باتیں اسے تڑپ تڑپ جانے پر مجبور کر رہی تھیں۔

"جانتا ہوں میں آپ کو اپنے شوہر سے محبت

ہے اور آپ اس کے ساتھ مخلص ہیں، اسی لئے تو ماضی کے بارے میں جاننے کے

باوجود

بھی میں نے آپ کو بھا بھی کا درجہ دیا ہے۔

لیکن اگر آپ بالاج سے واقعی اتنی محبت کرتی ہیں تو میری بات غور سے سنیں۔ "اس

کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر مومن کچھ نرم پڑا اور کچھ سمجھانے لگا۔

رات کے قریب تین بجے بالاج کو شدید پیاس کا احساس ہوا تو گہری نیند سے اٹھ بیٹھا۔

اپنے کمرے میں کسی ملازم کو وہ یوں بھی گھسنے نہیں دیتا تھا

اس لئے کمرے میں اپنے لئے رات کو اسے خود ہی جگ بھر کر پانی لانا پڑتا تھا جو آج خالی

تھا

یقیناً جسے بالاج آج اپنی وقتی جیت کی خوشی میں بھول گیا تھا۔

خالی جگ کو دیکھ کر نفی میں سر ہلاتا

وہ بستر سے اٹھا اور کچن کا رخ کیا۔

"مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔" وہ کچن میں کھڑا جگ سے پانی گلاس میں انڈیل کر پی رہا

تھاجب عقب سے نسوانی آواز گونجی۔

اس جانی پہنچانی کپکپاتی آواز نے اسے چونکا دیا۔

"میں کوئی لمبی چوڑی تمہید نہیں

باندھوں گی،

بس اتنا کہنا چاہتی ہوں کہ

آپ چاہیں تو اس نئے رشتے کو بنانے سے پہلے مجھ جیسے طوق کو گلے سے اتار کر پھینک
 سکتے ہیں،

NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں نہیں چاہتی کہ میری وجہ سے آپ کی

شادی شدہ زندگی مسائل کا شکار ہو

پھر بھی اگر آپ کو لگتا ہے کہ میری سزا بھی باقی ہے تو میں ضد نہیں کروں گی

بس اتنا کہوں گی آپ کی خوشی میں ہی میری خوشی ہے

آپ زندگی میں آگے بڑھ رہے ہیں یہ سن کر خوشی ہوئی

میری دعاء ہے آپ کو نیک اور مخلص جیون ساتھی ملے آمین۔ "وہ دھیمے مگر مضبوط لہجے
میں کہتی کب کی جاچکی تھی

مگر بالاج چاہ کر بھی مڑ کے دیکھ نہیں پایا وہی ہار جو وہ سالوں سے منسل کے چہرے پر
دیکھنا چاہتا تھا۔

بڑی بی بی کے حکم پر سب ملازمین پورے گھر میں عریشہ کے گھر جانے کی زور شور سے
تیاری کر رہے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کہیں مٹھائی اور پھلوں کے ٹوکڑے اور کہیں

خوبصورت ڈیزائنرز جوڑوں کی پیکنگ چل رہی تھی۔

منسل اور مومن چپ چاپ یہ ساری کاروائی نہ صرف دیکھ رہے تھے بلکہ خود پر ضبط
کنے بیٹھے تھے۔

بالاج کو جیسے وقتی قرار سا آ گیا تھا

اپنے تئیں اس نے آج اپنے ساتھ ہوئے ظلموں

کا حساب سب ظالموں سے ایک ساتھ ہی

لے لیا تھا۔

کسی کو تکلیف میں مبتلا کرنا اس کی فطرت نہیں تھی

پھر بھی آج اپنی فطرت کے خلاف جا کے

اسے جہاں ظاہری سکون ملا تھا وہیں

باطنی بے چینی بھی تھی۔

مگر وہ کسی صورت یہ سب ماننے کو تیار نہیں تھا

اپنے تئیں اب ہی تو اس کو تنہائیوں کی آگ میں جھونکنے والے خود جلے تھے۔

بظاہر مسکراتا وہ لاونج میں بیٹھائی وی چینل بدل رہا تھا جب ایک نیوز چینل پر آکر اس کا

ہاتھ ریموٹ پر مضبوط ہو گیا۔

لاونج میں اس کے ساتھ گم صم بیٹھے سیٹھ آفندی اور مومن نے بھی چونک کر

سامنے چلتی نیوز کو دیکھا جس میں ایک فی میل اینکر بار بار ایک ہی خبر دہرا رہی تھی۔

"ناظرین ہم آپ کو ایک بار پھر بتاتے چلیں ملک کے معروف کرکٹر بالاج آفندی کا

سکینڈل

سامنے آیا ہے،

آپ لوگ اپنی سکرین پر دیکھ سکتے ہیں یہ تصاویر جن میں بالاج آفندی ایک لڑکی کو

کہیں گود میں اٹھائے تو کہیں صوفے پر لیٹاتے دکھائی دے رہے ہیں،

سوال یہ ہے کہ یہ نیم بے ہوش لڑکی ہے کون؟

کیا یہ بالاج آفندی کی گرل فرینڈ ہے؟

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یا پھر کوئی اور۔۔۔

جہاں تک بالاج کے بارے میں کہا جاتا ہے

وہ لڑکیوں سے دور بھاگنے والے انسان ہیں،

اگر ایسا ہی ہے تو یہ لڑکی کون ہے

جس کے ساتھ بالاج آفندی کی قابل اعتراض

تصاویر سوشل میڈیا پر وائرل ہوئی ہیں؟ "اینکر مزید بھی کچھ کہہ رہی تھی مگر بالاج میں سننے کی ہمت نہیں تھی

وہ اپنے باپ اور بھائی سے نظر چراتا اٹھ کر تیزی سے لاونج سے نکل گیا۔

جاری ہے

داغِ ندامت

قسط 21



بڑی بی کی واپسی کا سن کر گھر کے ملازموں میں ہلچل مچی تھی۔

کہیں ان کے لئے پرہیزی کھانا تیار کیا جا رہا تھا تو کہیں ان کے کمرے کی صفائی ستھرائی پر خاص توجہ دی جا رہی تھی۔

بالاج حسب معمول آج بھی گھر سے باہر تھا

جبھی منسل بھی ملازموں کے ساتھ کام کرتی نظر آتور ہی تھی مگر ہر لمحہ اس کا دھیان لاونج پر تھا جہاں سے کسی بھی وقت بالاج کی آمد متوقع تھی اور وہ کسی صورت بالاج کا

سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی

کسی بھی قسم کی بد مزگی سے بچنے کے لئے

اس نے اپنا چہرہ اچھے سے لپیٹ رکھا تھا

تاکہ جب بھی بالاج آئے وہ چہرہ چھپا کر وہاں سے نکل سکے۔

اسی اثناء میں لاونج میں بڑی بی بی کی آواز گونجی تو ملازمین کے ساتھ ساتھ منسل نے بھی گردن موڑ کر دیکھا۔

مومن اور سیٹھ آفندی ایک ساتھ لاونج میں داخل ہوئے۔

مومن اپنی دو جانی کی وہیل چیئر گھسیٹ رہا تھا جبکہ سیٹھ آفندی ساتھ ساتھ چلتے اپنی والدہ کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

خلاف توقع آج بڑی بی بی بھی مسکرا رہی تھیں۔

منسل نے تعجب سے انہیں مسکراتے دیکھا

اور پھر سر جھٹک کر کام کرنے لگی۔

"ہم سب کے لئے چائے بنا کر اماں کے کمرے میں لے آئیں پلیز۔" سیٹھ آفندی نے رک کر منہل کو مخاطب کیا اور آگے بڑھ گئے۔

منہل نے بھی سر ہلا کے کچن کا رخ کیا۔

منہل نے چائے کے تین کپ سلیقے سے ٹرے میں رکھے ساتھ مزید لوازمات خانساماں کی مدد سے سیٹ کرتی بڑی بی بی کے کمرے کی جانب چل دی۔

اب تک منہل خانساماں سے بہت سے کھانے پکانا اور ٹیبل پر اچھے انداز میں لگانا سیکھ چکی تھی اسی لئے آج بھی تیزی سے سیٹھ آفندی کے حکم کی تعمیل کرتی وہ اب بڑی بی بی کے کمرے میں داخل ہوئی۔

"جہاں تین کپ بنوائے تھے وہاں ایک اور بنوانے میں کیا حرج تھا؟" سب اپنے اپنے کپ تھامے خوش گپیوں میں مصروف تھے جب عقب سے آتی آواز پر سب چونکے جبکہ منہل کمرے کے کونے میں ہو کے چہرہ موڑے ڈسٹنگ کرنے لگی۔

اس جانی پہچانی آواز نے اسے جہاں کپکپانے پر مجبور کیا تھا وہیں سیٹھ آفندی کی موجودگی سے اسے حوصلہ ملا تھا

کچھ بھی ہوتا یہاں سیٹھ آفندی اور مومن اسے بد تمیزی نہ کرنے دیتے اور اپنی بیمار دادی کی موجودگی میں بالاج خود بھی ایسی حرکت نہ کرتا شاید۔۔

شاید لفظ پر آ کے یکبارگی اس کا وجود کانپ اٹھا

بالاج کو وحشی بننے پر منسل نے خود ہی مجبور کیا تھا

اب وہ وحشی کہیں بھی کچھ بھی کر سکتا تھا

یہ سوچ ہی سوہان روح تھی۔



"ارے میرا بچہ آیا
دادی قربان جائے۔" بڑی بی نے اس کے جھکنے پر ڈھیروں دعائیں دے کر سر پر ہاتھ رکھا۔

"کیسی ہیں آپ ددو جانی

اور مجھے کتنا یاد کیا جلدی بتائیں۔" بالاج نے ان کے ہاتھ تھام کر نرمی سے استفسار کیا۔

"میرے بچے تمہاری بوڑھی بیمار دادی تمہیں

دیکھ کر دوبارہ جی اٹھی ہے

اگر تم یو نہی نظروں کے سامنے رہو تو میں ہمیشہ خوش رہوں۔ "بڑی بی نے اس کے ہاتھ آنکھوں کو لگا کر محبت سے کہا۔

"بس پھر خوش ہو جائیں کیونکہ میں نے آپ کی سب سے بڑی خواہش پوری کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔" بالاج نے مسکرایا کر کہا۔

"یعنی ہمارا شہزادہ شادی کے لئے تیار ہے؟" بڑی بی کے چہک کر استفسار کرنے پر منسل کے ٹیبل پر چلتے ہاتھ تھم گئے۔

"جی بالکل۔" بالاج نے کہا۔

"اور کون ہے وہ خوش نصیب جس کا انتخاب ہمارے شہزادے نے کیا ہے؟"

"اکثر اس گھر میں نظر آتی ہے وہ ددو

جانی۔" بالاج کی بات سن کر منسل کو لگا شاید اس کی معافی کا وقت آ گیا ہے

اس کی ہر دعاء سن لی گئی ہے اور اب اس

کی آزمائش ختم ہونے کا وقت قریب ہے،

مگر شاید یہ اس کی خام خیالی تھی

اصل آزمائش کا وقت تو اب شروع ہوا تھا۔

"اس کا نام عریشہ ہے دو جانی

یوں تو اس کا تعلق گاؤں کے ایک غریب گھرانے سے ہے مگر کیا کروں مجھے وہ لڑکی

پسند ہے

اور میں اسی سے شادی کروں گا اس لئے میں چاہتا ہوں آپ کل ہی میرے لئے اس کا

ہاتھ مانگنے جائیں

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور اپنے ساتھ ڈیڈ اور مومن بھائی کو لازمی لے جائیں

آخر میری خوشی میں میرے اپنوں کی موجودگی بھی تو ضروری ہے نہ۔" بالاج کے

الفاظ تھے یا کوئی بم جو منسل کے ساتھ ساتھ سر جھکائے بیٹھے مومن اور سیٹھ آفندی کی

سماعتوں پر پھٹا تھا۔

"مجھے کسی کے امیر غریب ہونے سے فرق نہیں پڑتا بس میرا بچہ خوش ہے تو میں بھی

خوش ہوں

اور میں کل ہی جاؤں گی اپنے بچے کے لئے اس لڑکی کا ہاتھ مانگنے۔ " بڑی بی مومن اور
 منہل کی تغیر ہوتی حالت سے بے خبر خوشی خوشی اس رشتے کے لئے مان گئیں
 جبکہ بالاج کی تمسخر اڑاتی نگاہیں مسلسل مومن کے چہرے کا احاطہ کئے ہوئے تھیں۔

"اچھا دو جانی مجھے ایک ضروری کام سے کہیں جانا ہے

آپ یہ پیسے رکھ لیں اور غریب ملازمین میں بانٹ دیں

آخر سیٹھ بالاج کی شادی ہے

غرباء کا خیال رکھنا تو بنتا ہے۔ " بڑی بی کے قریب سے اٹھتے ہوئے اس نے زخمی

نظروں سے منہل کو دیکھتے ہوئے چوٹ کی اور کمرے سے نکل گیا۔

خانسا ماں رات کا کھانا تیار کر کے کب کا سرونٹ کو اڑ میں جا چکا تھا مگر منہل ابھی تک

کچن میں کھڑی اپنی قسمت پر رو رہی تھی۔

کیسے بالاج کے الفاظ اس کے دل پر خنجر کی طرح لگے تھے یہ وہی جانتی تھی۔

اسے دل و جان سے چاہنے والا انسان آج اس کے سامنے کسی اور کو اپنی زندگی میں شامل

کرنے کی بات کر گیا تھا۔

کیسے وہ اپنے شوہر کو اپنی ہی محسن کے ساتھ دیکھ پائے گی اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

خاموش آنسو بہاتے دل نے کہا تھا منسل اب تیرے سر سے یہ چھت بھی چھن جائے گی۔

"کیسے؟"

آخر کیسے کر سکتے ہیں آپ میرے ساتھ یوں بالاج؟

"جیسے تم نے اس کے ساتھ کیا تھا منسل۔"

اپنی باری آئی تو اپنا آپ مظلوم لگ رہا ہے نہ مگر حقیقت یہی ہے تمہیں تمہارے گناہوں کی سزا مل رہی ہے

اور اب اس چھت کے چھن جانے کا انتظار کرو بس۔ "اس کے سوال پر اس کے ضمیر نے اسے جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا۔"

"اگر یہی میرے رب کا فیصلہ ہے تو میں اسی میں راضی ہوں۔" آنسو پونچھ کر واپس
مرتی منسل عقب میں کھڑے مومن کو دیکھ کر ٹھٹھکی گئی۔

"آپ یہاں؟" منسل نے گھبرا کر استفسار کیا۔

"میں آپ کے سامنے آنا تو نہیں چاہتا تھا

کیونکہ میں آپ کے اور بالاج کے تعلق کو مزید خراب ہوتے نہیں دیکھ سکتا مگر اب
جبکہ بالاج نے سارا لحاظ بالائے طاق رکھ دیا



NEW ERA MAGAZINE ہے
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تو مجھے یہ قدم اٹھانا پڑا۔

یقین کیجئے اپنے لئے نہیں بلکہ آپ کے اور عریشہ کے لئے۔۔

بالاج کی ہٹ دھرمی دودو لڑکیوں کی زندگی تباہ کر دے گی

اور میں ایسا ہرگز نہیں ہونے دوں گا۔"

"دیکھیے آپ پوری بات نہیں جانتے

بالاج جیسے اب ہیں

پہلے ویسے بالکل نہیں تھے۔

اور اس سب میں سب سے زیادہ قصور وار میں ہوں۔

اس لئے جو بھی ہو رہا میں روکنے کا حق

نہیں رکھتی

اور کیا خبر بالاج واقعی شادی کے لئے سنجیدگی سے سوچ رہے ہوں، اس لئے میرا یہی
 خیال ہے کہ ہمیں ان کے معاملات میں

داخل اندازی نہیں کرنی چاہیے

بلکہ ان کی آنے والی زندگی کے لئے نیک تمنائیں دینی چاہئیں۔ "منہل ضبط کرتی کہہ کر

آگے بڑھنے ہی والی تھی کہ مومن کی پکار

پر اس کے قدم زنجیر ہوئے۔

"میں عریشہ کو پسند کرتا ہوں اور شاید

وہ بھی اب مجھے پسند کرتی ہیں۔

شاید یہ بات انہوں نے آپ کو ابھی تک نہ بتائی ہو مگر میں نے انہیں باقاعدہ پرپوز کیا ہے اور ان کے گھر اپنے بڑوں کو بھیجنا چاہتا تھا مگر بالاج کی حرکت نے مجھے پریشان کر کے رکھ دیا ہے۔

"دیکھیے بات اگر صرف بالاج کی شادی کی ہوتی تو میں چپ رہتا

مگر میں جانتا ہوں وہ یہ سب صرف مجھے نیچا دکھانے کے لئے کر رہا ہے

یقیناً اسے عریشہ کے لئے میری پسندیدگی کا

علم ہو گیا ہے تبھی اس نے یہ حرکت کی ہے۔

اور میں ایک معصوم لڑکی کو اس کے پاگل پن کا شکار نہیں ہونے دوں گا۔"

"خدا کے لئے میرے بلے کو پاگل مت کہیں

وہ پاگل نہیں ہے۔

میں ہوں اس کی خوشیوں کی دشمن،

اگر کسی کو سزا ملنی چاہیے تو وہ میں ہوں

میرا بلا نہیں۔ "وہ مومن کی پکار پر پلٹ کر ہونقوں کی طرح اس کی باتیں سنتی آخری الفاظ سن کر تڑپ اٹھی۔

"آپ کو کیا لگتا ہے کہ بالاج کا آپ کے ساتھ ہتک آمیز رویہ دیکھ کر میں نے ماضی کو

کھنگالنے کی کوشش نہیں کی ہوگی؟

بھا بھی میں نے سب پتا کروالیا ہے

گو کہ مجھے وہ سب جان کر تکلیف ہوئی کیونکہ کوئی بھائی اپنے بھائی کے ساتھ برا

ہوتا نہیں دیکھ سکتا مگر یہ بھی حقیقت ہے

کہ آپ نے میری آنکھوں کے سامنے خود کو

مکمل بدل ڈالا ہے۔

آپ نے اپنی غلطی کی بہت سزا کاٹی ہے

کیا اسے یہ سب دکھائی نہیں دیتا۔"

”غلطی مت کہیں

وہ غلطی نہیں گناہ تھا۔

اللہ کا خاص کرم تھا اور میری اماں کی دعاؤں کا نتیجہ جو اللہ نے مجھے اس گھٹیا شخص سے

بچا لیا مگر میں نے اپنے ہاتھوں

سے اپنی زندگی برباد کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ ”منہل اعتراف کرتے

ہوئے



NEW ERA MAGAZINE
پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

”دلوں کے حال تو اللہ بہتر جانتا ہے

مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ میں نے آپ کو اکثر مصلے پر بیٹھ کر گریہ وزاری کرتے دیکھا

ہے۔

جو انسان اپنی غلطی یہاں تک کے اپنے گناہ پر نادم ہو کر سچے دل سے توبہ کر لے

اسے تو خدا بھی معاف کر دیتا ہے

تو انسان کیوں نہیں کرتا۔

اگر یہاں آپ یہ کہیں کہ وہ مرد ہے
 اور مرد ایسی غلطی معاف نہیں کیا کرتا تو
 پھر اسے چاہیے کہ آپ کو آزاد کر دے
 کیوں اس نے سولی پر لٹکار کھا ہے آپ کو؟"

"نہیں چاہئے مجھے طلاق،

مجھے اسی کے نام پر جینا ہے

یہ اس کا نام ہی ہے جس نے مجھے زندہ رکھا ہے ورنہ میں کب کی مر گئی ہوتی۔" مومن
 کی تلخ باتیں اسے تڑپ تڑپ جانے پر مجبور کر رہی تھیں۔

"جانتا ہوں میں آپ کو اپنے شوہر سے محبت

ہے اور آپ اس کے ساتھ مخلص ہیں، اسی لئے تو ماضی کے بارے میں جاننے کے

باوجود

بھی میں نے آپ کو بھابھی کا درجہ دیا ہے۔

لیکن اگر آپ بالاج سے واقعی اتنی محبت کرتی ہیں تو میری بات غور سے سنیں۔ "اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر مومن کچھ نرم پڑا اور کچھ سمجھانے لگا۔

رات کے قریب تین بجے بالاج کو شدید پیاس کا احساس ہوا تو گہری نیند سے اٹھ بیٹھا۔

اپنے کمرے میں کسی ملازم کو وہ یوں بھی گھسنے نہیں دیتا تھا

اس لئے کمرے میں اپنے لئے رات کو اسے خود ہی جگ بھر کر پانی لانا پڑتا تھا جو آج خالی تھا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یقیناً جسے بالاج آج اپنی وقتی جیت کی خوشی میں بھول گیا تھا۔

خالی جگ کو دیکھ کر نفی میں سر ہلاتا

وہ بستر سے اٹھا اور کچن کا رخ کیا۔

"مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔" وہ کچن میں کھڑا جگ سے پانی گلاس میں انڈیل کر پی رہا

تھا جب عقب سے نسوانی آواز گونجی۔

اس جانی پہنچانی کپکپاتی آواز نے اسے چونکا دیا۔

"میں کوئی لمبی چوڑی تمہید نہیں

باندھوں گی،

بس اتنا کہنا چاہتی ہوں کہ

آپ چاہیں تو اس نئے رشتے کو بنانے سے پہلے مجھ جیسے طوق کو گلے سے اتار کر پھینک
سکتے ہیں،

میں نہیں چاہتی کہ میری وجہ سے آپ کی

شادی شدہ زندگی مسائل کا شکار ہو

پھر بھی اگر آپ کو لگتا ہے کہ میری سزا بھی باقی ہے تو میں ضد نہیں کروں گی

بس اتنا کہوں گی آپ کی خوشی میں ہی میری خوشی ہے

آپ زندگی میں آگے بڑھ رہے ہیں یہ سن کر خوشی ہوئی

میری دعاء ہے آپ کو نیک اور مخلص جیون ساتھی ملے آمین۔ "وہ دھیمے مگر مضبوط لہجے

میں کہتی کب کی جاچکی تھی

مگر بالاج چاہ کر بھی مڑ کے دیکھ نہیں پایا وہی ہار جو وہ سالوں سے منہل کے چہرے پر
دیکھنا چاہتا تھا۔

بڑی بی بی کے حکم پر سب ملازمین پورے گھر میں عریشہ کے گھر جانے کی زور شور سے
تیاری کر رہے تھے۔

کہیں مٹھائی اور پھلوں کے ٹوکری اور کہیں
خوبصورت ڈیزائنز جوڑوں کی پیکنگ چل رہی تھی۔

منہل اور مومن چپ چاپ یہ ساری کاروائی نہ صرف دیکھ رہے تھے بلکہ خود پر ضبط
کئے بیٹھے تھے۔

بالاج کو جیسے وقتی قرار سا آ گیا تھا

اپنے تئیں اس نے آج اپنے ساتھ ہوئے ظلموں

کا حساب سب ظالموں سے ایک ساتھ ہی

لے لیا تھا۔

کسی کو تکلیف میں مبتلا کرنا اس کی فطرت نہیں تھی

پھر بھی آج اپنی فطرت کے خلاف جا کے

اسے جہاں ظاہری سکون ملا تھا وہیں

باطنی بے چینی بھی تھی۔

مگر وہ کسی صورت یہ سب ماننے کو تیار نہیں تھا

اپنے تئیں اب ہی تو اس کو تنہائیوں کی آگ میں جھونکنے والے خود جلے تھے۔

بظاہر مسکراتا وہ لاونج میں بیٹھائی وی چینل بدل رہا تھا جب ایک نیوز چینل پر آکر اس کا

ہاتھ ریموٹ پر مضبوط ہو گیا۔

لاونج میں اس کے ساتھ گم صم بیٹھے سیٹھ آفندی اور مومن نے بھی چونک کر

سامنے چلتی نیوز کو دیکھا جس میں ایک فی میل اینکر بار بار ایک ہی خبر دہرا رہی تھی۔

"ناظرین ہم آپ کو ایک بار پھر بتاتے چلیں ملک کے معروف کرکٹر بالاج آفندی کا

سکینڈل

سامنے آیا ہے،

آپ لوگ اپنی سکرین پر دیکھ سکتے ہیں یہ تصاویر جن میں بالاج آفندی ایک لڑکی کو

کہیں گود میں اٹھائے تو کہیں صوفے پر لیٹاتے دکھائی دے رہے ہیں،

سوال یہ ہے کہ یہ نیم بے ہوش لڑکی ہے کون؟

کیا یہ بالاج آفندی کی گرل فرینڈ ہے؟

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یا پھر کوئی اور۔۔۔

جہاں تک بالاج کے بارے میں کہا جاتا ہے

وہ لڑکیوں سے دور بھاگنے والے انسان ہیں،

اگر ایسا ہی ہے تو یہ لڑکی کون ہے

جس کے ساتھ بالاج آفندی کی قابل اعتراض

تصاویر سوشل میڈیا پر وائرل ہوئی ہیں؟ "اینکر مزید بھی کچھ کہہ رہی تھی مگر بالاج میں سننے کی ہمت نہیں تھی

وہ اپنے باپ اور بھائی سے نظر چراتا اٹھ کر تیزی سے لاونج سے نکل گیا۔

وہ بے چینی سے لان میں چکر کاٹ رہا تھا۔

جب ملازمہ بڑی بی بی کی وہیل چیئر گھسیٹتی ہوئی لان میں لائی۔

عام طور پر یہ کام منسل کیا کرتی تھی مگر اس وقت وہ لان میں بالاج کی موجودگی سے واقف تھی اس لئے لان میں آنے سے کترار ہی تھی۔

"ارے میرا ڈلا دھرا کیلا کیا کر رہا ہے؟

اندر چلو نہ دیکھو میں نے تمہارے سسرال میں جانے کی ساری تیاریاں مکمل کر لی ہیں

بس کل شام کو ہم سب جائیں گے تمہاری پسند کا ہاتھ مانگنے۔ " بڑی بی بی جوہر بات سے

بے خبر تھیں مسکرا کر بالاج سے مخاطب ہوئیں۔

"دو جانی یہ غلط بات ہے

آپ صرف ایک پوتے کی شادی کی تیاریاں کر رہی ہیں

اور میرا کیا ہاں؟ "عقب سے لان میں داخل ہوتے مومن کی آواز سن کر بالاج اور بڑی بی

نے ایک ساتھ گردن گھما کر دیکھا جہاں مومن آنکھوں میں چمک لئے مسکرا رہا تھا جانے کیوں اس لمحے بالاج کو اس کی پراسرار مسکراہٹ سے خوف آیا۔

"تم بھی کر لو کوئی لڑکی پسند تو تمہاری بھی ساتھ ہی کر دیں گے شادی۔" بڑی بی نے شرارتا کہا۔

"پسند کر لو کیا مطلب
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
میں نے تو پسند کر لی ہے۔

مگر دو جانی وہ لڑکی بھی بالاج کی پسند کی طرح غریب گھرانے سے ہے

تو کیا آپ اسے قبول کریں گی؟ "مومن نے استفسار کیا۔

"ارے بیٹا یہ کیا بات کہہ دی بھلا مجھے کیا اعتراض ہوگا؟

ماضی میں تمہارے دادا سے ہوئی غلطی کا

خمیازہ آج تک ہمارا خاندان بھگت رہا ہے،

وہ بھی دنیا سے پچھتاوے لے کر گئے،

اب میں کم سے کم وہ غلطی کبھی نہیں دہراؤں گی،

بس جو میرے پوتوں کی پسند وہی میری پسند۔ "بڑی بی ماضی کو یاد کرتی اداسی کا شکار

ہوئیں اور ساتھ ہی مومن کو گرین سگنل بھی دے دیا۔

"دراصل دو جانی وہ لڑکی ہمارے ہی گھر میں جا ب کرتی ہے۔

سچ کہوں تو وہ مجھے پہلی ہی نظر میں

بھاگئی تھی مگر میں آپ سے بات کرتے ہوئے ہچکچا رہا تھا۔

مجھے ڈر تھا کہ کہیں آپ یہ سب سن کر

خفا نہ ہو جائیں لیکن اب کیونکہ آپ نے ہاں کر دی ہے تو میں بھی آپ کو اپنی پسند کے

بارے میں بلا جھجھک بتا دیتا ہوں۔

لیکن اس سے پہلے میں بالاج بھائی کا دل سے شکر گزار ہوں کیونکہ اگر یہ پہل نہ کرتے

تو میں بھی آج بے جھجک یہ سب نہ کہہ رہا ہوتا۔ "مومن کا ذومعنی انداز بالاج کے ماتھے پر بل لے آیا تھا۔

"اب کیا پہیلیاں ہی بھجواتے رہو گے کہ لڑکی کا نام بھی بتاؤ گے؟" بڑی بی نے جھنجھلا کر کہا۔

"ارے خفا کیوں ہوتی ہیں ابھی نام بھی بتائے دیتے ہیں۔

دو دو جانی اس لڑکی کا نام ہے منسل۔" مومن نے بالاج کو مکمل نظر انداز کرتے ہوئے

جب
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
زبان کھولی تو بالاج کو جیسے پتنگے لگ گئے۔

"کمینے گھٹیا انسان

تیری ہمت کیسے ہوئی میری عزت پر نظر رکھنے کی؟

میں تیری جان لے لوں گا۔" مومن کے منہ سے

منسل کا نام سنتے ہی بالاج کے تن بدن میں

آگ بھڑک اٹھی اور وہ دیوانہ وار مومن کو

بیٹنے لگا۔

"اتنا ہی عزت کا خیال تھا تو اسے درندوں سے بھری دنیا میں تنہا کیوں چھوڑا؟

اور صرف اتنا ہی نہیں اسے پورے گھر کے ملازمین کے سامنے ذلیل کرنے والے تم

ہی ہونہ مسٹر بالاج آفندی!

تمہارے منہ سے عزت کی بات نہیں جچتی بہتر ہو گا اسے اس ناکام رشتے سے آزاد کرو

تاکہ وہ بے چاری اپنی نئی زندگی شروع کر سکے۔" مومن کی بات ابھی منہ ہی تھی

بالاج ایک بار پھر اس پر چڑھ دوڑا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کیا ہوا بالاج آفندی اپنی بیوی کا نام دوسرے مرد کے منہ سے سن کر تکلیف ہو رہی

ہے؟

تب تم کہاں تھے جب وہ در در کی

ٹھوکریں کھاتی ہو س بھری نظروں کا نشانہ بن رہی تھی؟

چھوٹی عمر میں ہوئی غلطی کی سزا دینی ہی تھی تو کم سے کم اس بے چاری کو آزاد

ہی کر دیتے

مگر نہیں تم نے اسے سزا دینی تھی نہ۔۔۔

ویسے ایک بے سہارا لڑکی کو اس بندھن

میں قید کر کے جانے سے پہلے شرم تو نہیں آئی ہوگی نہ؟"

"مجھے شرم دلانے سے پہلے تم خود شرم سے

ڈوب کر کیوں نہیں مرے گھٹیا انسان اپنی

ہی بھابھی پر بری نظر تو تم نے ڈالی ہے

اس حساب سے شرم تو تمہیں آنی چاہیے۔" بالاج اس کے منہ پر مکار سید کرتا ہڈیانی

انداز میں چلایا۔

"میں اپنی محرومیوں کا بدلہ رشتوں کے تقدس کو پامال کر کے لینے والا انسان نہیں

بالاج۔

مسئل میری بھابھی ہے،

اور میں ان کی اتنی ہی عزت کرتا ہوں

جتنی اس رشتے میں ہونی چاہیے۔

جاننے ہو میں نے یہ ڈرامہ صرف تمہاری

سوئی ہوئی غیرت جگانے کے لئے کیا ہے۔

ایک غیرت مند مرد اگر کسی عورت کے ساتھ

اختلافات کی بنا پر نہ رہنا چاہے تو کم سے کم اسے اس رشتے سے آزاد ضرور کرتا ہے

تاکہ وہ عورت کہیں اور اپنا گھر بسا کر عزت کی زندگی بسر کر سکے، مگر تم نے جو کیا

وہ ایک بزدل انسان کی نشانی تو ہو سکتی ہے مگر ایک اچھے انسان کی نہیں۔

اگر چھوٹی عمر میں خواہشات کے حصول کے لئے اس نے ایک بے وقوفی کی تھی تو تم

معاف کرنے کا حوصلہ نہیں رکھتے تھے تو چھوڑ دیتے مگر تم نے جو اسے اس بندھن میں

قید کر کے دنیا کی ذلت و رسوائی سہنے

کے لئے تنہا چھوڑا وہ بھی گناہ ہے۔

تم اس کے گناہ کی سزا تو آج تک اسے دیتے آرہے ہو

تو کیا اپنے گناہ کی سزا بھی دو گے خود کو؟

بتاؤ کیا ہے حوصلہ خود کو سزا دینے کا؟

چلو چھوڑو یہ سب باتیں

بس چند لمحے کے لئے خود کو اس کی جگہ رکھ کر دیکھ لو

تمہیں اس کا گناہ چھوٹا اور اپنا گناہ بڑا لگے گا۔

ابھی ٹی وی چینلز پر جو خبر چل رہی ہے

وہ سچ ہے یا جھوٹ یہ تو خدا کی ذات بہتر جانتی ہے

مگر سوچو تم اس خبر کے بعد یہ چاہو گے

کہ سب تمہیں اپنی صفائی کا ایک موقع دیں۔

اسی طرح بھابھی نے بھی اپنی صفائی پیش

کرنی چاہی ہوگی

وہ بھی معافی کی طلبگار ہوگی مگر تم نے



سختی سے مسترد کر دی ہوگی۔

سوچو ایک اکیلی لڑکی جو پہلے ہی کسی دھوکے باز سے بمشکل اپنی عزت بچا کر

اپنی بچکانہ غلطیوں اور گناہ کی معافی کی

طلبگار ہوگی تب تم اسے ایک نہ ختم ہونے والی سزا دے کر چلے گئے۔

میں یہ نہیں کہتا کہ اس نے غلط نہیں کیا

مگر جو تم نے کیا ٹھیک تو وہ بھی نہیں تھا،

یار اگر معاف کرنے کا ظرف نہیں رکھتے تھے تو کم سے کم آزاد ہی کر دیتے

تمہیں اندازہ بھی ہے تمہارے چھوڑ جانے کے بعد اس نے کس قدر تکلیف دہ زندگی

گزاری ہے۔

کیا تم نہیں جانتے کہ ہماری ماں اتنی بڑی زیادتی کے باوجود بھی اپنی زندگی کے آخری

ایام میں داد اور ڈیڈ کو معافی کا خط لکھ کر گئی تھیں؟

تم کیسے جانتے ہو گے تمہیں تو اپنی نفرت سے ہی فرصت نہیں۔

بالاج ایک تم ہی نہیں مظلوم دنیا میں۔۔۔

بھائی میں بھی ماں کے بغیر پلنے والا بچہ ہوں

گو کہ ڈیڈ کی دوسری شادی جن سے ہوئیں

انہوں نے مجھے بہت پیار دیا

مگر اپنی ماں کی ممتا کو میں بھی ساری عمر ترستار ہا ہوں۔

ڈیڈ اپنی غلطی کی سزا آج تک خود کو بزنس کی حد تک محدود کر کے دیتے آئے ہیں

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Arzoo | Gossamer | Poetry | Drama | Screenplay | Translation | Interview | Book Reviews | Columnists | Cartoons | Children's | Health | Sports | Entertainment | News | Current Affairs | Opinion | Letters | Reviews | Awards | Special | Backlist | New Releases | Subscription | Contact Us

جبکہ دادا دنیا سے پچھتاواہ ساتھ لے کر گئے۔

چھوٹی امی بھی بہت چھوٹی عمر میں دل کے عارضے میں مبتلا ہو کر مجھے چھوڑ گئیں

ان سب صدمات کو دو جانی سہہ نہیں سکیں اور آج اس حالت میں ہیں۔

بالاج تم اکیلے نہیں اذیتیں سہتے رہے

ہم سب نے بھی زندگی درد میں گزارا ہے۔

مگر ہم سب میں اور تم میں یہ فرق ہے کہ تم نے اتنے عرصے میں نفرت کرنا اور بدلہ

لینا ہی سیکھا ہے جبھی آج تک بے سکون ہو،

مجھے دیکھو مجھے معاف کرنا پسند ہے

کیونکہ میرے رب کو بھی معاف کرنے والا پسند ہے، یہی وجہ ہے میں اتنی محرومیوں

کے باوجود بھی پرسکون ہوں۔

بالاج میرے بھائی معاف کرنا سیکھو

معاف کرنے میں جو سکون ہے نہ وہ بدلہ لینے میں نہیں ہے۔ "بالاج کے ہاتھوں بری

طرح

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پٹنے کے بعد اپنی جگہ جگہ سے پھٹی شرٹ

کو درست کرتا وہ جو نہی مڑا تو بڑی بی بی کا

بے ہوش وجود دیکھ کر ٹھٹھک گیا۔

اتنا تو وہ جانتی تھی کہ مومن سمجھدار انسان تھا مگر بالاج کبھی اسے معاف کر سکتا ہے یہ

ناممکنات میں سے تھا،

اپنے دل کی آخری کرچی بھی سمیٹ کر اب وہ خاموش ہو گئی تھی۔

اور وہ جانتی تھی کہ بالاج عریشہ کو چھوڑ

بھی دے تب بھی اسے نہیں اپنائے گا،

عریشہ نہیں تو کوئی اور مگر وہ منسل کبھی نہیں ہو سکتی اس بات کا ادراک اسے ہو چکا تھا۔

مسلسل آنکھوں میں چمکتی نمی کو اندر

دھکیلتی وہ اپنی کلاس ختم ہونے کا انتظار کر رہی تھی

جو نہی کلاس ختم ہوئی منسل اپنا قرآن مجید سینے سے لگائے مڑی تو سامنے پروقار خاتون

کی مسکراہٹ دیکھ کر رک گئی۔

آج درجہ ثانیہ اور درجہ اولیٰ کے درمیان پلاسٹک کی دیوار حائل نہیں تھی جی بھی

وہ آواز جو اکثر اسے متوجہ کرتی تھی

آج اسے سننے کے ساتھ ساتھ دیکھنے کا

موقع بھی مل رہا تھا۔

مسئلہ یک ٹک اسی جانب دیکھتی درجہ ثانیہ میں کب داخل ہوئی اسے خود خبر نہ ہوئی۔

"قرآن کہتا ہے

لَا تَقْنَطُوا أَنَا آمِدِنَهُ هُو

لَا تَهِنُوا كَمَزُورٍ نَهْ پُڑو

لَا تَحْرَبُوا عَمَلِكُنَّ نَهْ هُو

پھر جانے کیوں ہم مسلمان ہوتے ہوئے مایوسی کا شکار ہو رہے ہیں۔

انسان یہ کیوں یاد نہیں رکھتا کہ انسان جہاں بے بس ہے اللہ چاہے تو پیل بھر میں

ممکن کر دے۔

ہم اپنی زندگی کی مشکلات میں الجھ کر

یہ کیوں بھول جاتے ہیں

کوئی ہے جو ہمیں تمام مشکلات سے نجات دینے پر قادر ہے۔

وہ بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے

وہ جو ایک سچی توبہ پر اپنی رحمت کے

دروا کر دیتا ہے

وہ کیسے ہمیں مشکلات سے نہیں نکالے گا؟

جو ہمارے ندامت کے ایک آنسو پر معاف کر دیتا ہے۔

سوچئے۔۔

سوچئے خرابی ہے کہاں؟

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|...

خرابی ہم میں ہے

ہماری سوچ میں ہے

ہمیں لگتا ہے کہ دعاء قبول نہیں ہوئی

شاید اللہ ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہم سے ناراض ہے

جب تک ہم اپنی سوچ کو وسیع نہیں کریں

گے

ہم کیسے سمجھ پائیں گے کہ خالق نے اسی لمحے معاف کر دیا تھا جب ندامت کا ایک آنسو
آنکھ میں آیا تھا

اب جو ہماری مشکلات ہیں وہ ہماری آزمائش ہیں
اور اس آزمائش پر پورا اترنے کے لئے صبر و شکر لازم ہے
جو ہم کرتے نہیں،

بس دن رات ایک ہی راگ الاپتے رہتے ہیں کہ
ہم سے اللہ ناراض ہے،

ہمیں ہمارے گناہوں کی معافی نہیں ملی۔

مشکلات میں ہمیشہ سچے دل سے اپنے

صغیرہ کبیرہ گناہوں کی توبہ کریں

اس کے بعد سب کچھ اللہ پر چھوڑ کر بس صبر کریں۔

سورہ توبہ کی آیت مبارکہ ہے۔۔

لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا

غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

اور یہ آیت صبر کرنے والوں کے لئے ہمیشہ حوصلے کا باعث رہی ہے۔

یاد رکھیں اپنی مشکلات سے جب چھٹکارہ حاصل کرنے کی ہر ممکن کوشش کر کے تھک

جائیں تو اپنے معاملات مالک کے سپرد کر کے

صبر کریں

شکر کریں



کہنے کو فقط یہ دو لفظ ہیں

مگر جو صبر اور شکر کر لیتا ہے وہی کامیاب ہے

اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

سب سے پہلے اپنے گزشتہ گناہوں پر سچے دل سے توبہ کریں

اس کے بعد صبر و شکر کریں اور اپنے

تمام معاملات اللہ کے سپرد کر کے بے فکر
ہو جائیں۔

سورہ احزاب کی آیات مبارکہ ہے۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا

اللہ پر بھروسہ کرو، کیونکہ اس کے سپرد

جو کام کر دیا جائے وہ اس کے لئے کافی ہے۔

یقین کیجئے اللہ پر بھروسہ آپ کو بہت جلد منزل تک پہنچا دے گا۔

خدا راما یوسی کو زندگی سے نکال دیجئے،

مایوسی گناہ ہے۔

اپنے رب پر بھروسہ کریں

اور پر امید رہیں

صابر و شاکر لوگوں کے خوشخبری ہوا کرتی ہے

کیونکہ قرآن کہتا ہے

وَلَسَوْفَ نُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ۝

ترجمہ: اور عنقریب تمہارا اللہ تم کو اتنا

دے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے۔

کیا اس دور کے مایوس اور مشکلات گھرے

انسان کے لئے قرآن کی یہ آیات کافی نہیں؟

جب قرآن کو سینے سے لگالیا تو مایوسی کیسی؟

اسے کھولیں اور سمجھ کر پڑھیں تو آپ سب کو پتا چلے گا ہمارا رب ہمارے اتنا

قریب ہے جتنا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔

مایوسی کبھی قریب نہیں بھٹکے گی

اور بے شک قرآن کی ہر آیت ہمارے زنگ آلود

دلوں کو صاف کر دیتی ہے،

آج آپ سب خود سے عہد کیجئے اپنے

رب پر توکل کریں گی۔

مشکلات سے کہہ دیجئے کہ ہمارا رب بہت بڑا ہے اور سچے دل سے توبہ کرنے والوں پر

خاص رحمت کرتا ہے۔

بھول جائیں گے سب رنج و غم

اپنے رب سے محبت تو کیجئے

NEW ERA MAGAZINE
از قلم خود
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مسکرا کر اپنی بات ختم کرتیں وہ درجہ ثانیہ سے اٹھیں اور باقی اساتذہ کے ساتھ گھل مل

گئیں۔

آج درس میں پڑھنی والی ہر لڑکی کے چہرے پر امید کی چمک تھی خواہ وہ کسی بھی ڈر سے

تعلق رکھتی ہو سب نے درجہ ثانیہ کے سامنے رک کر ان کے مسکراتے چہرے کو دیکھا

تھا۔

سب کے دلوں پر ان کی باتوں نے گہرا اثر چھوڑا تھا۔

سب پر امید تھے سمیت منہل کے

جس نے آج اپنے تمام معاملات اللہ کے سپرد کر دیے تھے۔

وہ شاید درجہ ثانیہ کو پڑھاتی تھیں

بہت نرم مزاج اور دل کو چھو لینے والا ان کا انداز منہل کے سارے زخموں پر مرہم

رکھتا گیا اور آج اس نے لمبے عرصے بعد خود کو ہلکا پھلکا محسوس کیا۔

مومن بڑی بی کو لے کر کب کا ہسپتال جا چکا تھا جبکہ بالاج ششدر سا وہیں لان میں کھڑا تھا۔

"بالاج میرے بھائی معاف کرنا سیکھو

معاف کرنے میں جو سکون ہے نہ وہ بدلہ لینے میں نہیں ہے۔"

مومن کے الفاظ ابھی بھی اس کی سماعتوں سے ٹکرا رہے تھے اور وہ پتھر کا بت بنا اپنے

ماضی اور حال کے بارے سوچ رہا تھا۔

نہ تو اس ماں نے اور نہ ہی ماں جیسی مامی نے اسے بدلہ لینا سکھایا تھا

پھر کیوں وہ اس حد تک گر گیا کہ اپنے بدلے کی آگ میں اپنی ضعیف دادی کو بھی جلا
ڈالا۔

دادی۔۔

دادی کا خیال آتے ہی وہ سرپٹ گیٹ کی جانب دوڑا۔

گیٹ عبور کرتے ہی ایک پتھر اس کے کندھے سے ٹکرایا

پھر دوسرا، تیسرا اور بے شمار پتھر اس کے وجود سے ٹکرانے لگے

اور ساتھ ساتھ مشتعل عوام کی جانب سے نعرہ بازی کا سلسلہ چل نکلا۔

"بے شرم

بے حیا

بالاج

تم نے ہمارے ملک کا نام ڈبو دیا۔

پورا ملک تمہیں اپنا ہیر و ماننا تھا اور تم اتنا گر گئے کہ اپنے والدین سمیت پورے ملک کا

نام ڈبو دیا۔۔۔

بالاج آفندی ہائے ہائے

بالاج آفندی ہائے ہائے۔۔۔ "شا تقین چیختے چلاتے چھتے ہوئے سوال کرتے اور ساتھ

ہی ساتھ پتھر برساتے جاتے۔

"بالاج آفندی آپ پر تو پوری قوم کو فخر تھا

پھر کیوں آخر کیوں آپ نے ایسی گری ہوئی

حرکت کر کے نہ صرف شا تقین کا دل دکھایا

بلکہ پوری قوم کا سر شرم سے جھکا دیا۔" یہ ایک صحافی کا سوال تھا۔

دوسرا صحافی بولا۔۔۔

"بالاج آفندی آپ کو لگتا ہے کہ آپ کی اس حرکت کے بعد کرکٹ بورڈ آپ کو سخت

سزا نہیں سنائے گا؟"

تیسرا صحافی بولا۔۔۔

کتیریر توتباہ ہو ہی گیا ہے آپ کا

بس اتنا بتا دیجئے کیا کوئی اچھی لڑکی آپ کا کردار دیکھتے ہوئے آپ کو اپنا ناچا ہے گی؟

یا کوئی ایسی لڑکی ہے جو اب بھی آپ کے کردار کی گواہی دے سکے یا آپ کو اپنانے کا

حوصلہ رکھتی ہو؟

کیونکہ جتنی بے ہودہ حرکت آپ نے کی ہے

کوئی بھی نیک لڑکی آپ کو اپنانے کی غلطی نہیں کرے گی۔

وہ کہتے ہیں نہ نیک مردوں کے لئے نیک عورتیں اور بد مردوں کے لئے بد

عورتیں۔۔۔"

"کتیریر تباہ ہو یا نہ ہو محترم مگر میں اتنا ضرور کہنا چاہوں گی کہ ہاں کوئی بھی اچھی لڑکی

انہیں ضرور اپنا ناچا ہے گی

کیونکہ یہ اپنائے جانے کے قابل ہیں۔

جہاں تک بات ہے کردار کی گواہی دینے کی

تو ہاں میں دیتی ہوں اس انسان کے کردار کی گواہی۔۔۔

یہاں کھڑے تمام لوگ کان کھول کر سن لیں
 بالاج آفندی کا کردار سفید کپڑے سے بھی زیادہ پاک صاف ہے
 اور رہی بات اپنانے کی تو مجھ جیسی لڑکی
 سے کوئی ایک بار پوچھے کی بالاج آفندی کو
 اپنانا چاہو گی تو میں ہزار بار کہوں گی میری خوش نصیبی ہے کہ میرا نصیب اتنے باکردار
 انسان سے جڑا ہے۔

NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بالاج آفندی نے کوئی بے ہودہ حرکت نہیں کی
 اسے بس بے ہودہ بنا کر پیش کیا گیا ہے۔

خبردار

خبردار جو آپ لوگوں نے میرے باکردار شوہر
 کے کردار پر کیچڑا چھالا۔

اتنا ہی سچ جاننے کا شوق ہے تو جائیں خود

حقیقت کا پتا چلائیں

اور خبردار جو دوبارہ ہمارے گھر کے باہر تماشہ لگایا تو بہت بری طرح پیش آوں گی۔"

بالاج مشتعل عوام کے پتھر او سے بچتا ششدر صحافیوں کے چبھتے

سوالات سن رہا تھا دفعتاً منسل کی گونج

دار آواز نے سب کو اپنی جانب متوجہ کر لیا۔

وہ اپنے مضبوط اور پروقار لہجے کے ساتھ

NEW ERA MAGAZINE

صحافیوں سمیت بالاج کو بھی لاجواب کر گئی۔

یہ وہی لڑکی تھی جس کی لڑکپن کی ایک غلطی کی سزا بالاج اب تک اسے دیتا آیا تھا

اور آج جب بات بالاج کے کردار پر آئی تھی تو وہی منسل اس کی ڈھال بن گئی تھی۔

منسل اپنی بات ختم کر کے کب کی اندر جا چکی تھی۔

گارڈز نے مشتعل ہجوم اور صحافیوں کو بھی منظر سے ہٹنے پر مجبور کر دیا تھا

مگر بالاج اب بھی وہیں پتھر بنا یہی سوچ رہا تھا کہ وہ کس سے بدلہ لے رہا ہے!

خود سے یا ان لوگوں سے جن کے لئے وہ سب سے اہم ہے۔

چند دن ہسپتال رہنے کے بعد بڑی بی کی طبیعت میں بہتری آگئی تھی۔

آج انہیں گھر لایا گیا تھا۔

مومن اور سیٹھ آفندی مسلسل ان کی خدمت کر رہے تھے جب ہلکی سی دستک دے کر
بالاج اندر داخل ہوا۔

اس کی آمد پر سیٹھ آفندی اٹھ کر جانے لگے تو بالاج نے ہاتھ بڑھا کر انہیں روک لیا۔

"ڈیڈ"

ماں باپ اپنی بگڑی ہوئی اولاد کو بھی معاف کر دیتے ہیں نا؟

میں تو پھر محرومیوں کا مارا ہوا ہوں

کیا اپنے بیٹے کو معاف نہیں کریں گے؟ "بالاج کی لرزتی آواز سن کر سیٹھ آفندی کے

دل کو کچھ ہوا تھا۔

انہوں نے کب چاہا تھا کہ ان کا بیٹا اس حالت میں ان کے سامنے آئے وہ تو بس چاہتے تھے کہ وہ اپنی انا چھوڑ کے سب کو اپنالے۔

وہ تو اس کی محرومیوں کا ذمہ دار خود کو ٹھہراتے آئے تھے۔

"میں تم سے خفا ہی کب تھا میرے بچے۔"

میں تو خود اس آگ میں برسوں سے جلتا آیا ہوں جو تمہاری اور تمہاری ماں کی جدائی نے مجھے دی۔

میں تو خود تمہارا گناہ گار ہوں
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
ہو سکے تو تم معاف کر دو اپنے بوڑھے باپ کو

ان تمام محرومیوں کے لئے جو میرے ہوتے ہوئے بھی تمہیں سہنی پڑیں۔ "سیٹھ

آفندی نے اس کی بات کاٹ کر اپنی غلطیوں کا اعتراف کیا تو بالاج کا دل بھر آیا

آج پہلی بار وہ اپنے باپ کے سینے سے لگ کر

پھوٹ پھوٹ کر رو یا تھا۔

بچپن سے لڑ لڑ کپن اور لڑ کپن سے لے کر جوانی تک جتنا وہ باپ کے لمس کو ترسا تھا یہ

وہی جانتا تھا۔

جانے وہ کتنی ہی دیر باپ کے سینے سے لگا بلکتا رہا جب مومن نے نرمی سے اس کا کندھا تھپتھپا کر اس کا رخ اپنی جانب موڑا اور بغیر کچھ کہے اسے سینے سے لگا لیا۔

باپ کی طرح بھائی کے سینے سے بھی پہلی بار لگنے کا احساس کس قدر خوبصورت تھا۔

وہ دونوں کتنی ہی دیر بے آواز روتے رہے۔

پھر ایک دوسرے سے الگ ہوئے تو بالاج نے کچھ کہنے کے لئے لب واکٹے مگر مومن نے ہاتھ بڑھا کر اسے کچھ کہنے سے روک دیا۔

بالاج خون کے رشتوں میں معافی تلافی نہیں ہوتی میرے بھائی

بس ایک بار سینے سے لگ کر تمام شکوے شکایتیں دور کر لی جاتی ہیں۔

چلو اب ددو جانی کے پاس بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں تاکہ ان کا دل بھی بہل

جائے۔ "سیٹھ آفندی اور بالاج کا ہاتھ پکڑے

مومن بڑی بی بی کے پاس لایا اور تینوں ان کے سامنے دوزانو بیٹھ گئے۔

ددو جانی مجھے معاف کر دیں

مجھے میری محرومیوں نے پتھر دل بنا دیا تھا۔

میں اپنے کئے پر شرمندہ ہوں۔

عریشہ کو مومن پسند کرتا ہے

میں نے اس رشتے کی بات بس مومن کو تکلیف پہنچانے کے لئے کی تھی۔

مجھے معاف کر دیں

بلکہ میں خود اپنے بھائی کے لئے ان کے گھر رشتہ لے کر جاؤں گا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Poems|Ghazals|Fiction|Drama|Screenplay|E-books|E-journals|E-newsletters|E-magazines|E-books|E-journals|E-newsletters|E-magazines

اور دیکھئے گا جتنا اچھا ہمارا مومن ہے

وہ لوگ انکار کر ہی نہیں سکیں گے۔ "بالاج نم آنکھوں سے کہتا ہوا مسکرا دیا۔

"میرے بچے ماضی سے حال تک ہم سب ہی ایک دوسرے کا کہیں نہ کہیں دل

دکھانے کا باعث بنے ہیں اور آج ہم سب ہی اپنی اپنی کوتاہیوں کے لئے ایک دوسرے

کے سامنے شرمندہ ہیں۔

مگر ایک انسان ایسا بھی ہے جسے شرمندہ ہونے کے باوجود اب تک معافی نہیں ملی

کیا اس کا تم پر کوئی حق نہیں؟

اگر اب بھی تمہیں لگتا ہے کہ اس کی غلطی قابل معافی نہیں تو بیٹا خدا را سے اس بندھن سے آزاد کر دو۔

میں نہیں چاہتی کہ کسی کی یتیم مسکین بچی ساری زندگی کسی ایسے مرد کے نام پر بیٹھی رہے جو اسے اپنا ناہی نہیں چاہتا۔

بہتر ہے بیٹا خود بھی آگے بڑھو اور اسے بھی بڑھنے دو۔"

بڑی بی بی کی بات ابھی مکمل بھی نہیں ہوئی تھی کہ بالاج اٹھ کمرے سے نکل گیا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بڑی بی بی کی باتیں ساری رات اس کی سماعتوں میں گونجتی رہیں۔

وہ کروٹ بدلتا تو منہل کا مشتعل ہجوم کے سامنے دو ٹوک انداز سے بے قرار کر دیتا۔

کتنی آسانی سے اس لڑکی نے اس کے کردار کی گواہی دے دی تھی جس کے کردار کی

دھجیاں اڑا کر وہ اسے ایک نہ ختم ہونے والی سزا دے آیا تھا۔

بے چینی سے کروٹ بدلتا جب وہ تھک گیا تو اٹھ بیٹھا۔

کمرے سے نکل کر لان کی تازہ ہوا میں آیا تو مومن کے ساتھ ہوئی بحث یاد آگئی

مومن نے بھی کہا تھا اس لڑکی کو جینے دو اور آزاد کر دو۔

وہ وہیں سنگی پنچپر سردونوں ہاتھوں میں تھامے بیٹھا تھا جب موزن نے دور اپنی

میٹھی آواز میں اذان دی۔

پوری اذان سننے کے بعد وہ اٹھا اور اب اس کا رخ کالونی کی مسجد کی جانب تھا

وہ جانتا تھا کہ

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Affairs | Poems | Gossip | Theories |
آج اس کے تمام سوالوں کا جواب وہیں سے ملنا تھا۔

کیپکپاتے وجود کے ساتھ وہ مسجد میں داخل ہوا جیسے مجرم اقرار جرم کے لئے آتا ہے۔

وضو کرتے ہوئے اسے محسوس ہوا

دو آنکھیں مسلسل اسے گھور رہی ہیں

ارد گرد دیکھنے پر جب کوئی نظر نہیں آیا تو سر جھٹکتا صاف میں جا کھڑا ہوا۔

ہولے ہولے کانپتے وجود سے نماز ادا کرنے کے بعد وہ دوزانو بیٹھا تو دعاء کے لئے ہاتھ اٹھانے کی ہمت نہیں ہوئی۔

"مجھے معاف کر دے مالک۔" دونوں ہاتھ گود میں گرائے بے بسی سے آسمان کی جانب دیکھتے ہوئے اس کے لب وا ہوئے۔

"وہ تو ہے ہی رحیم معاف کر ہی دے گا"

تم بتاؤ میاں تم نے معاف کر دیا اسے جسے معاف کرنا نہیں چاہتے؟

وہ تو معاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تم معاف کر دو کیونکہ تم بھی اپنے رب سے یہی امید رکھتے ہو۔" یہ وہی بزرگ تھے جو

پہلی بار بالاج کو ٹیکسی میں ملے تھے

آج بھی مختصر بات کہہ کر چلے گئے

مگر آج فرق اتنا تھا کہ آج بالاج کو ان کی باتوں سے الجھن نہیں ہوئی تھی بلکہ وہ بہت

کچھ سمجھ گیا تھا۔

گھر میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر لان میں ٹہلتی منسل پر پڑی تو ٹھٹھک کر رکا۔

چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا منسل کی جانب بڑھ گیا جہاں وہ آنکھیں موندے ٹہلتی ہوئی
سورہ رحمن کی تلاوت کر رہی تھی۔

"بے شک میں اپنے رب کی اس نعمت کو جھٹلا نہیں سکتا جو تمہارے روپ میں اس نے
مجھے عطا کی۔" منسل کے عقب میں کھڑے بالاج کی آواز جو نہی اس کی سماعتوں سے
ٹکرائی وہ اچھل کر مڑی۔

اپنے سامنے کھڑے باوقار شخصیت کے مالک بالاج کو دیکھ کر لمحے بھر کو ساکت رہ گئی۔
"مجھے زیادہ کچھ نہیں کہنا منسل
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں زیادہ کچھ کہنے کے قابل ہی نہیں

بس اتنا کہنا ہے اگر ممکن ہو مجھے معاف کرنا تو معاف کر دو

ہر اس زیادتی کے لئے جو میں نے کی۔"

"آپ نے جو کیا وہ ٹھیک تھا

میں اسی قابل تھی

میرے ساتھ یہی ہونا چاہیے تھا۔

میرے جیسی کم عقل لڑکیاں جب ظاہری چمک دمک کی پیچھے بھاگتی ہیں تو نقصان اٹھاتی ہیں۔

مگر میرے رب نے شاید میری ماں کی دعاوں

کے صدقے مجھے بچالیا اس درندے سے،

مگر

جو آپ نے میرے ساتھ کیا تھا میں اسی قابل تھی

بلکہ میں اس سے بھی زیادہ بڑی سزا کی مستحق تھی۔

آپ کس چیز کی معافی مانگ رہے ہیں؟

جبکہ ہمیشہ تکلیف تو میں نے دی آپ کو!

دیکھیے میرے ساتھ جو ہوا میں اسی قابل تھی

آپ کو مجھ سے معافی مانگنے کی ضرورت نہیں

میں آپ کے فیصلے سے خوش ہوں
 آپ زندگی میں آگے بڑھ رہے ہیں
 بہترین فیصلہ کیا آپ نے۔۔۔"
 "خدا کے لئے بس کرو منہل
 تم اکیلی قصور وار نہیں ہو

حقیقت تو یہ ہے

تمہیں سزا کے طور پر تنہا ٹھو کریں کھانے کے لئے چھوڑ کر میں نے بھی زیادتی کی۔
 غلط تم نے کیا تو ٹھیک میں نے بھی نہیں کیا۔

فرق بس اتنا ہے کہ در بدر کی ٹھوکروں نے تمہیں اللہ کے قریب کر دیا
 اور میری بدلے کی آگ نے مجھے اللہ سے دور کر دیا۔

خسارے میں تو میں ہی رہا نہ

تم نے رب کو راضی کر لیا

اب بتاو معافی کسے مانگنی چاہیے

مجھے یا تمہیں؟" اس نے منہل کی بات پر تڑپ کر استفسار کیا۔

"مجھے

جی ہاں

مجھے معافی مانگنی چاہیے جو عورت

ہو کر بھی بھٹک گئی۔



کوئی مرد بھٹک جاتا تو سمجھ میں بھی آتا

مگر عورت۔۔۔

عورت کا بھٹک جانا قابل معافی جرم ہے ہی نہیں بالاج۔۔" منہل نے کرب

سے آنکھیں میچ کر کہا۔

"کیوں؟

مرد کی غلطی کیوں معاف کی جانی چاہیے؟

گناہ تو گناہ ہے

مرد کرے یا عورت سزا تو برابر ملنی چاہیے

پھر ساری سزا تمہیں ہی کیوں ملے؟

مجھے بھی ملنی چاہیے نہ؟

قابل اعتراض تصاویر تو میری بھی پوری دنیا نے دیکھی ہیں

سزا کا مستحق تو میں بھی ہوں

پھر میری وکالت کیوں کی تم نے میڈیا کے سامنے؟

ہونے دیتی مجھے بھی ذلیل۔۔

میں نے بھی تو تمہیں معاف نہیں کیا تھا

تم بھی مجھے معاف نہ کرتی، موقع مل ہی گیا تھا تو ذلیل کرتی

جیسے میں نے کیا تھا تمہیں۔"

"چھوٹی عمر میں غربت دیکھی

یتیمی کا درد سہتی رہی۔

چھوٹے سے دماغ میں بیٹھ گیا کہ آپ اور پھپھو ہی میرے بابا کی موت کے ذمہ دار ہیں

نہ آپ لوگ آتے نہ میرے بابا دنیا سے جاتے۔

مگر کچا ذہن تھا نہیں سمجھ پایا

ماں کو محنت کرتے دیکھ کر دل کڑھتا

تھا دل چاہتا تھا ہمارے پاس بھی ہر نعمت ہو

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Book Reviews|Poetry|Ghazals|Fiction|Drama|Screenplay|E-books|Podcasts|Interviews|Columns|Opinion|Cartoons|Comics|Photography|Video|Audio|Podcasts|Interviews|Columns|Opinion|Cartoons|Comics|Photography|Video|Audio

ہم بھی عیش کی زندگی جنیں،

میری ماں کو بھی آرام ملے۔

میری حسرتیں بھی پوری ہوں۔

ہر بیٹی کے بابا اس کی خواہشات پوری کرتے ہیں

میرے بابا تو بہت جلدی چھوڑ گئے مجھے،

میں کس سے خواہش کرتی؟

بچپن کی محرومیاں مجھے غلطی کرنے پر مجبور کر گئیں

مگر میری ماں کی تربیت اور دعاؤں نے میری عزت بچالی۔

مگر آہ میری قسمت جس نے مجھے آپ کی نظر میں گرا دیا۔

آپ سے دور ہو کر جہاں سختیاں آئیں

وہیں اللہ کے قریب ہو گئی اور کیا چاہیے مجھے۔

اور جہاں تک آپ کے کردار کی بات ہے تو

میں مر کے بھی نہیں مان سکتی کہ میرے بلے کے کردار میں کھوٹ ہے، سوری چھوٹے

صاحب میرے منہ سے غلطی سے نکل گیا۔ "اپنی دھن میں بولتی بالاج کو بلا کہہ گئی

پھر اپنی غلطی کا احساس ہوتے ہی زبان دانتوں تلے دبا گئی۔

"خدا کا واسطہ ہے

یا مجھے بلا کہو

یا برامان لو

کہہ دو کہ میں برا ہوں

کہونہ کہ میں سیٹھ آفندی کی بگڑی ہوئی اولاد ہوں یوں سر آنکھوں پر مت بٹھاؤ میں
اس قابل نہیں منسل۔ "وہ تڑپ کے بولا۔

"سر کے تاج کو سر آنکھوں پر ہی بٹھایا جاتا ہے نہ بلے مجھے معاف کر دیں

میری محرومیوں نے مجھ سے کیا کروا دیا۔" اس بار منسل کی ہمت جواب دے گئی اور وہ
بالاج کے قدموں میں بیٹھتی چلی گئی۔

"میں نے تمہیں معاف کیا منسل

خدا راجھے بھی معاف کر دو ہر اس ظلم کے لئے جو بدلے کی آگ میں جلتے ہوئے میں
نے تم پر کیا۔

بس ایک بار اپنے منہ سے کہہ دو تم نے مجھے معاف کیا تو میری تڑپتی روح کو قرار آ جائے
گا۔"

"میں نے آپ کو معاف کیا بالاج۔" زمین پر بیٹھتے بالاج کو دیکھ کر آنسو بہاتی منسل
نے کہا۔

"بالاج نہیں بلا کہو۔" بالاج نے اس کی آنکھ سے ٹوٹا موٹی نرمی سے صاف کرتے ہوئے محبت سے کہا۔

"ابھی کوئی کسی سے کچھ نہیں کہے گا بھی جس کو جو کہنے کہنا ہے ویسے کے بعد کہے۔" بالاج اور منمل ایک دوسرے کو دیکھ کر آنسو بہا رہے تھے جب عقب سے مومن کی آواز گونجی۔

"تم ہماری باتیں سن رہے تھے؟" بالاج نے مصنوعی خفگی سے مومن کو گھورتے ہوئے استفسار کیا۔

"توبہ توبہ مجھے کیا ضرورت ہے تمہاری باتیں سننے کی میں تو بس یہاں سے گزر رہا تھا تو۔۔۔"

"تو کے بچے کو ذرا بالاج اٹھ کر اس کے پیچھے لپکا تو منمل اس منظر کو دیکھ کر مسکرا دی۔"

بالاج کو اس سکینڈل میں پھنسانے والا بکی

پکڑا گیا تھا۔

اس نے تفتیش کے دوران بتایا کہ وہ بالاج کو

میچ فلنگ کے لئے اکسانے کی بارہا کوشش

کر چکا تھا مگر ہر بار بالاج کے ہاتھوں ذلیل ہونے کے بعد اس نے بالاج سے بدلہ لینے

کے لئے اسے روپ نامی لڑکی کو بھیج کر اسے بدنام کرنے کی سازش کی۔

کیونکہ بالاج کی بے گناہی ثابت ہو گئی تھی اس لئے وہ ٹیم میں پہلے کی طرح اپنی جگہ

بحال کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا

اور اس کی دیانتداری کے بارے میں سن کر دنیا بھر میں اس کے چاہنے والوں میں

نمایاں

اضافہ ہوا تھا۔

خوبصورت سے میرج ہال میں خوبصورتی سے سب سے سٹیج پر دلہن بنی منسل مرکز نگاہ بنی

ہوئی تھی۔

خوبصورت سرخ لہنگے میں سچی سنوری منسل گلاب کی پنکھڑی لگ رہی تھی۔
دعوتِ ولیمہ میں شہر کی نامور شخصیات سمیت بہت سے ملکی و غیر ملکی کھلاڑی بھی
خصوصی شرکت کے لئے آئے تھے۔

بظاہر بالاج بھی سٹیج کے بالکل سامنے اپنے دوستوں کے ساتھ کھڑا خوش گپیوں میں
مگن تھا مگر اس کی نگاہیں منسل پر ہی جمی تھیں جو مسلسل بالاج کی ترچھی سے نگاہوں
سے کنفیوز ہوتی کبھی اپنا کلچ
کھول لیتی اور کبھی اپنے ناخنوں سے کھینے لگتی۔

"اگر زیادہ شرم آرہی ہے تو میں تمہارے اور بالاج بھائی کے درمیان کھڑی
ہو جاؤں؟" دفعتاً

مہمانوں سے نکل کر سٹیج پر آتی عریشہ چہکی۔

"ارے میرے ہوتے ہوئے آپ یہ زحمت کیوں کریں گی بھلا؟

میں ہوں نہ

میرے ہوتے ہوئے آپ کو اپنے نازک پاؤں تھکانے کی کیا ضرورت محترمہ۔ "عقب سے نکل کر اس کے سامنے آتا مومن شرارتی

لہجے میں استفسار کر رہا تھا۔

"جی نہیں اس کی ضرورت نہیں

اور آپ کو کس بے وقوف نے کہہ دیا میں نازک ہوں؟" عریشہ اس کی شرارت سمجھتے ہوئے ابرو اچکا کر بولی۔

"اس بے وقوف نے۔" مومن گھمبیر لہجے میں کہتا سینے پر بائیں جانب دل پر شہادت کی انگلی رکھ کر بولا تو عریشہ اس کے انداز پر گڑ بڑا گئی۔

"تو آپ اس بے وقوف کو سمجھائیں

مجھے کیوں بتا رہے ہیں؟" عریشہ نے ناک سے مکھی اڑائی۔

"میں نے بہت سمجھایا محترمہ

مگر یہ ڈھیٹ مانا ہی نہیں،

یوں کیجئے اب آپ ہی اس بے وقوف کو

اپنے انداز میں سمجھائیے۔" وہ مسکراتا ہوا عریشہ کی جانب دیکھ کر گویا ہوا۔

"کیسے؟" عریشہ آبرو اچکایا۔

"میرے ساتھ مہمانوں کی مہمان نوازی کر کے۔ مومن نے دوسرا جواب دیا۔

"مہمانوں کی مہمان نوازی کرنے سے آپ کا دل مان جائے گا کہ میں نازک

نہیں؟" عریشہ نے مسکرا کر استفسار کیا۔

"بالکل۔" وہ جو مومن سے کسی رومینٹک

ڈائیلاگ کی توقع کر رہی تھی

اس کا عجیب جواب سن کر کھلکھلا کر ہنس دی۔

"چلیں آپ کے دل کو مناتے ہیں۔" عریشہ ہنستے ہوئے مومن کے ساتھ مہمانوں کی

جانب بڑھ گئی جبکہ منہل جوان کی نوک جھونک سے لطف اندوز ہو رہی تھی

ایک بار پھر بالاج کی نظروں کے حصار میں

آنے پر گڑ بڑ گئی۔

"اوہ بھائی بس کر دے اور کتنی معافیاں مانگے گا؟" فہیم جو بالاج کے مسلسل اپنے

گزشتہ رویے پر معذرت کرنے سے اکتا گیا تھا چڑکے بولا۔

"فہیم یار تم کچھ بھی کہو مگر حقیقت یہی ہے کہ میں نے تمہارے اور حافظ کے ساتھ

ناروا برتاؤ کیا میں اس کے لئے بہت شرمندہ ہوں،

تم نے بڑے پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے مجھے معاف بھی کر دیا مگر حافظ نے تو معاملہ اللہ

کی سپرد کر دیا تھا

اور دیکھو وہ میرے ویسے پر بھی نہیں آیا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مجھے ڈر ہے اس کی ناراضگی اس کا دل دکھانا میرے لئے اللہ کی ناراضگی کا باعث نہ بن

جائے۔

وہ اپنے بندوں کا دل دکھانے پر معاف نہیں کرتا جب تک وہ انسان خود معاف نہ

کر دے،

میں نے اپنے اتنے پیارے دل کے مالک دوست کا دل دکھایا ہے

مجھے کیسے سکون ملے گا فہیم؟

دیکھو میں اپنی زندگی کے سب سے اہم دن پر بھی پوری طرح سے خوش نہیں ہو پارہا

کیونکہ میرا یار مجھ سے خفا ہے۔"

"کس نے کیا میں تم سے خفا ہوں؟"

ہاں تھوڑا غصہ تھا

اب وہ بھی نہیں رہا،

کیسے ممکن ہے ہمارے شہزادے کی شادی ہو اور ہم نہ آئیں۔" بالاج اداسی سے کہہ رہا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھا
یکبارگی عقب سے حافظ کی چہکتی آواز ابھری تو بالاج نے پلٹ کر تھیر سے دیکھا۔

"بھائی صاحب آپ تو ایسے حیران ہو رہے ہیں

جیسے آپ کی شادی میں حافظ کی جگہ

ایلیں آگیا ہو۔" فہیم کو شرارت سو جھی تو

بولے بغیر نہ رہ سکا۔

"اپنے دوست کو مکمل خوش دیکھنے کے لئے

آج میں ایلین کا خطاب بھی قبول کرتا ہوں۔"

آگے بڑھ کر بالاج کے گلے لگ کر سارے

شکوے دور کرتے حافظ نے کھلے دل سے کہا۔

"مجھے معاف۔"

"چپ کر جا پگے رلائے گا کیا؟" شرمندہ کھڑے بالاج نے معافی مانگنے کے لئے لب

کھولے ہی تھے کہ حافظ نے خالصتا فہیم کے انداز میں کہا تو ہال میں تینوں دوستوں کا

جاندار قبہ بہ بلند ہوا۔

سارے شکوے شکایتیں دور کرتے اب وہ دونوں بالاج کو لے کر سیٹیج کی جان بڑھ گئے

جہاں گھر کے بزرگ چندر سومات کے

لئے ان کے منتظر تھے۔

دو سال بعد۔۔

"مناجی

مناجی می می۔۔" بالاج جو منسل سمیت تمام گھر والوں کے ساتھ عریشہ کے گاؤں
مومن اور عریشہ کی شادی کی ڈیٹ فکس کرنے آیا تھا منسل کے اچانک غائب ہونے پر
اسے ڈھونڈتا ہوا مالٹے کے باغ میں چلا آیا

جہاں ہر طرف تازہ مالٹے درختوں پر لٹکے خوبصورت منظر پیش کر رہے تھے۔

وہ منسل کو ڈھونڈتا ہوا خاص طور پر

اس طرف اس لئے بھی آیا تھا کیونکہ وہ بچپن سے منسل کی عادات سے واقف تھا۔

منسل کو ڈھونڈتے ہوئے اس کی نظر گھاس پر بیٹھے ننھے آفان پر پڑی جو اپنے ننھے ننھے
ہاتھوں سے گھاس پر جا بجا گرے مالٹوں سے کھیل رہا تھا۔

"آفان میرے شہزادے آپ یہاں اکیلے بیٹھے کیا کر رہے ہیں اور آپ کی ماما کہاں

ہیں؟" کہہ کر آفان کو گود میں لیتے ہوئے اس کی نظر ایک قد آور درخت پر پڑی جہاں

مزے سے بیٹھی منسل درخت سے مالٹے توڑ توڑ کر گھاس پر پھینک رہی تھی۔

"مناجی بہت بری بات۔۔"

آپ کا یہ بچپنا کب جائے گا؟

نیچے اتریں فوراً۔

میں نے کہا فوراً۔ "درخت پر اپنے پسندیدہ مشغلے میں مگن منسل کو ڈپٹا گیا تو منہ بسورتی

نیچے اتری۔

"یہ کیا طریقہ ہے؟"

کوئی اپنے اتنے چھوٹے بچے کو اکیلا چھوڑ کر یوں درخت پر چڑھتا ہے؟ "وہ خفگی سے کہتا
منسل کی جانب بڑھا جو مزے سے گھاس پر گرے ماٹے اکٹھے کر رہی تھی۔

"اور کوئی یوں اپنی معصوم بیوی کو ڈانٹتا ہے؟" مڑے بغیر خفگی سے کہا گیا۔

"اچھا جی"

تو معصوم بیوی مجھ سے کہتی

میں ڈھیروں ماٹے لادیتا

یوں درخت پر چڑھتے ہوئے گر جاتی

یا ہمارے آفان کو گھاس سے نکل کر کوئی کیڑا کاٹ لیتا تو کیا ہوتا؟" وہ معصومیت

سے کئے گئے شکوے پر اپنا سارا غصہ بھلاتا

اس کے قریب جا کر اسے کندھوں سے تھامتے ہوئے پیار سے اپنی جانب موڑ کر گویا

ہوا۔

"نہیں نامائے خریدنے وہ مزہ نہیں آتا نہ جو خود درخت پر چڑھ کے توڑنے کا آتا ہے

بس آپ نہیں سمجھیں گے باگڑ بلا جی۔" وہ

محبت بھری نگاہوں سے اس کی سبز آنکھوں میں دیکھتی اس کی ناک دبا کر بولی۔

"اچھا میری جنگلی بلی کا شوق پورا ہو گیا ہو تو چلیں؟" وہ اس کے الجھے بال سنوارتا ہوا

استفسار کر رہا تھا۔

"چلیں جائیں گے اتنی جلدی بھی کیا ہے

آئیے کچھ دیر باغ میں بیٹھتے ہیں۔" منسل اس کا بازو کھینچتے ہوئے بولی۔

"مناجی آج نہیں

پھر کبھی فرصت میں بیٹھیں گے

گھر پر ڈیٹ فکس کرنی ہے

سب ہمارے منتظر ہیں چلیے۔ "وہ پیار سے اسے پچکارتا اپنے ساتھ لگا کر چل پڑا۔

"اچھا بابا آپ چلیں میں بس دو منٹ میں ڈرائیو سے کہہ کر اپنے ماٹے گاڑی میں رکھا

کر آئی۔"

"مناجی دو منٹ کا مطلب بس دو منٹ۔" اس بار وہ تھوڑی سختی سے کہتا آفان کو لے کر

چلا گیا جبکہ منہل ماٹے اکٹھے کرنے کی اجازت پر خوشی خوشی باغ کے باہر کھڑے

ڈرائیور کی جانب بڑھ گئی۔

"چچا جی آپ باغ سے میرے ماٹے لیتے آئیے میں آپ کا یہیں انتظار کر رہی ہوں۔"

وہ گاڑی کے ساتھ ٹیک لگا کر کہتی ڈرائیور کے ہاتھ میں پکڑا اخبار پکڑ کر الٹ پلٹ کر

دیکھنے لگی جب ایک خبر پر اس کی نظر رک گئی۔

وہ افضل (شہزاد) تھا

ہاں وہ جیل کی سلاخوں کے پیچھے کھڑے شخص کی تصویر افضل ہی کی تھی۔

نیچے بڑے حروف میں لکھا تھا لڑکیوں کو اغواء کر کے بیچنے والے گروہ کا ایک کارندہ
پکڑا گیا۔

وہ کتنی ہی دیر بے یقینی کے عالم میں اخبار
کو دیکھتی رہی پھر اپنی گزشتہ غلطیوں و گناہوں کو یاد کر کے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"مناجی کیا ہوا کیوں رو رہی ہیں؟

بالاج جو منسل کے لیٹ ہونے کا سوچ کر

آدھے راستے سے واپس آیا تھا اسے روتے دیکھ کر گھبرا گیا۔

"کچھ نہیں بلے مجھے اماں یاد آرہی ہیں

آپ یہاں سے فارغ ہو کر مجھے قبرستان لے چلیں مجھے اماں کے پاس جانا ہے معافی

مانگنی ہے اپنی نافرمانیوں کی

اپنی گستاخیوں کی۔" اچھا میری جان ہم

یہاں سے واپسی پر قبرستان سے ہوتے ہوئے جائیں گے اب چلو سامنے کچے راستے پر

کھیتوں کے درمیان کھڑا مومن کب سے ہمارا

منتظر ہے

گاڑی اور مالٹے ڈرائیور چچالے آئیں گے۔ "وہ اسے پیار سے بہلاتا اپنے ساتھ لے کر
کچے راستے کی جانب بڑھ گیا جبکہ منسل مڑ کے زمین پر گرے اس اخبار کو دیکھ رہی تھی

جس پر بنی تصویر اس کے مجرم کی تھی جو اب اپنے انجام کو پہنچ گیا تھا۔

مگر کیا ہر لڑکی کا مجرم یو نہیں اپنے انجام کو پہنچتا ہے؟

کیا ہر لڑکی جو لڑکپن میں غلطی کرتی ہے

منسل کی طرح بچ جاتی ہے؟

یہ سوچ اسے پریشان کر رہی تھی۔

"اللہ تمام بیٹیوں کو حیا والا بنائے

جن کے لئے دنیا کی ہر چیز سے بڑھ کر ان کے والدین کی عزت ہو اور اپنی آبرو ہو۔"

منسل نے صدق دل سے دعاء کی اور اپنے محبوب شوہر کی بازو کو مضبوطی سے تھامے

اس کے ہم قدم ہو گئی۔

عورت کو نکاح کر کے عزت دینے والا مرد اس مرد سے بہتر ہوتا ہے جو صرف خواب

دکھا کر اس کے جذبات مجروح کرے

آج یہ بات منسل کو اچھی طرح سمجھ آگئی تھی۔

منسل کے راہ راست پر آتے ہی اللہ نے اسے وہ سب عطاء کر دیا تھا جو اس کی اماں ہمیشہ

اس کے لئے مانگا کرتی تھیں۔



ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایر میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی

ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ

کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے

ہیں۔

NEW ERA MAGAZINE.com

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات

کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایر میگزین